طوطا کہانی

حیدری

PK
6550
T818
1801

Tūtī-nāmah
Totā kahānī

PLEASE DO NOT REMOVE
CARDS OR SLIPS FROM THIS POCKET

UNIVERSITY OF TORONTO LIBRARY

محمد عبدالرحمن بارکر - لاہور ۷ جنوری ۱۹۶۳ء

Tota kahani

sayyad haydar baxš haydri

written in 1215 (1801)

c. about 1833 AD

HUL 246-247

Tūtī nāmah

Totā kahānī

طوطا کہانی

[1801]

جے ایس سنت سنگھ اینڈ سنز پبلشرز و تاجران [illegible] صاحب
ہر ایک اہل سخن سے امید رکھتا ہے۔

PK
6550
T818
1801

LIBRARY
NOV 20 [illegible]

944042

طوطا کہانی باتصویر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

احسان اُس خدا کا کہ جس نے دریائے سخن کو اپنے ابر کرم سے گوہر معنی بخشا اور زبان کو واسطے اُسکی حمد کے گویا کیا اور پیغمبر آخر الزمان کو ہم گنہگاروں کی شفاعت کیواسطے رحمۃ اللعالمین پیدا کیا کہ جسکے سبب سے ارض وسمانے قیام پایا۔ حقّ وہ الحق کہ ایسا ہی معبود ہے قلم جو لکھے اُس سے افزودہ ہے پیمبر کو بھیجا ہمارے لئے۔ وصی اور امام اُس نے پیدا کئے سبھوں کا وہی دین و ایمان ہے۔ یہ ہیں دل تمام اور وہی جان ہے سر و تازہ ہے اُس سے گلزار خلق۔ وہ ابر کرم ہے ہوادار خلق۔ اگرچہ وہ بیفکر و غیور ہے۔ ولے پرورش سب کی منظور ہے۔ کسی سے بر آوے نہ کچھ کام جان۔ جو وہ مہربان ہو تو کل مہربان۔ اگرچہ یہاں کیا ہے اور کیا نہیں۔ پر اُس بن تو کوئی کسی کا نہیں۔ یہ سیّد حیدر بخش متخلص حیدری شاہجہان آبادی تعلیم یافتہ مجلس خاص نواب علی ابراہیم خان بہادر مرحوم شاگرد غلام حسین خان غازی پوری دست گرفتہ صاحب عالیجناب سخندان آبرو بخش سخنوران معدن مروت چشمۂ فتوت دریائے جود و کرم منبع علم و حلم صاحب والاشان جان گلگرسٹ صاحب بہادر دام اقبالہ کا ہے۔ اگرچہ تھوڑا بہت ربط موافق اپنے حوصلے کے عبارت فارسی میں بھی رکھتا ہے لیکن بموجب فرمایش صاحب موصوف کے سنہ ۱۲۱۵ ہجری مطابق سنہ ۱۸۰۱ عیسوی کے حکومت میں سرگروہ امیران جہان حامی غریبان و بیکسان زبدۂ نوئینان عظیم الشان مشیر خاص شاہ کیوان بارگاہ انگلستان مارکوئیس ولزلی گورنر جنرل بہادر دام اقبالہ کی محمد قادری کے طوطی نامے کا جس کا ماخذ طوطی نامہ ضیاء الدین بخشی ہے۔ زبان ہندی میں موافق محاورۂ اردوئے معلّے کے نثر میں موافق عبارت سلیس و خوب الفاظ رنگین و مرغوب سے ترجمہ کیا۔ اور نام اس کا طوطا کہانی رکھا تا صاحب نو آموزوں کی فہم میں جلد آوے۔ اور یہ ہیچمدان ہر ایک اہل سخن سے امید رکھتا ہے۔

کہ جو کوئی چشم غور سے اس ترجمہ کو ملاحظہ کرے اور غلطی معنی یا نامربوطی الفاظ اس کی نظر پڑے۔
تو وہ شمشیر قلم سے مانند سر دشمن کے اس کو صفحۂ ہستی سے اڑا دے **ابیات** جو بہر صلاح اس پہ رکھے قلم۔ الٰہی نہ دینا کبھی اُس کو غم ٭ الٰہی بحق امام انام۔ یہ جلدی ہو مجھ سے کہانی تمام ٭
آمدم بر سر مطلب۔ سُننا چاہیئے کہ کیا کیا خون جگر کھایا ہے اور کیسا کیسا مضمون باندھا ہے ٭

پہلی داستان میمون کے پیدا ہونے اور خجستہ کے ساتھ بیاہے جانے کی

اگلے دولتمندوں میں سے احمد سلطان نام ایک شخص بڑا مالدار اور صاحب فوج تھا لاکھ گھوڑے اور پندرہ سو زنجیر فیل اور نو سو قطار باربرداری اونٹوں کی اُس کے در دولت پر حاضر رہتے تھے پر اُس کا لڑکا بالا کوئی نہ تھا کہ گھر اپنے باپ کا روشن کرتا ٭ حسن اسی بات کا اُس کے دل پر تھا داغ نہ رکھتا وہ اپنے گھر کا چراغ۔ اسی واسطے صبح و شام خدمت میں خدا پرستوں کی جاتا اور اُن سے درخواست دعا کی کرتا غرض تھوڑے دنوں میں خالق زمین و آسمان نے ایک بیٹا مہ جبین خوبصورت مہر چہرہ اُسے بخشا احمد سلطان اسی خوشی سے گل کی مانند کھلا اور نام اُس کا میمون رکھا کئی ہزار روپے فقیروں کو بخش کر سجدۂ شکر بجالایا اور یہ بیت پڑھنے لگا۔ حسن تجھے فضل کرتے نہیں لگتی بار۔ نہ ہو تجھ سے مایوس امیدوار ٭ دوگانہ غرض شکر کا کر ادا۔ تہیہ کیا شادی جشن کا۔ اور تین مہینے تک شہر کے امیروں وزیروں داناؤں فاضلوں اُستادوں کی ضیافتیں کیں کشتیاں بعضوں کے آگے رکھیں اور اکثروں کو خلعت بھاری بھاری دئیے جس وقت وہ لڑکا سات برس کا ہوا واسطے تربیت کے ایک اُستاد دانا کامل کو سونپا حسن معلم اتالیق و منشی لوبیہ ہر ایک فن کے اُستاد بیٹھے قریب۔ کیا قاعدے سے شروع کلام، پڑھانے لگے علم اُس کو تمام، اور کتنے دنوں میں الف بے تے سے لیکر گلستان اور انشائے ہرکرن و جامع القوانین و ابوالفضل یوسفی و رقعات جامی تک پڑھا بلکہ علم عربی کو بھی تحصیل کیا حسن دیا تھا زبس حق نے ذہن رسا، کئی سال میں علم سب پڑھ چکا، معانی و منطق بیان و ادب، پڑھے اُس نے منقول و معقول سب، خبردار حکمت کے مضمون سے، غرض جو پڑھا اُس نے قانون سے اور قاعدہ نشست و برخاست مجلس بادشاہی کا اور طریقہ عرض و معروض کا اُسنے سیکھا سچ یہ ہے کہ بعض فنون میں باپ پر بھی سبقت لیگیا جب باپ نے دیکھا کہ جوان ہوا تب ایک عورت صاحب جمال گل اندام خجستہ نام کیساتھ بیاہ کر دیا دونوں آپس میں عیش و عشرت کرنے لگے اور کسی وقت جدا نہوتے غرض یہانتک شیفتہ و فریفتہ ہوئے کہ عاشقی و معشوقی کے درجے سے گذر گئے اتفاقاً ایکدن شہزادہ گھوڑے پر سوار ہو کر بازار

میں گیا اور دیکھا کہ ایک شخص اس بازار میں ایک پنجرہ طوطے کا ہاتھ میں لئے کھڑا ہے۔ اُسنے طوطا بیچنے والے

تصویر شاہزادیکا گھوڑے پر سوار ہوکر بازار میں جانا اور طوطے کا خرید کرنا

سے پوچھا کہ اے شخص اس طوطے کا کیا مول ہے۔ اُسنے جواب دیا کہ خداوند! اسکو ہزار روپئے سے کم نہ بیچونگا میمون نے کہا خیر معلوم ہوا جو اس ایکمشت پر ہزار روپئے دیگا وہ اُسکے برابر دوسرا بیوقوف ہوگا کیونکہ ایک نوالہ بلی کا ہے جب طوطے والا جواب اُسکا نہ دے سکا تو طوطے نے جانا کہ اگر یہ دولتمند عمدہ شخص مجھے خرید نہ کریگا تو موجب قباحت اور بدنامی میری کا ہے کیونکہ صحبت بزرگوں کی سبب زیادتی عقل اور عزت کا ہے اُس سے میں محروم رہونگا تب طوطے نے جواب دیا کہ اے جوانِ خوش رو اگرچہ میں تیری آنکھوں میں حقیر اور ضعیف ہوں لیکن بسبب دانائی اور عقل کے عرش پر پرواز کرتا ہوں اور ہر ایک اہل سخن میری خوشگوئی اور شیریں زبانی پر حیران ہے بہتر یہی ہے کہ مجھے مول لے اسواسطے کہ سوائے خوشگوئی کے کئی ہنر مجھ میں عجیب ہیں شمہ اسکا یہ ہے کہ میں حقیقت ماضیہ اور مستقبل اور حال کی کہتا ہوں اگر حکم ہو تو ایک بات فائدہ کی عرض کردوں تب اُس نے کہا کہ کیا کہتا ہے کہ طوطے نے کہا کہ بعد کئی دن کے ایک قافلہ سوداگروں کا اس شہر میں سنبل خریدنے آویگا تم ابھی سے تمام شہر کے دوکانداروں سے سنبل خرید کر اپنے پاس رکھو جس گھڑی وہ کاروان آویگا اور سوائے آپکے اس شہر میں کسی کے پاس سنبل نہ پاویگا ناچار ہوکر حضور ہی میں آکر درخواست کریگا پھر اپنی خاطر خواہ بیچیگا اور اُسمیں بہت فائدہ ہوگا۔ یہ بات طوطے کی اُسکو نہایت خوش آئی اور ہزار روپئے اُس شخص کو دیکر اُس طوطے کو لے اپنے گھر آیا اور سب سنبل فروشوں کو بلاکر سنبل کی قیمت پوچھی۔ اُنہوں نے عرض کیا کہ جتنا سنبل ہماری دوکان میں ہے دس ہزار روپئے اُسکی قیمت ہوتی ہے میمون نے اُسی دم دس ہزار روپئے

خزانہ سے دلوا کر خرید کیا اور ایک مکان میں رکھوا دیا بعد دو تین دن کے سوداگر اُس شہر میں داخل ہوئے اور تلاش سنبل کی کرنے لگے جب کہیں نہ پایا تب اُس کے پاس آکر سنبل کو جو گنی قیمت دیکر مول لیا اور اپنے شہر کو گئے تب میموں اُس طوطے سے بہت خوش ہؤا اور جان سے زیادہ عزیز رکھنے لگا۔ اور ایک مینا بھی خرید کرکے اُسکے پاس رکھی اسواسطے کہ عالم تنہائی میں اُسے وحشت نہ ہو کہ عقلمندوں نے کہا ہے۔ بیت کند ہمجنس با ہمجنس پرواز، کبوتر با کبوتر باز با باز۔ غرض اس مینا کو بھی اُس طوطے کے پاس رکھا کہ یہ دونوں آپس میں ہمجنس ہیں خوش رہینگے۔ اور بعد کئی دن کے میموں نے خجستہ سے کہا کہ میں سفر خشکی اور تری کا کیا چاہتا ہوں کہ شہروں کی سیر سے دل بہلے بعد میرے جو تجھے کام کرنا ہے سو بے مصلحت ان دونوں کے ہرگز نہ کرنا بلکہ جو کہیں اُسکو سچ جاننا اور اُنکی فرمانبرداری سے باہر نہ ہونا یہ دو چار باتیں سمجھا کر آپ کسی شہر کو سفر کیا اور خجستہ کئی مہینے تک اُسکی جدائی میں رویا کی۔ کھانا سونا دن رات کا چھوڑ دیا غرض طوطا کچھ قصہ کہانی کہکر اُسی کے دل غمگین کو ہر ایک وقت بہلایا کرتا اسیطرح سے چھ مہینے تک پھسلا پھسلا کر رکھا

دوسری داستان خجستہ کی بادشاہزادے پر عاشق ہونیکی اور دانائی طوطے کی

ایکدن خجستہ نہا دہو کر بناؤ کرکے کوٹھے پر چڑھی اور سیر ہر ایک کوچہ و بازار کی جھروکے سے کر رہی تھی اتنے میں ایک شہزادہ گھوڑے پر سوار آنکھیں اوپر کئے ہوئے گھوڑا قدم بقدم لئے ہوئے چلا جاتا تھا خجستہ کو دیکھتے ہی عاشق ہؤا اور اُس کا دل اُسپر آگیا بے اختیار ہو کر شہزادے نے اُس گھڑی ایک عورت مکار کے ہاتھ یہ پیغام بھیجا کہ اگر تم ایک رات چار گھڑی کیواسطے میرے گھر آؤ تو اسکے عوض میں ایک انگوٹھی لاکھ روپے کی تمہیں دوں اُسپر اس کٹنی نے وہیں جا کر کہا کہ اے خجستہ اس شاہزادے نے تجھے بلوایا ہے اور ایک گھڑی کیواسطے لاکھ روپے کی انگشتری دیتا ہے اگر تو ربط اور دوستی اس سے پیدا کرے تو کچھ اسی چیز پر موقوف نہیں ہے۔ بلکہ ہمیشہ سلوک نمایاں کیا کریگا اور حظ مفت میں اُٹھاؤ گی۔ خجستہ نے پہلے تو اس بات سے بہت بُرا مانا اور خفا ہو گئی۔ لیکن پھر پیرزال کے دام میں آگئی اور کہنے لگی کہ اچھا میری طرف سے اُس کی خدمت میں سلام شوق کے بعد یہ کہنا کہ شب کو جس طرح سے جانو گی اُس طرح سے تمہارے پاس اپنے تئیں پہنچاؤنگی یہ پیغام وہ مکارہ لیکر ادہر گئی اور ادہر رات آئی تب خجستہ نے اپنے تئیں نہایت لباس اور گہنے سے آراستہ کیا اور کرسی پر بیٹھ کر جی میں کہنے لگی کہ مینا سے چل کر یہ بات کہئے اور رخصت لیکر چلئے کیونکہ میں بھی عورت ہوں اور وہ بھی اسی خلقت میں ہے اغلب ہے کہ وہ میری بات سنے اور رخصت دے یہ سخن دل میں ٹھہرایا اور مینا سے جا کر کہا کہ اے مینا عجب ماجرا ہے اگر تو سنے تو کہوں اُسنے کہا کہ بی بی کیا کہتی ہو میں بھی عقل کے موافق عرض کروں گی تب کدبانو کہنے لگی کہ آج میں اپنے کوٹھے پر چڑھ کر جھروکے

کی راہ سے جھانکتی تھی۔ کہ اتنے میں ایک شہزادہ اُس راستے سے گزرا اور مجھ پر عاشق ہوا۔ اس گھڑی مجھے اپنے پاس بلاتا ہے اگر تو کہے تو میں جاؤں اور اُس سے ملاقات کروں پھر دو چار گھڑی کے بعد اپنے گھر چلی آؤنگی یہ بات سنتے ہی مینا نہایت غضبناک ہوئی اور غوغا کر کے کہنے لگی کہ واہ وا بی بی اچھے ڈھنگ نکالتی ہو اور خاصی باتیں سناتی ہو کیا خوب غیر مرد کے گھر جاؤگی اور اُس سے دوستی کرکے اپنے شوہر کی حرمت گنواؤگی یہ بڑا عیب ہے تمہاری قوم کے لوگ کیا کہیں گے اس حرکت سے باز آؤ یہ سنتے ہی خجستہ نے اُسے پنجرے سے نکال ایک ٹانگ پکڑ گردن مروڑ زور سے زمین پر دے پٹکا کہ روح اُس کی آسمان پر پرواز کر گئی اور اسیطرح غصے میں بھری ہوئی طوطے کے پاس گئی اور کہنے لگی کہ اے طوطے کچھ حقیقت مینا کی دیکھی کہ وہ ابھی کیا تھی اور کیا ہو گئی اُس نے کہا کہ جی دیکھی جو خداوند کی بے ادبی کرے گا اُس کا یہی حال ہوگا خجستہ خوش ہو کر کہنے لگی کہ اے طوطے بہت دن ہوئے کہ میں نے مرد کی صورت نہیں دیکھی اور آج ایک شاہزادے نے مجھ کو منت بلوایا ہے اگر تو کہے تو اُسکے پاس رات کیوقت جاؤں اور صبح ہوتے ہوتے اپنی جگہ پر آؤں طوطا اپنے جی میں ڈر کر کہنے لگا کہ اگر میں بھی منع کرتا ہوں یا اور کچھ کہتا ہوں تو ابھی مینا کی طرح سے مارا جاتا ہوں یہ سمجھ کر کہنے لگا کہ اے کد بانو مینا ناقص عقل تھی۔ اور اکثر یہ خلقت عورتوں کی بیوقوف ہوتی ہے اسی واسطے شعورمند کو لازم ہے کہ اپنا احوال اُن سے نہ کہیں بلکہ اس ذات سے پرہیز کریں تو خاطر جمع رکھ اور بھی چلنے مت کر جبتک میری جان اس قالب میں ہے تب تک تیرے کام میں پیروی کرونگا اتنا مت گھبرا کریم کارساز جلد آسان کریگا خدانخواستہ اگر یہ بات ظاہر ہوئی اور اُڑتے اُڑتے تیرے شوہر تک پہنچی اور اُسنے آکر تجھ سے خفگی کی تو میں ایکبات بناکر تم دونوں کو آپسمیں ملادونگا جس طرح سے کہ اُس طوطے نے فرخ بیگ سے دلگیر جورو سے ملادیا تھا خجستہ نے پوچھا کہ اُسکی نقل کیونکر ہے مفصل بیان کر کہ میں تیری احسانمند رہونگی

تیسری داستان فرخ بیگ سوداگر اور اُسکے طوطے کی

طوطے نے کہا کہ کسی شہر میں ایک سوداگر فرخ بیگ نام نہایت مالدار تھا اور ایک طوطا عقلمند اپنے پاس رکھتا تھا اتفاقاً اُس سوداگر کو سفر درپیش ہوا۔ تب ہر ایک اسباب اپنے گھر کا بی بی سمیت طوطے کے حوالے کیا اور آپ واسطے سوداگری کے کسی شہر میں گیا اور کئی مہینے وہاں کار تجارت میں رہا اُسکے جانیکے بعد کئی دن پیچھے اُسکی جورو نے ایک جوان مغل بچے سے آشنائی کی اور ہمیشہ رات کو اُسے اپنے گھر بلاتی صبح تک اُس کیساتھ عیش و عشرت کرتی یہ احوال اُن دونوں کا طوطا دیکھتا اور باتیں اُنکے اختلاط کی سُنتا لیکن دیکھا سُنا اپنے دل میں چھپا رکھتا بعد ڈیڑھ برس کے وہ تاجر اپنے گھر آیا اور حقیقت گذری ہوئی اپنے گھر کی اُس طوطے سے پوچھی کہ میرے پیچھے کسطرح سے گذری اور کس کس نے کیا کیا

کیا اُسنے ہر ایک کا حال جو ٹھیک ٹھیک تھا سو سب بخوبی کہدیا اور بی بی کی بات سے آگاہ نہ کیا کیونکہ اگر وہ بھی کہتا تو دونوں میں جدائی ہوتی یا کسی نہ کسی کی جان جاتی بعد دو ہفتہ کے وہ تاجر یہ ماجرا اور کسی شخص کی زبانی سُنکر اپنی بی بی سے دق ہوا اور خفگی کرنے لگا کیونکہ ہوشمندوں نے کہا ہے کہ عشق اور مشک نہیں چھپتا ہے اور آگ باعود میں پوشیدہ نہیں رہتی وہ سوداگر طوطے کی طرف سے بدظن ہوا اپنے جی میں کہنے لگا کہ افسوس اس طوطے نے کچھ بھی اس کے نیک اور بد کی بات مجھ سے نہ کہی اور اپنی جورو پر غصہ ہو کر بہت سی سرزنش کی اور وہ احمق عورت یہ سمجھی کہ شاید طوطے نے کچھ اس سے میری بات کہی جو اس قدر مجھ پر آفت اُٹھائی ہے پھر طوطے کو اپنا مخالف سمجھ کر ایک روز آدہی رات کو قابو پاکر اُس طوطے کے بال و پر نوچ ناچ کر گھر کے باہر پھینک کر غل مچانے لگی کہ ہے ہے میرے طوطے کو بلی لیگئی اور جی میں سمجھی کہ وہ کمبخت مر گیا ہوگا لیکن تھوڑی سی جان اُسمیں باقی تھی ساوپر سے جو گرا تو صدمہ زیادہ پہنچا یارے بعد ایک ساعت کے اُسکے بدن میں قدرے قوت و توانائی آئی تب سنبھل کر اُٹھا وہاں ایک گورستان تھا اُسمیں گیا اور ایک گور کے سوراخ میں رہنے لگا لیکن تمام دن بھوکا مرتا رات کو اُس سوراخ سے نکلتا جو کوئی مسافر اس گورستان میں وارد ہو کر رات کو کھانا کھاتا اور اُس کا گرا پڑا ٹکڑا دانہ دنکا جو پاتا سو چنتا اور کھاتا اور پانی پی کر صبح کو اُسی سوراخ میں جا بیٹھتا بعد چند روز کے سارے پر اُس کے نکل آئے اور تھوڑا تھوڑا اڑنے لگا اس گور سے اُس قبر پر جاتا پھرتا اُدہر تو یہ گذری اب ادہر کی سنو جس شب وہ طوطا گیا اُسکی صبح کو وہ سوداگر اپنے بچھونے پر اُٹھ کر اُسکے پنجرے کے پاس گیا اور اُسے دیکھا کہ وہ اُسکے اندر نہیں ہے یہ حال دیکھتے ہی اُس نے اپنی پگڑی زمین پر دے پٹکی اور غل مچانے لگا بلکہ نہایت متردد ہوا اور اپنی بی بی پر اسقدر غصہ ہوا کہ کچھ کہا نہیں جاتا آخر اُس نے اسکے غم میں خواب و خور بھی چھوڑ دیا اپنی عورت کی باتوں کا ہرگز اعتبار نہ کیا بلکہ اُسکو اپنے گھر سے نکالدیا تب اُس عورت نے خیال کیا کہ شوہر نے مجھے اپنے گھر سے نکالدیا ہے اب رہنے والے اس شہر کے دیکھیں گے مناسب یہ ہے کہ میرے گھر کے قریب جو گورستان ہے وہاں چلی جاؤں اور کھانا پینا سب چھوڑ دوں یہانتک کہ مر جاؤں آخرکار اس قبرگاہ میں گئی اور ایک فاقہ کیا جسوقت کہ رات ہوئی اُس طوطے نے قبر کے سوراخ سے کہا کہ اے عورت اپنے سر کے بال نوچ اور ایک اُسترے سے منڈوا اور چالیس دن تک بے آب و طعام اس گورستان میں رہ کہ میں تیرے تمام عمر کے گناہ بخشوں تجھ میں اور تیرے شوہر میں دوستی کرا دوں وہ عورت اُس آواز کو سُنکر متعجب ہوئی اور اپنے جی میں سمجھی کہ اس قبرستان میں کوئی ولی خدا پرست کی قبر ہے البتہ وہ میرے گناہ بخشیگا اور مجھ سے میرے خاوند کو ملا دیگا اس بھروسے پر اپنے سر کو منڈوا کر چند سے

اُس قبرستان میں رہی ایک روز طوطا اُس قبر سے نکلکر کہنے لگا کہ اے عورت تجھنے بے تقصیر میرے پکڑ کر اور مجھے آزار سخت دیا خیر جو ہوا سو ہوا میری قسمت میں یہی تھا جو تونے کیا لیکن میں نے تیرا نمک کھایا ہے اور تیرے خاوند کا خرید ہوں تو میری بی بی ہے تیری خدمت بخوبی کرونگا اور وہ باتیں گور کے سوراخ سے میں نے کہی تھی تو یقین کر میں راست گو ہوں چغلخور نہیں کہ تیرا عیب تیرے خاوند سے کہتا اب دیکھ تو سہی میں تیرے شوہر کے گھر جاتا ہوں اور تجھ سے اُسکو ملا دیتا ہوں۔ غرض طوطے نے یہ کہا اور اپنے خاوند کے گھر جا موافق قاعدے کے اُسکو سلام کیا اور آداب بجالایا دعائیں دیکر کہنے لگا کہ عمر تیری بڑہے اور دولت دوچند ہووے اُسنے کہا کہ تو کون ہے اور کہاں سے آیا ہے جو اس طرح باادب کھڑا دعائیں دیتا ہے پھر آپ ہی پہچان کر کہنے لگا کہ ابتک کہاں تھا اور کس شخص کے گھر مہمان گیا تھا سب احوال مفصل اپنا کہہ اُس نے عرض کی کہ میں وہی قدیمی طوطا ہوں مجھے بلی پنجرے سے لیگئی تھی اور اُسکے پیٹ میں تھا اُس کے آقا نے کہا تو پھر کیونکر جی اُٹھا اُسنے کہا کہ تم نے بیگناہ اپنی بی بی کو گھر سے ہاتھ پکڑ کر نکالدیا اس سبب سے وہ ایک قبرستان میں گئی اور چالیس دن فاقے سے رہی بے اختیار آہ وزاری کی کہ حقتعالیٰ اُسکی فریاد سنکر مہربان ہوا اور مجھکو مردہ سے زندہ کر کے کہا کہ اے طوطے تو اُسکے خاوند پاس جا اور اُن دونوں کو آپسمیں ملادے بلکہ اُسکی عصمت پر گواہی دے جب آقا نے یہ احوال دریافت کیا تب خوش ہوکر اپنی جگہ سے اُٹھا اور گھوڑے پر سوار ہو اپنی بی بی کے پاس گیا اور کہنے لگا کہ اے جانی میں نے بے تقصیر ستایا اور دکھ دیا لیکن اب تو اُس بات سے درگذر آ میری خطا معاف کر وہ راضی ہوئی تب اُس کو گھر لے آیا پھر جورو خاوند ملے جلے رہنے لگے اور عیش و عشرت کرنے لگے۔ القصہ طوطے نے اس سوداگر کا قصہ تمام کر اور خجستہ سے کہا کہ اے خجستہ اُٹھ اور جلد شاہزادے کے پاس جا۔ تاکہ وعدہ تیرا جھوٹ نہ ہو۔ اگر خدانخواستہ یہ خبر تیرے شوہر تک پہنچے اور وہ تجھپر خفگی کرے تو میں اُسی سوداگر کے طوطے کی طرح صفائی کرادونگا خجستہ اس سخن سے خوش ہوئی اور قصد کیا کہ شہزادے کے پاس جاوے اتنے میں صبح صادق ہوگئی جانا اُسکا موقوف رہا اور یہ شعر آسمان کیطرف دیکھکر پڑھا اور گریبان مثل گل چاک کیا۔ حسن

یہ دو دل کو اک جا بٹھاتا نہیں، کسی کا اسے وصل بھاتا نہیں، یہ ہے دشمن وصل و دل سوز ہجر، کیے ہے شب وصل کو روز ہجر، ازبسکہ خجستہ تمام رات قصہ سننے کیواسطے جاگی تھی۔ سونے کیلئے گئی۔ اور جاتے ہی بچھونے پر سوگئی +

چوتھی داستان ایک ماہی سبان نے بادشاہ طبرستان سے وفاداری کی اور اُسنے اُسے اپنا ولیعہد کیا

جب سورج چھپا اور چاند نکلا خجستہ اپنے بچھونے پر سے اُٹھی ہاتھ منہ دہو کر بیٹھی۔ خوان کھانے اور

میوے کے منگائے کچھ تناول کیا اور پھر پوشاک مکلف اور جواہر قیمتی سے اپنے تئیں آراستہ کر کے مثل صبح کی پری بنکے دو پری پیکر خواصوں کو ساتھ لیکر خوش اور بشاش طوطے کے پاس رخصت لینے گئی اور کہنے لگی کہ اے طوطے سے جذبۂ عشق نئے لطف دکھاتا ہے مجھے، شوق دل کوئے صنم میں لئے جاتا ہے مجھے، اگر تو مہربانی سے رخصت کرے تو میں اُسکے پاس جاؤں اور آرزو اپنے دل کی نکالوں۔ طوطا کہنے لگا اے کدبانو تو خوش ہو اندیشہ مت کر کہ میں تیرے کام کی سعی و جستجو میں لگ رہا ہوں۔ قریب ہے کہ تجھے تیرے یار کے پاس پہنچاؤں لیکن تجھے لازم ہے کہ تو بھی دوستی اور محبت اُسکی اپنے جی میں رکھے جس طرح سے کہ ایک پاسبان نے بادشاہ طبرستان کی عقیدت اپنے دل میں رکھی اور اُسکے عوض دولت بیشمار پائی خجستہ نے پوچھا کہ اُس کی نقل کیونکر ہے بمفصل بیان کر۔

حکایت طوطا کہنے لگا کہ عقلمند دل نے اور اگلے زمانے کے بزرگوں نے کہا ہے کہ ایکدن ایک بادشاہ طبرستان نے مجلس عیش برابر بہشت کے آراستہ کی کھانے اچھے لذیذ اور شرابیں پرکیف کباب قسم قسم کے اُس محفل میں مہیا کئے شہزادے وزیر امیر حکیم اُستاد بلکہ جتنے صاحب کمال اُس شہر کے تھے حاضر ہوئے اور کھانے اُنہوں نے کھائے اور شرابیں پیں کہ اتنے میں ایک شخص اجنبی اُس محفل بادشاہی میں بیدھڑک چلا آیا تب ہر ایک اہل بزم نے پوچھا کہ اے مرد تو کون ہے اور کہاں سے آیا ہے اُس نے کہا کہ میں شمشیرزن اور شیرگیر ہوں اور تیراندازی بھی ایسی جانتا ہوں کہ تیر میرا سنگ خارا کو پھوڑتا ہے بلکہ پہاڑ کے پار ہوتا ہے سوائے سپہ گری اور بھی ہر ایک فن سے واقف ہوں اور بہت سی حکمتیں جانتا ہوں پہلے امیر خجستہ کے پاس نوکر تھا جب اُسنے میری قدر کچھ نہ کی اور کارگذاری نہ سمجھی تو اُسکی چاکری چھوڑکر بادشاہ طبرستان کے پاس آیا ہوں اگر وہ مجھے نوکر رکھیگا تو رہونگا اور جانفشانی قرار واقعی کرونگا طبرستان کے بادشاہ نے یہ بات سنکر اپنے نوکروں اور اہلکاروں کو حکم کیا کہ بالفعل اسکو خدمت پاسبانی کی دو پہر بعد دریافت ہونیکے جو اسکے حق میں مناسب ہوگا کیا جائیگا بموجب حکم بادشاہ کے ارکان دولت نے اُسیوقت خدمت پاسبانی کی اُسے دی اور سرفراز کیا۔ چنانچہ وہ شام سے تا صبح ہر ایک شب دولتخانہ کی خبرداری کیواسطے جاگتا اور کھڑے ہوکر بادشاہ کے قصر کو دیکھا کرتا اتفاقاً ایک شب آدھی رات کو بادشاہ بالاخانے پر کھڑا ادھر اُدھر پھیرتا تھا نگاہ اُسکی پاسبان پر پڑی دیکھا کہ ایک شخص مستعد کھڑا ہے تب اُس نے پوچھا اے شخص تو کون ہے جو بیوقت اس محلسرا کے نیچے کھڑا ہے اُسنے عرض کی کہ خداوندا میں پاسبان اس دولتخانے کا ہوں خبرداری کیواسطے اس محلسرا کے پاس کتنے دنوں سے شام سے صبح تک حاضر رہتا ہوں اور امیدوار تھا کہ جمال مبارک حضرت کا دیکھوں اور اپنی آنکھیں روشن کروں بارے

آج کی شب قسمت نے یاوری کی کہ دیدار خداوند عالمیان کا دیکھا دل کو شاد کیا۔ اتنے میں ایک آواز جنگل کیطرف سے بادشاہ کے کان میں آئی۔ کہ میں جاتی ہوں کوئی ایسا مرد ہے کہ مجھ کو پھیر لاوے۔ یہ بات سنتے ہی بادشاہ متعجب ہوکر اُس سے کہنے لگا۔ کہ اے پاسبان تو بھی کچھ اُس آواز کو سنتا ہے۔ کہ یہ آواز کہاں سے آتی ہے۔ اُس نے عرض کی کہ اے خداوند میں تو کئی شب سے سُنتا ہوں کہ بعد آدھی رات کے یہ آواز یوں آتی ہے۔ لیکن میں خدمت پاسبانی کی رکھتا ہوں محلسرا کو چھوڑ کر جا نہیں سکتا اسواسطے دریافت نہ کرسکا کہ یہ کسکی آواز ہے۔ اور کہاں سے آتی ہے اگر شاہجہاں ارشاد کریں تو ابھی جاؤں اور شتاب اُسکو دریافت کرکے حضور پُرنور میں عرض کردوں۔ بادشاہ نے فرمایا کہ بہتر جلد جا اور سچ خبر حضور میں آکر گذارش کر وہ پاسبان وہیں خبر لینے چلا تھوڑی دور گیا تھا۔ کہ بادشاہ بھی ایک کمبل سیاہ لیکر سارا بدن اور منہ اُس سے چھپا کر اُسکے پیچھے ہو گیا پاسبان تھوڑی دور جاکر کیا دیکھتا ہے کہ وہ ایک عورت حسین خوبصورت ایک درخت کے نیچے راہ میں کھڑی ہے۔ اور کہتی ہے کہ میں جاتی ہوں دیکھوں تو کون ایسا مرد ہے جو مجھے پھیر لاوے اور نہ جانے دے تب اُس نے پوچھا کہ اے بی بی صاحب جمال پری پیکر تو کون ہے۔ اور یہ بات کس لئے سبب کہتی ہے۔ اُس نے کہا کہ میں تصویر عمر بادشاہ طبرستان کی ہوں وعدہ اُس کا برابر ہوا ہے اب اسواسطے میں جاتی ہوں یہ سخن سنتے ہی اُس پاسبان نے کہا کہ اے تصویر عمر بادشاہ اب کس طرح سے پھر بھی مراجعت کریگی اور پھر آویگی۔ اُس نے کہا کہ اے پاسبان ایک صورت سے اگر تو اپنے بیٹے کو اُسکے عوض ذبح کرے تو البتہ مراجعت کروں تا بادشاہ پھر چند روز اس جہان میں زندگی کرے اور جلدی نہ مرے یہ بات بادشاہ نے بھی سُنی اور اُس پاسبان نے بھی نہایت خوش ہوکر جوابدیا کہ اے عورت عمر بادشاہ پر اپنی عمر اور بیٹے کی عمر نثار کرتا ہوں جلدی مت کر یہیں کھڑی رہ میں ابھی اپنے گھر جاتا ہوں اور بیٹے کو لاکر تیرے سامنے ذبح کرتا ہوں میں اسکے ہاتھ اُٹھاؤں گا۔ بادشاہ کی سلامتی کیواسطے بار دیگا حاصل کلام یہ کہکر اپنے گھر گیا بیٹے سے کہنے لگا کہ بیٹا آج بادشاہ کی عمر تمام ہوئی ہے کوئی دم میں وہ مرتا ہے اگر تو اپنی عمر اُسکو دے تو وہ تیرے مرنے سے جیے اور چند روز اس دنیا میں رہے وہ لڑکا نیکبخت وفادار اسبات کو سُنتے ہی کہنے لگا کہ اے قبلہ وکعبہ وہ بادشاہ منصف و عادل ہے ایسے والی صاحب سخا اہل ہمت غریب پرور کریم بخشش کیلئے ایک میں کیا ہوں اگر تمام گھر تمہارا کام آوے تو قصور نہ کرنا کیونکہ ایک مجھ سا ناچیز اگر اُسکے صدقے ہوا تو کیا ہوا وہ جیتا رہیگا۔ تو ایک عالم کو پرورش کرے گا۔ بہتر یہی ہے کہ مجھے جلد لے چلو اور اُس کے اوپر تصدق کرو تو میں سعادت دارین حاصل کردوں کیونکہ ایک تو آپ کا کہنا اور دوسرے ایسے بادشاہ پر نثار ہونا اس سے بہتر بات

میرے واسطے اس جہان میں اور کوئی نہیں میں نے یہ کلام حضرت اُستاد رحمتہ اللہ علیہ سے سنا ہے کہ ہر ایک چھوٹے بڑے مکتب کے لڑکوں سے کہتے تھے کہ اگر بادشاہ کی سلامتی کیواسطے کوئی اہلکار بادشاہی ایک آدمی کو رعیت میں سے مارے تو گناہ نہیں کیونکہ وہ بندہ پرور ہے سینکڑوں کو پالتا ہے وہ جیئے گا تو ہر ایک شہر اس سے آباد رہیگا اگر وہ مریگا تو ایک ظالم پیدا ہوگا کہ ہزاروں کو ہلاک کریگا۔ اور لاکھوں اُسکے ظلم و ستم سے مرینگے پس لازم ہے کہ جلد مجھے لیچلو اور اُس کیواسطے ذبح کرو۔ اُس کیواسطے ایک مجھ سا قربان ہو تو کیا آخر وہ پاسبان اپنے بیٹے کو اُس عورت کے پاس لیگیا اور اُسکے ہاتھ پاؤں باندھکر چاہتا تھا کہ خنجر تیز سے اُسکا گلا کاٹے اتنے میں اُس عورت نے اُسکا ہاتھ پکڑ لیا اور کہا کہ اے پاسبان اپنے بیٹے کو ذبح مت کر اور گلا اُسکا مت کاٹ حقتعالی کو تیری ہمت پر رحم آیا اور مہربان ہوکر مجھے پھر ساٹھ برس کا حکم کیا کہ بادشاہ کے قالب میں رہوں جسوقت اُس پاسبان نے اس خوشی کی خبر کو سُنا بہت خوش ہوا اور اُسی وقت بادشاہ کو خبر دینے چلا یہ حالت بھی بادشاہ طبرستان نے اپنی آنکھوں سے دیکھی اور بات چیت پاسبان کی اور اُس کے بیٹے کی کماحقہ دریافت کی پھر اُس کے پیچھے سے دوڑ کر اپنے تئیں بدستور اُسی بالاخانے پر پہنچایا اور اُسی طرح سے اُسپر پھرنے لگا اور بعد ایک گھڑی کے وہ پاسبان بھی حضور پرنور میں آیا اور تسلیمات بجا لاکر دعا دینے لگا کہ عمر و دولت جاہ و حشمت شاہنشاہ کی تاقیامت بڑھتی رہے۔ بادشاہ نے اُس سے پوچھا کہ اے پاسبان وہ کیسی آواز تھی کچھ تونے دریافت کیا ہے تو مفصل بیان کر اُسنے دست بستہ ہوکر عرض کی اے خداوندا ایک عورت حسین صاحب جمال اپنے خاوند سے لڑکر اس جنگل میں نکل آئی تھی اور ایک درخت کے نیچے اُس راہ میں بیٹھی رو رہی تھی اور یہی کہتی تھی کہ میں نہ رہونگی تب میں اُسکے پاس گیا۔ اور اُس کو میٹھی میٹھی باتوں سے بہلایا اور اچھے اچھے سخن سمجھا بجھا کر اُسکے شوہر سے ملا دیا۔ دوستی اُن دونوں میں کرا دی۔ اب اُس نے مجھ سے اقرار کیا ہے کہ میں ساٹھ برس تک اپنے شوہر کے گھر سے نہ نکلوں گی۔ بادشاہ نے یہ دانائی اور جانفشانی اُسکی اور جرأت اُسکے بیٹے کی دیکھی تھی۔ فرمایا کہ اے پاسبان جسوقت تو اُس کی خبر لینے چلا تھا میں بھی تیرے پیچھے موجود تھا سب سوال و جواب تیرے اور تیرے بیٹے کے اور اطوار اس عورت کے اپنی آنکھوں سے دیکھے اور کانوں سے سُنے خیر اگرچہ اگلے وقت میں تو محتاج و غریب و ذلیل و پریشان تھا۔ اور اب میرے ہاں پاسبانی میں نوکر ہوا تھا۔ انشاءاللہ تعالی روز بروز بہبودی اور ترقی تیری ہوگی اور گھڑی گھڑی سلوک پر سلوک کروں گا۔ خدا کے فضل سے تو نہایت اوج دولت کو پہنچیگا۔ یہ کہکر بادشاہ آرام کرنے گیا۔ بساط عیش پر سو رہا بعد دو چار گھڑی کے صبح ہوئی بادشاہ تخت پر نکلکر بیٹھا اور پاسبان کو بلایا پھر امیر وزیروں کو اور اہلکاروں کو جمع کر کے یہ فرمایا کہ اے حاضران

پایۂ تخت میں نے اسے بخوشی اپنا ولیعہد کیا اور مال و اسباب و خزانہ سب اپنی رضامندی سے اسے
دیا۔ طوطے نے یہ کہانی تمام کی۔ اتنے میں صبح ہوئی اور آفتاب نکلا جانا خجستہ کا موقوف رہا کیونکہ تمام
رات بادشاہ طبرستان اور اُس پاسبان کی کہانی سننے سے آنکھ خمار آلودہ رہی تھی۔ جاتے ہی پلنگ
پر سو رہی ۵ ہند کرڑی مار آخر کو لیٹ۔ چھپر کھٹ کے کونے میں منہ لپیٹ

پانچویں داستان زرگر اور نجار کی

جب سورج چھپا اور چاند نکلا تب خجستہ ارغوانی جوڑا پہن بسنتی دوشالہ اوڑھ جواہر کے دریا میں سراپا
غرق ہو طوطے کے پاس رخصت لینے گئی اور کہنے لگی۔ کہ اے طوطے مجھے آج کی شب جلد رخصت دے
کہیں اپنے یار سے ملوں اور کچھ باتیں پیار کی کہوں طوطے نے کہا کہ اے کدبانو میں نے تجھے پہلی ہی شب رخصت
دی تھی اب تو نے کیوں توقف کیا خیر اب جا اور یہ زیور اپنے بدن کا اتار کیونکہ بی بی دنیا بہت بُری جگہ ہے ایسے

تصویر آنا کدبانو شہزادی کا سنگار کر کے طوطے کے پاس بطلب رخصت

اسباب کو پہن کر غیر مرد کے پاس جانا اچھا نہیں شاید اُس کی آنکھ گہنے پر پڑے اور جی میں لالچ کرے تو
نہ تو رہیگی اور نہ گہنا دوستی کی دشمنی جائیگی زیور کا زیور جس طرح سے کہ اُس زرگر اور نجار کی دوستی میں خلل پڑا
رہی کیوا سطے برسوں کا ساتھ چھوٹا خجستہ نے پوچھا کہ اُسکی نقل مفصل بیان کر حکایت طوطا کہنے لگا
کہ کسی شہر میں ایک بڑھئی اور سنار میں دوستی تھی کہ جو کوئی انہیں دیکھتا وہ یہی کہتا تھا کہ یہ عاشق اور
معشوق ہیں اگر یہ نہیں ہے تو ماں جائے بھائی ہیں اتفاقاً وہ دونوں سفر کو گئے کسی شہر میں جاکر مفلسی
سے آپس میں کہنے لگے کہ اس شہر میں فلاں بتخانہ ہے۔ کہ اُس میں کئی بُت سونے کے ہیں یہاں سے یہ ہمکو کچھ

صورت بن کر چلیئے اور عبادت میں مشغول ہو جیئے کسی وقت فرصت پاکر چرا لیئے اور مزے سے اُنکو چرا کر
گذران کیجیئے یہ بات ٹھہرا کر وہ دونوں اُس بتخانے میں گیئے۔ برہمنوں نے جو اُنکی عبادت دیکھی تو سب
شرمندہ ہوئے۔ ہر روز اُس بتخانے سے دو برہمن جاتے اور پھر نہ آتے اگر کوئی پوچھتا کہ تم نے کیوں
بتخانے کو چھوڑا تو وہ یہ کہتے کہ کئی دن سے دو برہمن ایسے دہرم صورت صاحب جمال پوجا کرنیوالے
آئے ہیں کہ ایک دم بھگوان کے دہیان سے سر نہیں اُٹھاتے اور کسی سے آنکھ نہیں ملاتے اس واسطے
ہم چلے آتے ہیں۔ کیونکہ ان کے برابر ہم سیوا اور تپسیا نہیں کر سکتے جب اُن دونوں کے سوا
اُس بتخانے میں اور کوئی نہ رہا تب اُنہوں نے شب کو فرصت پاکر کئی بت سونے کے چرا کر اپنے گھر کا راستہ
پکڑا اور وہ نزدیک شہر کے پہنچ کر کسی درخت کے نیچے ان بتوں کو گاڑ کر اپنے اپنے گھر گیئے بعد آدہی
رات کے سُنار اکیلا جا کر اُن بتوں کو کھود لایا اور صبح کے وقت نجار کے گھر جا کر اُس نجار سے کہنے
لگا کہ اے نجار بے ایمان جھوٹے دغا باز میری آشنائی کا پاس نہ کیا اور ایسی قدیم دوستی میں خلل ڈالا
کہ اُن بتوں کو تو چرا لایا اس بے ایمانی سے کے برس جیئے گا اور کے دن گذران کریگا خوب اس
زمانے میں دوستی کا اعتبار نہ رہا وہ اس کی باتیں سُنکر حیران ہوا کہ یہ کیا بکتا ہے۔ آخر ناچار ہو کر یہ
کہنے لگا کہ اے زرگر جو کیا سو کیا اور جو ہوا سو ہوا جانے دے میں جانتا ہوں خدا کیواسطے مجھ پر بہتان
مت باندھ از بسکہ وہ عقلمند تھا اور اس سے لڑنا اور قصہ کرنا مناسب نہ جانا چپکا ہو رہا بعد کئی دن
کے ایک پتلا چوبی اُس بڑھئی نے سُنار کی صورت بنایا اور کپڑے اُسے پہنائے اور دو بچے خرس کے کہیں سے
لایا اور اُس پتلے کی آستین اور دامن میں کچھ کچھ اُن بچوں کے کھانے کی چیزیں رکھدیں جب اُن کو بھوک
لگتی تو اُس پتلے کے پاس جاتے اور اُسکی آستین یا دامن سے چوپاتے سونگھتے اور اپنے جی میں جانتے کہ ہمارا
ماں باپ جو کچھ ہے سو یہی ہے اور وہ دونوں اُس پتلے سے آشنائی رکھتے تھے کہ ہر روز الفت سے آکے
دامن پر آکر بیٹھتے جب خرس کے بچوں کو اُس صورت سے مہر و محبت ہوئی تب بڑھئی نے اُس سنار کی اور
اُس کی جورو لڑکوں کی ضیافت کی بلکہ ہمسایہ کی عورتوں کو بھی بلایا چنانچہ سُنار کی جورو اپنے دونوں لڑکوں
کو ساتھ لیکر اُسکے گھر گئی نجار اپنی گھات میں لگ رہا تھا بعد دو گھڑی کے اُس سُنارنی کو غافل پاکر اُن
دونوں لڑکوں کو چھپا رکھا اور خرس کے بچوں کو چھوڑ کر غل مچانے لگا کہ ہی ہی یہ سُنار کے لڑکے خرس کے بچے
کیونکر ہو گیئے یہ بات سُنکر سنار باہر سے بے اختیار دوڑتا ہوا آیا اور اُسکی کمر پکڑ کر کہنے لگا کہ اے جھوٹے کیوں بکتا
ہے آدمی بھی جانور ہوئے ہیں آخر یہ قضیہ قاضی کے رو برو گیا اور قاضی نے پوچھا کہ اے بڑھئی اُسکے بچے خرس کے
بچے کیونکر ہوئے اُس نے کہا کہ حضرت دونوں لڑکے میرے سامنے کھیلتے تھے یکایک زمین پر گرتے ہی گرتے

خرس کے بچے ہو گئے قاضی نے کہا کہ یہ بات میں کس طرح سچ جانوں تب نجار کہنے لگا۔ کہ خداوند ایس نے کتاب میں لکھا دیکھا ہے کہ کسی وقت میں ایک گروہ انسان کا خدا کے غضب سے حیوان ہو گیا تھا لیکن عقل اُس گروہ کی جوں کی توں رہی تھی اور الفت اور محبت میں بھی ویسا ہی تھا لازم یہ ہے کہ اسوقت دربار عالم میں اُن بچوں کو سب اہل سوال کے سامنے منگوا کر اُسکے روبرو کیجیے اگر وہ اُس کے لڑکے ہونگے تو اُس سے الفت کرینگے اور نہیں تو جو چاہیے گا سو مجھے کیجیے گا۔ یہ بات سُنکر قاضی نے پسند کی اور اُن بچوں کو منگوا کر اُس زرگر کے آگے چھوڑ دیا وہ اُس صورت کے سبب سے آشنا ہو رہے تھے باوجود اُس بھیڑ کے بے اختیار دوڑ کر اُس سے جا لپٹے اور اُس کے پاؤں پر منہ ملنے لگے اور اُسکی بغلوں میں سر ڈالنے لگے تب قاضی نے کہا کہ اے سُنار دغا باز یہ دونوں لڑکے تیرے ہیں مجھے یقین ہوا پس اب ان دونوں کو اُٹھا کر لیجا ناحق کیوں شرارت اور بہتان کرتا ہے تب وہ زرگر اُس نجار کے پاؤں پر گر پڑا اور منت کرنے لگا کہ اے یار اگر یہ حکمت تو نے اپنا حصہ لینے کیواسطے کی ہے تو اپنا حصہ لے اور میرے لڑکے مجھے دے اُس نے کہا کہ اے سُنار تو نے بُرا کیا ہے اور امانت میں خیانت کی ہے اگر اب جھوٹ بولنا چھوڑ دے اور دغا بازی سے توبہ کرے تو شاید پھر تیرے بیٹے اپنی اصلی صورت پر آویں غرض اُس زرگر نے اُس کا حصہ دیا اور اپنے بیٹے اُس سے لیے۔ طوطے نے یہ نقل تمام کر کے کہا کہ اے خجستہ تو بھی اپنا زیور اُتار کر جا شاید وہ بھی اُسی طرح کا بے ایمان ہو اور اُس کا لالچ کرے تو پھر نہ گہنا ہی رہے گا اور نہ دوستی ہی رہیگی کدبانو نے یہ سنتے ہی چاہا کہ گہنا اُتارے اور اپنے معشوق کے پاس سدہارے کہ اتنے میں صبح ہوئی اور مرغ نے بانگ دی جانا اُس کا اُس روز بھی موقوف رہا تب یہ بیت پڑھ کر چپکی رہ گئی **بیت** روتے روتے تمام رات کٹی ، ہجر کی پر نہ میری بات کٹی

چھٹی داستان لشکری کی جورو سے امیرزادہ شرمندہ ہوا

جب آفتاب چھپا اور ماہتاب نکلا خجستہ نے ایک جوڑا دھانی گلے میں ڈالا اور ہر ایک جواہر سے اپنے تئیں سنوارا اور مسّی کی دھڑی کا لکھوٹا ہونٹوں پر جمایا بالوں میں پھلیل ڈال کنگھی کر چوٹی گندھا ایک بانکپن سے اُٹھی اور طوطے کے پاس رخصت لینے گئی اور کہنے لگی کہ اے طوطے تو مجھے ہر ایک رات باتوں میں لگا لیتا ہے اور یوں ہی جھوٹ موٹ بہلا دیتا ہے تجھے میری خبر نہیں ہے کہ میں درد عشق سے مرتی ہوں اور حسب حال میرے یہ بند ہے "مخمس" حیران ہوں کیا کرے گا تیرا وعدہ اور پیام ، اس منچلے کے بیچ میرا کام ہے تمام ، اگر زندگی عزیز ہے میری تو صبح و شام ، موقوف کر یہی ہے میرا حاصل کلام ، طاقت نہیں رہی مجھے اب انتظار کی ہو کدبانو نے کہا کہ قسم ہے مجھے اسکی تب رخصت دے کہ میں جاؤں اور اُسے گلے لگاؤں طوطا کہنے لگا

کہ اے خجستہ میں بھی اسی بات سے شرمندہ ہوں سینہ چاک ہے اور دل جلتا ہے کہ تو ہر ایک شب میری باتیں سُنا کرتی ہے اپنے یار کے پاس نہیں جاتی خدا نخواستہ اگر اس عرصے میں تیرا خاوند آجائیگا۔ تو خواہ مخواہ اپنے معشوق سے خجالت کھینچے گی جس طرح سے کہ اُس لشکری کی جورو سے امیر زادہ شرمندہ ہوا خجستہ نے پوچھا کہ اُس کی کہانی کیونکر ہے۔ بیان کر۔

حکایت ۔ طوطا کہنے لگا کہ کسی شہر میں ایک مرد لشکری جورو نہایت خوبصورت رکھتا تھا۔ اور اُس کی حرمت کی نگہبانی کیا کرتا تھا۔ ایکدم اُسکے پاس سے جدا نہ ہوتا۔ اتفاقاً گردشِ فلکی سے لشکری محتاج ہوا تب اُسکی جورو نے پوچھا کہ اے صاحب تم نے کیوں اپنا کاروبار دنیا کا موقوف کیا جو احوال یہانتک پہنچا اُس نے کہا کہ اے بی بی مجھے تیرا اعتبار نہیں اسلیئے یہ سب کاروبار تباہ کرکے یہانتک خراب ہوا نہ کہیں جا سکتا ہوں نہ کسی کی نوکری کر سکتا ہوں تب اُس نے کہا کہ جی ایسے خیال فاسد کو اپنے جی سے دور کرو کہ اس عورت نیکبخت کو کوئی مرد فریفتہ نہیں کر سکتا اور بدبخت بی بی کو کوئی شوہر سنبھال نہیں سکتا تم نے حکایت اُس جوگی کی نہیں سُنی جو ہاتھی کی صورت بنکر اپنی جورو کو پیٹھ پر چڑھائے جنگل جنگل پھرا پھرتا تھا۔ اور اُس بیحیا نے اُسکی پیٹھ پر ایک سو ایک مرد سے بدکاری کی تھی۔ تب اُس لشکری نے پوچھا کہ اُس کی نقل کیونکر ہے۔ تو بی بی کہنے لگی۔ نقل ہے کہ ایک راہگیر نے کسی بیابان میں ایک فیل مست مع عماری دیکھا کہ چلا آتا ہے تب وہ اُسکی دہشت سے ایک بلند درخت پر چڑھ گیا۔ قضا کار وہ فیل اُسی درخت کے نیچے آیا اور اُس عماری کو اپنی پیٹھ سے اُسی جگہ اتار کر رکھا اور آپ چرائی کو گیا۔ اس مرد نے دیکھا کہ اس عماری میں ایک عورت خوبصورت حسین ہے اسواسطے اس درخت پر سے اُترا اُس کے پاس آکر باتیں اور مزاحیں کرنے لگا وہ بھی اُس سے خوش ہوکر اپنے مطلب کی باتیں ناز و انداز سے کرکے ایسی مختلط ہوئی کہ گویا ہمیشہ کی آشنائی تھی۔ غرض شہوت کے غلبہ سے بدکاری میں مشغول ہوئی بعد فراغت کے اُس عورت نے ایک تاگا اپنی جیب سے گرہ دار نکالا اور ایک گرہ اُس ڈورے میں اور دی تب اُس مرد نے پوچھا کہ تم کو اپنے خدا کی قسم سچ کہو کہ یہ ڈورا کیسا ہے اور یہ گرہیں کیسی ہیں مجھ کو بھی اس احوال سے خبردار کرو تب وہ بدذات کہنے لگی کہ میرا شوہر جادوگر ہے میری حفاظت کیواسطے ہاتھی بنا رہتا ہے اور مجھے اپنی پیٹھ پر چڑھائے جنگل جنگل پھرتا ہے۔ اُسکی اس خبرداری پر میں نے سو مردوں سے بدکاری کی اور یادگاری کیواسطے ایک ایک گرہ دی آج تجھ سمیت ایک سو ایک گرہ ہوئی جب وہ یہ داستان تمام کر چکی تب اُسکے شوہر نے کہا کہ اب میرے حق میں کیا فرماتی ہو جو کہو سو کروں تب اُس عورت نے کہا کہ بہتر مصلحت یہی ہے کہ تم سفر کرو اور کسی کے نوکر ہو میں ایک گلدستہ تر و تازہ پھولوں کا دیتی ہوں

جبتک وہ گلدستہ پژمردہ نہو تب تک جاننا کہ میری بیوی حرمت و عصمت سے بیٹھی ہے اور اگر خدانخواستہ وہ مرجھا جاوے تو معلوم کرنا کہ اس سے کچھ فعل مذموم ہوا یہ بات اُس لشکری کو خوش آئی تب ناچار اُس سے جدا ہو کر کسی ملک کو واسطے روزگار کے چلا اور اُس عورت نے موافق کہنے کے ایک گلدستہ اُسے دیکر رخصت کیا آخر وہ کسی شہر میں پہنچا اور کسی امیرزادے کا نوکر ہوا غرضیکہ اُس گلدستہ کو بخوبی آٹھوں پہر اپنے پاس رکھتا اور دیکھتا کہتے ہیں موسم خزاں کا گلستان جہان میں پہنچا اور ہر ایک گل و غنچہ نے چمن دہر سے سفر کیا اور زمانے میں گل و غنچہ کا نام و نشان نہ رہا سوائے اُس گلدستہ کے جو اُس لشکری کے پاس تھا۔ تب امیرزادے نے اپنے مصاحبوں سے کہا اگر لاکھ روپئے خرچ کیجئے تو ایک پھول میسر نہیں ہوتا اور کسی بادشاہ وزیر کے ہاتھ بھی نہیں لگتا ہے تعجب ہے کہ یہ بیچارہ غریب سپاہی ہمیشہ ایک گلدستہ تازہ بتازہ کہاں سے لاتا ہے تب اُنہوں نے عرض کی کہ حضرت سلامت ہم کو بھی یہی تعجب ہے تب اُس امیر نے پوچھا کہ اے لشکری یہ گلدستہ کیسا ہے اور کہاں سے تیرے ہاتھ لگتا ہے۔ اُس نے کہا کہ یہ مجھ کو میری بی بی نے اپنی حرمت کی نشانی دی ہے اور کہا ہے کہ جبتک یہ گلدستہ تروتازہ رہیگا یقین جانیو کہ میری عصمت کا دامن گناہ سے نہیں بھرا۔ اس بات پر وہ امیرزادہ ہنسا اور کہنے لگا کہ اے لشکری جورو تیری جادوگر اور مکارہ ہے اُس نے تجھے فریب دیا ہے اور اپنے دو باورچیوں میں سے ایک کو کہا کہ تو اس لشکری کے شہر میں جا اور اُس کی بی بی سے جس طرح بنے مکر و فریب سے مل کر جلد پھر آ۔ اور اُسکی کیفیت سے آگاہ کر دیکھیں تو یہ گلدستہ کھلا رہتا ہے یا نہیں بھلا یہ بھی معلوم ہو وہ باورچی اپنے آقا کے حکم کے بموجب اُس کے شہر میں گیا اور ایک عورت دلالہ کو کچھ سمجھا بجھا کر اُسکے پاس بھیجا وہ پیرزال اُس عورت کے گھر گئی اور جو کچھ کہ اُس نے کہا تھا سو سب کہا بلکہ اپنی طرف سے بھی بہت کچھ کہا لیکن اُس نے کچھ جواب اُس کٹنی کو نہ دیا۔ بس اتنا کہا کہ اُس مرد کو میرے پاس لے آئیں دیکھوں وہ میرے لایق ہے یا نہیں آخر اُس بڑھیا نے اُس شخص کو اُس عورت کے سامنے کر دیا تب اُس نیک بخت نے اس مرد کے کان میں جھک کر کہا کہ اچھا میں حاضر ہوں لیکن اسوقت تو جا اور اس رنڈی سے کہہ کہ میں اس عورت سے دوستی نکرونگا کہ میرے لایق نہیں اور بعد پہر رات کے اکیلا بیدھڑک میرے پاس چلا آ۔ پھر جو کچھ تو کہیگا میں قبول کرونگی پر اُسکو خبر مت کر کیونکہ یہ راز اس قوم سے کہنا اچھا نہیں ہے غرض اُس مرد نے اس بات کو پسند کیا اور اُسکے کہنے کے بموجب اُس دلالہ سے کہا کہ میں اس سے آشنائی نکرونگا کیونکہ یہ میرے قابل نہیں اور بعد آدھی رات کے اس عورت کے دروازے پر آیا اور دستک دی۔ اُس عورت نے اپنے گھر کے اندر ہی کنوئیں پر ایک چارپائی کچے سوت کی بنی ہوئی بچھوائی۔ اور ایک چادر اُس پر

کسواکر اُس مرد کو بلاکر کہا کہ اسپر بیٹھ وہ مارے خوشی کے جونہی بیٹھا وہیں اُسکے اندر گر پڑا اور غل کرنے لگا تب اُس بی بی نے کہا کہ اے شخص سچ کہہ کہ تو کون ہے اور کس کا بھیجا ہوا ہے اور کہاں سے آیا ہے۔ اگر سچ کہتا ہے تو جیتا چھوڑونگی اور نہیں تو اسی کنوئیں میں تیری جان ماردونگی۔ تب اُس نے بناچاری تمام احوال اپنا اور اُس امیرزادے کا اور اُسکے خاوند کا مفصل بیان کیا۔ پر اُس حادثے سے نکل نہ سکا۔ اُسی چاہ میں ایک مدت بند رہا۔ اُس امیرزادے نے اُسکے نہ پھر آنے کے باعث سے دوسرے باورچی سے کہا کہ تو بھی یہاں سے بہت سا مال تجارت کا اُس شہر میں لیجا اور اُس عورت سے دوستی کرکے جلد پھر آ۔ لیکن ایسا نہ کرنا کہ تو بھی اُسی کی طرح وہیں کا ہو رہے۔ آخر وہ بھی اُس ملک میں گیا۔ اور دلالہ کو اپنے ساتھ لیکر اُسکے گھر آیا اور اُسی کی طرح سے وہ بھی اُسی چاہ میں قید ہوا۔ تب امیرزادے نے جانا کہ شاید اُسپر کچھ آفت پڑی جو اب تک ادھر نہ آیا۔ تب آپ ہی ناچار ہو کر ایک روز شکار کا بہانہ کرکے اُس ملک کو چلا اور مع لشکر وہ لشکری بھی اُس کے ساتھ گیا اور گلدستہ تر و تازہ اپنی بی بی کے آگے رکھدیا۔ تب اُس عورت نے واردات اپنی گزری ہوئی سو سب اپنے شوہر سے کہی بعد دو دن کے وہ لشکری اپنے آقا کو گھر لیگیا اور ضیافت کی اور اُن دونوں کو اُس کنوئیں میں سے نکال لونڈی کے کپڑے پہنا کر کہا کہ ہمارے گھر مہمان آیا ہے۔ اگر تم آج کھانا اچھا پکائے اُنکے آگے لیجاؤگے اور خدمت اُنکی بجالاؤگے تو کل ہم تم کو آزاد کرینگے۔ غرض وے دونوں ویسے ہی کپڑے پہنکر کھانا امیرزادے کے روبرو لیگئے چونکہ کنوئیں کے دکھ سے اور فقط اٹھانے سے سر کے بال اور مونچھ داڑھی کے جھڑ پڑے تھے اور منہ کا رنگ متغیر ہو گیا تھا امیرزادے نے فی الفور اُنہیں نہ پہچانا اور لشکری سے پوچھا کہ ان باندیوں نے ایسی کیا تقصیر کی ہے جو تم نے اُن کا سر منڈوایا ہے اور اس احوال کو پہنچایا ہے۔ تب اُس لشکری نے کہا کہ انھوں نے بڑا گناہ کیا ہے میں کیا عرض کروں آپ ہی اُن سے پوچھئے یہ آپ ہی گناہ بیان کرینگی آخر اُس امیرزادے نے غور کرکے دیکھا تو اپنے باورچیوں کو پہچانا اور اُنہوں نے بھی اپنے آقا کو پہچانا تب وہ دونوں دوڑ کر اُسکے پاؤں پر گر پڑے اور بے اختیار رونے لگے اور اُس لشکری کی جورو کی عصمت پر گواہی دی جب اُس لشکری کی عورت نے پردے کے اندر سے کہا کہ اے امیرزادے میں وہی عورت ہوں کہ جس کو تو نے جادوگر مقرر کیا تھا اور میرے خاوند کو احمق بنا کر ہنسا تھا۔ اور میرے امتحان کیواسطے آدمی بھیجے تھے۔ اب دیکھا تو نے کہ میں کیسی ہوں اور خدا کے فضل سے میری عصمت کیسی ہے تب وہ امیرزادہ شرمندہ ہوا۔ اور عذر خواہی کرنے لگا۔ جس وقت طوطے نے یہ داستان تمام کی۔ اُسوقت کہا کہ اے خجستہ اب جلد جا اور اپنے معشوق سے مل۔ مبادا اس عرصہ میں کہیں تیرا شوہر آجاوے تو تو ناحق وعدہ شکن

تصویر شہزادہ اور لشکری کی اور دونوں ماورچینوں کا بصورت باندیاں کھانا پکا ہوا لیکر آنا

اور جھوٹی اپنے دوست کے آگے ہو گئی کد بانو نے یہ سنتے ہی چاہا کہ اپنے تئیں اُسکے پاس پہنچاوے
اتنے میں صبح ہوئی اور مُرغ نے بانگ دی جانا اُس کا اُس روز بھی موقوف رہا تب یہ شعر پڑھنے لگی

گردش سے آسمان کے نزدیک ہے سبھی کچھ تجھ سے ہمیں ملانا اک دُور ہے تو یہ ہے

ساتویں داستان نجار اور زرگر اور خیاط اور زاہد کی،

جب آفتاب چھپا اور مہتاب نکلا تب خجستہ رخصت لینے کیواسطے طوطے کے پاس گئی اور کہنے لگی کہ اے طوطے پیدا کرنیوالے کی قسم مجھے آج کی شب جلد رخصت دے کہ میں اپنے جانی کے پاس جاؤں اور دل کھول کر اپنی جوانی کا مزہ اٹھاؤں طوطا کہنے لگا کہ اے کد بانو میں ہر ایک شب تجھے رخصت کرتا ہوں تو آپ ہی دیر کرتی ہے اور نہیں جاتی بلکہ میں اسمات سے آٹھوں پہر ڈرتا رہتا ہوں کہ ایسا کہیں نہ ہو کہ تیرا شوہر آجاوے تو پھر تیرا احوال انہیں چار شخصوں کی طرح سے ہو خجستہ نے پوچھا کہ اُن چاروں کا قصّہ کیونکر ہے بیان کر:-

حکایت طوطا کہنے لگا کہ کسی وقت میں ایک بڑھئی اور سُنار اور درزی اور زاہد چاروں آپسمیں ملکر کسی شہر کو کچھ روزگار کو چلے اتفاقاً ایکدن سوائے منزل کے کسی جنگل میں شام کے ہونے سے راہ بھول گئے اور آپسمیں کہنے لگے کہ آج کی شب اس جنگل میں رہیئے اور پاسبانی کیجے اس بیابان میں ہر ایک

چیز کا خطرہ ہے بہتر یہ ہے کہ ہم چاروں ایک ایک پہر جاگیں اور چوکی دیں خدا کے فضل سے صبح کے وقت اپنی منزل مقصود کو بخیریت پہنچیں یہ بات ہر ایک نے پسند کی اور پہلے پہر چوکی بڑھئی کے ذمہ ہوئی اور وہ سب سو رہے **نوبت نجار** بعد ایک گھڑی کے اس نجار نے بسولا لیکر کسی درخت کی ٹہنی موٹی سی کاٹی اور اُس کی پتلی حسین اپنی کاریگری سے بناکر تیار کی بعد پہر کے آپ درزی کو جگاکر سو رہا **نوبت درزی** اور درزی اپنی بیداری کی خاطر کچھ سوچنے لگا کہ کس سبب سے پہر جاگئے اتنے میں نجار کی کاریگری سے وہ پتلی نظر آئی تب اپنے دل میں کہنے لگا کہ نجار نے اپنا ہنر دکھانے کو یہ صورت چوبی بنائی ہے پس میں بھی ایسے کپڑے سی ساکر ٹھیک ٹھاک پہناؤں کہ اُس کا حُسن دونا نکلے آخر اُس نے بھی اپنی کاریگری سے اُسی وقت ایک جوڑا نہایت عمدہ دولہنوں کا سا بنایا اور پتلی کو پہناکر اور سُنار کو جگاکر آپ سو رہا **نوبت زرگر** تب وہ زرگر اپنے جاگنے کا کچھ سبب ڈھونڈھنے لگا اتنے میں وہ پتلی کپڑے پہنے ہوئے دکھلائی دی تب اپنے دل میں کہنے لگا کہ اُن دونوں نے اپنا اپنا کسب دکھلایا ہے پس مجھ کو بھی لازم ہے کہ میں بھی اپنا ہنر ظاہر کروں اور اُس پتلی کو ایک نئی طرح کی گراہت کے گہنے سے آراستہ کروں تاکہ وہ بھی معلوم کریں کہ یہ ایسا ہے سُنار نے یہ بات اپنے دل میں ٹھہراکر ایسا گہنا گڑھ کے اُسے پہنایا کہ وہ پتلی اور بھی خوبصورت ہوگئی اغلب ہے کہ اس ساخت کا زیور آجتک کسی نے نہ دیکھا ہوگا نہ پہنا ہوگا پھر اُس پتلی کا یہ عالم ہوا کہ بیان نہیں ہو سکتا کہ ایک جی ہی ڈالنا باقی رہگیا کہ اُس زرگر نے زاہد کو اُٹھا دیا اور آپ سو رہا **نوبت زاہد**۔ زاہد اُٹھتے ہی وضو کر کے عبادت الٰہی میں مشغول ہوا بعد ایک گھڑی کے کیا دیکھتا ہے کہ ایک عورت حسین سامنے کھڑی ہے پر وہ ہلتی ہے نہ چلتی ہے تب اُسنے معلوم کیا کہ ان تینوں کی کارستانیاں ہیں اب مجھے بھی اپنا کمال دکھلانا لازم ہے پس میں خدا کے فضل سے ایسا کمال ظاہر کروں کہ اس بے جان کو دعا سے جاندار کروں تاکہ یہ بھی یاد کریں کہ عبادت کرنیوالے ایسے ہوتے ہیں آخرکار وہ زاہد بعد نماز کے جناب کریم میں بے اختیار رو کر دعا مانگنے لگا کہ اے خالق زمین و آسمان! واسطے اپنی خداوندی کے اس تصویر چوبی میں جان دے اور گویا کر کہ میں بھی آبرو اپنی یاروں میں پاؤں بلکہ یہ التجا اُسکی جناب باری میں قبول ہوئی اُسی گھڑی اُس پتلی میں جان پڑی اور آدمیوں کی طرح سے باتیں کرنے لگی جب رات تمام ہوئی اور آفتاب نکلا اُس پتلی کو دیکھ کر وہ چاروں عاشق ہوئے اور ایک سے ایک قضیہ کرنے لگا نجار بولا کہ میں اس کا مالک ہوں کیونکہ اس کاٹھ کو میں نے آدمی کی صورت تراش کر بنایا ہے میں لونگا خیاط بولا کہ میں اسکا وارث ہوں کسواسطے کہ میں نے اس پتلی کو حرمت دی ہے اور کپڑے پہنائے سنار بولا کہ یہ دلہن میرا حق ہے کیونکہ میں نے ایسا گہنا پہنایا ہے کہ

بنی سی بن گئی زاھد بولا کہ یہ دلہن میرا حق ہے کہ وہ کاٹھ کی پتلی تھی میری دعا سے حقتعالی نے اُسے جان دی سوا میرے اور کس کا منہ ہے کہ اُسپر آنکھ ڈال سکے میں لونگا۔ غرض یہ قصہ بڑھا اور ایک شخص غیر اُس جگہ آگیا اُن چاروں نے اُن سے انصاف چاہا وہ اُس صورت کو دیکھتے ہی عاشق ہوا اور کہنے لگا کہ یہ میری بیاہتا بی بی ہے تم سب اسے فریب دیکر نکال لائے ہو اور مجھ سے جُدا کیا ہے آخر اُن چاروں کو غیر شخص کوتوال کے پاس لیگیا کوتوال بھی اُسکو دیکھکر مبتلا ہوا اور کہنے لگا کہ یہ میرے بھائی کی بی بی ہے وہ اُس کو اپنے ساتھ سفر کو لیگیا تھا شاید تم نے اُسکو مار ڈالا اور لے بھاگے ہو آخر وہ کوتوال اُن سب کو قاضی کے پاس لیگیا اور قاضی بھی اُسپر شیفتہ ہو کر کہنے لگا کہ تم کون ہو یہ میری باندی ہے میں اسکی مدت سے تلاش کرتا تھا اور بہت سا اسباب اور نقد و زیور لیکر بھاگ گئی تھی بارے آج تمہارے باعث سے ملی وہ اسباب کہاں ہے اُسکو بھی بتلاؤ غرض اُس قضیے نے یہانتک طول کھینچا کہ سب زن و مرد اُس شہر کے جمع ہوئے اور تماشا دیکھنے لگے تب اُن تماشبینوں میں سے ایک پیر مرد نے کہا کہ یہ قصہ تمہارا یہاں قیامت تک کسی سے فیصل نہ ہوگا تم سب اُس شہر کو جاؤ کہ وہ کئی دن کی راہ ہے اور وہاں ایکدرخت بہت پرانا ہے نام اُس درخت کا شجرۃ الحکم کہتے ہیں جس کا مقدمہ فیصل نہیں ہوتا وہ اُس درخت کے پاس جاتا ہے اُس درخت سے ایک آواز نکلتی ہے کہ مدعی جھوٹا اور سچا معلوم ہو جاتا ہے وہ ساتوں شخص اسبات کو سنتے ہی اُس درخت کے پاس اُس عورت سمیت گئے اور سب نے احوال اپنا اپنا بخوبی اُس سے اظہار کر کے کہا کہ اے درخت سچ کہہ یہ عورت ہم میں سے کس کا حق ہے اتنے میں پیٹ اُس درخت کا پھٹ گیا اور وہ عورت دوڑکر اُس میں سما گئی تب اُس درخت سے آواز نکلی کہ تمنے بھی سُنا ہوگا کہ ہر ایک چیز اپنی اصل پر جاتی ہے چلو میوا کھاؤ اور ٹھنڈے ٹھنڈے اپنے گھر کی راہ لو آخر کو وہ ساتوں شرمندہ ہو کر اپنے اپنے گھر گئے طوطے نے یہ قصہ تمام کر کے کہا کہ اے کدبانو اگر تیرا شوہر آوے اور تجھے قید کر رکھے تو تو بھی اپنے معشوق سے شرمندہ ہوگی بہتر یہ ہے کہ اب شتابی جا اور اپنے جانی کو گلے سے لگا خجستہ نے یہ سنتے ہی جو جانے کا قصد کیا صبح ہو گئی اور مرغ نے بانگ دی جانا اُس کا اُس روز بھی معطل ہی رہا تو یہ شعر پڑھا اور زار زار رونے لگی بلبت صبح سے پہلے جی نکل نہ گیا۔ حیف ہے دل سے یہ خلل نہ گیا۔

آٹھویں داستان لچھ رائے رایان اور راجہ قنوج کی لڑکی پر عاشق ہونا ایک فقیر کا

جب سورج چھپا اور چاند نکلا تب خجستہ کپڑے بدل گہنا پہن نہایت بن ٹھن کر طوطے کے پاس رخصت لینے کو گئی اور کہنے لگی کہ اے طوطے میں تجھ سے بہت شرمندہ ہوتی ہوں کیونکہ ہر ایک شب رخصت لینے

کو آتی ہوں اور تجھے تکلیف دیتی ہوں اور تو میری خاطر سے اپنا خواب و آرام کھوتا ہے اس تیرے احسان سے گردن اپنی اُٹھا نہیں سکتی اور اُسکا شکر یہ ادا نہیں کر سکتی ہے اگر ہر بن مو ہو میری زبان، نہو ہر بانی کا تیری بیان ہو طوطے نے کہا اے خجستہ یہ کیا کہتی ہو میں تیرے شوہر کے زرخرید بندوں میں ہوں کام تیرا موافق اپنی غلامی کے کب کر سکتا ہوں جو اسقدر لطف کرتی ہے بلکہ میں آپ ہی خجالت کھینچتا ہوں لیکن جو کمون اُٹھاؤنگا امید قریب ہے کہ تیرے یار سے تجھے ملاؤنگا ہے جی تلک اپنا میں گنواؤں گا پر تجھے یار سے ملاؤنگا۔ اور رائے رایان کی مانند کہ احوال اُسکا تو نے سُنا ہو گا تیرے کام کرنے میں بھی سعی کرونگا خجستہ نے پوچھا کہ اُسکا احوال کیونکر ہے۔ بیان کر ؛۔

حکایت طوطا کہنے لگا کہ قنوج کے راجہ کی ایک بیٹی صاحب جمال تھی اتفاقاً ایک فقیر اُس پر عاشق ہوا۔ اور اُسکے عشق میں دیوانہ ہو گیا جب ہوش میں آیا تب اپنے دل سے کہتا کہ یہ کیا دیوانہ پن ہے ادنی کو اعلی سے کیا النسبت تو بیچارہ درویش فقیر اور وہ راجہ اُسکی بیٹی کب تیرے ہاتھ لگیگی لیکن بیقراری کے سبب سے بعد کئی دن کے یہ پیغام راجہ کے پاس بھیجا کہ اپنی بیٹی کا بیاہ میرے ساتھ کر دے کہ میں اُسکو چاہتا ہوں میری گدائی اور اپنی بادشاہی پر نظر نہ کر راجہ یہ پیغام فقیر کا سُنکر غضب میں ہوا اور بولا ایسے کوئی ہے جلد ادہر آوے اس فقیر کو جاکر سزا دیوے دیوان نے ہاتھ باندھ کر عرض کیا کہ حاکم کو یہ لازم نہیں ہے کہ غریب فقیر کو گالی دے یا ایذا پہنچاوے اُس کو اس حکمت سے اس شہر سے نکالو کہ مارا جاوے اور آپ پر بدنامی نہ آوے بعد اسکے دیوان نے فقیر کو بلوا کر کہا کہ اے فقیر اگر تو ایک ہاتھی زر سے لدا ہوا لاوے تو یقین ہے کہ اپنی معشوقہ کو پاوے۔ درویش اس بات کے سنتے ہی خوش ہو کر زر کی فکر کرنے لگا تب کسی شخص نے فقیر سے کہا کہ اے گدا تو اپنے تئیں اگر رائے رایان کے پاس پہنچاویگا تو موافق اپنی مراد کے جو چاہیگا سو پاویگا اُس وقت وہ فقیر رائے رایان کے پاس گیا اور اُس سے سوال کیا کہ رائے بابا کی خیر ایک ہاتھی اشرفیوں سے لدا ہوا یہ فقیر پاوے یہ صدا درویش کی جو رائے رایان نے سُنی وہیں ایک ہاتھی زر سے لدا ہوا اُسکو دیا فقیر اُس ہاتھی کو لیے ہوئے راجہ کے پاس آیا اور کہنے لگا کہ اے مہاراج یہ فیل زر سے لدا ہوا مجھ سے لے لیجیے اور اپنی بیٹی کا مجھ سے بیاہ کر دیجیے تب راجہ نے اپنے دیوان سے کہا کہ حکمت تیری کچھ کام نہ آئی وہ فقیر زر کا لدا ہوا ہاتھی لے ہی آیا اب کیا کیجیے تب اُس نے عرض کی کہ یہ فقیر رائے رایان کے پاس جاکے یہ ہاتھی مع زر مانگ لایا ہے کیونکہ اب زمانے میں ایسا سخی سوائے اُسکے اور کوئی نہیں وہ پھر اپنے جی میں سوچ کر اُس درویش سے کہنے لگا کہ اے فقیر راجہ کی بیٹی ایسی نہیں ہے جو ایسے ہاتھی کے بدلے ہاتھ آوے اگر اُسے لینا منظور ہے تو

ابھی جا اور رائے رایان کا سر کاٹ لا اور یہ لڑکی راجہ کی اپنے ساتھ جہاں جی چاہے وہاں لیجا غرض وہ فقیر پھر رائے رایان کے پاس جا کر کہنے لگا کہ اے حاتم بابا تیرے سر کے بدلے دل کی آرزو ملتی ہے اگر تو اپنا سر دیگا تو یہ فقیر مدعا اپنا دل خواہ پاویگا رائے رایان نے کہا کہ اے فقیر تو اپنی خاطر جمع رکھ یہ سر میرا خدا نے اسیواسطے پیدا کیا ہے کہ کسی کے کام آوے میں ایک مدت سے اس سر کو ہتھیلی پر دھرے ہوں کہ جو کوئی مانگے اُسے دوں اب جو تو نے طلب کیا ہے یہ حاضر ہے اور میں بھی موجود ہوں میرے گلے میں رسّی باندھکر اُس راجہ کے پاس لیچل اور اُس سے کہہ کہ وہ سر جو تمنے مانگا تھا اُس سر کو میں مع تن لایا ہوں اگر اُس نے قبول کیا تو سر میرے تن سے کاٹ لینا اور اگر اُس نے کچھ اور مانگا تو وہ بھی حاضر کرونگا آخر وہ درویش رائے رایان کی گردن میں رسّی باندھکر راجہ کے پاس لیگیا اُس راجہ نے جب جوانمردی اس مرد کی دیکھی تو اپنی جگہ سے اُٹھکر اُسکے پاؤں پر گرا اور کہنے لگا کہ سچ ہے سوائے تیرے اب اس دنیا میں کوئی ایسا سخی جوانمرد نہیں اور نہ ہوگا جو ایک ادنی فقیر کیواسطے اپنا سر دیدے یہ کہکر بیٹی کو بلایا اور رائے رایان کیحوالے کر کے کہا کہ اے مہاراج یہ تمہاری لونڈی ہے جسکو جی چاہے اُسکو دیجیے طوطے نے یہ کہانی کہہ کر خجستہ سے کہا کہ اے کدبانو میں بھی اپنا سر تیرے کام میں گنواونگا اور مطلب دلی تیرے بر لاونگا اسمیں ہرگز دریغ نہ کرونگا بہتر یہ ہے کہ جلدی اپنے معشوق کے پاس جا اور حظ زندگانی کا اُٹھا خجستہ نے یہ سنتے ہی چاہا کہ جاوے اتنے میں صبح ہوئی اور مرغ نے بانگ دی جانا اُسکا اُس روز بھی توقف رہا تب یہ فرد پڑھی اور رونے لگی فرد ۔ تمہاری دشمنی کب تک ۔ وصل کی شب کبھی دکھاؤگی ؛

نویں داستان طوطے کی بیوفائی عالم شاہ بادشاہ سے

جب آفتاب چھپا اور ماہتاب نکلا خجستہ درد عشق کے مارے روتی ہوئی طوطے کے پاس رخصت لینے گئی اور اُسے متفکر دیکھکر کہنے لگی کہ اے عقلمند آج کیوں غمگین ہے طوطا بولا کہ اے کدبانو مجھ کو تیری فکر نے نہایت حیران کیا اور اسی اندیشہ میں ہمارا دانہ پانی چھوٹ گیا ہے میں اسی سوچ میں آٹھوں پہر رہتا ہوں کہ کیونکر دریافت کروں کہ وہ معشوق تیرا تجھ سے وفاداری کریگا یا عالم شاہ بادشاہ کے طوطے کی طرح بیوفائی کر کے دغا دیگا۔ خجستہ نے پوچھا کہ وہ نقل کیونکر ہے بیان کر۔

حکایت طوطا کہنے لگا کہ کسی وقت میں ایک صیاد نے طوطی کے آشیانے کے نزدیک جال بچھایا اور اُسکو بچوں سمیت گرفتار کیا اُسوقت طوطی نے اپنے بچوں سے کہا کہ بابا اسوقت یہی مصلحت بہتر ہے کہ تم اسجگہ مرنے کی صورت ہو کر پڑے رہو اگر یہ چڑیمار تم کو مردہ جانیگا تو چھوڑ دیگا میں تنہا جو پکڑی گئی کچھ مضائقہ نہیں اگر میں جیتی رہوں گی تو کسی نہ کسی حکمت سے اپنے تئیں تمہارے پاس پہنچاؤں گی ۔ اُن

سبھوں نے اُسکے کہنے کے بموجب کیا ہر ایک اپنا اپنا دم چُرا کر گر رہا اُس صیاد نے معلوم کیا کہ شاید مر
ہیں ان کو اس دام سے رہا کیجئے یہ کہکر جب ہی اُنکو اُس دام سے نکالا ویں ہر ایک اڑ گیا اور ہر ایک درخت
کی شاخ پر جا بیٹھا تب وہ چڑیمار اس طوطی پر غصہ ہوا اور چاہا کہ اُس کو زمین پر پٹکے کہ اتنے میں اُس
طوطی نے کہا کہ اے صیاد خبردار مجھ کو مت مار اگر میں جیتی رہوں گی تو یہانتک تجھے زر نقد دلواؤں
گی کہ پھر تا بہ عمر اپنی تو کسی چیز کا محتاج نہ ہوگا اور جب تک جیتا رہے گا تب تک کسی کام کا
اندیشہ نہ کرے گا کیونکہ میں نہایت عقلمند اور طبیب ہوں ایسا طبابت کا کام جانتی ہوں کہ جیسا
چاہیئے اس سخن سے صیاد خوش ہوا اور اُس کے مارنے سے باز رہا اور کہنے لگا اے طوطی ہمارے
ملک کا بادشاہ عالم شاہ ایک مدت سے بیمار ہے اور مرض سخت رکھتا ہے تو اُس کو اچھا کر سکے گی
طوطی بولی کہ اے صیاد کونسا بڑا کام ہے میں وہ طبیب ہوں کہ دس ہزار مریض کہ جنکو ارسطو
اور لقمان جواب دیں اُنکو اچھا کروں تو مجھے اپنے بادشاہ کے پاس لیچل اور میری طبابت کی
اُس سے تعریف کر پھر جتنے کو چاہے اُتنے کو اُسکے ہاتھ بیچ ڈال الغرض وہ صیاد اُس طوطی کو پنجرے
میں بند کرکے اپنے بادشاہ کے پاس لیگیا اور کہنے لگا کہ خداوندا یہ طوطی نہایت عقلمند ہے اور طبابت
میں بہت ملکہ رکھتی ہے اگر حکم ہو تو حضور پُر نور میں حاضر رہے عالم شاہ نے کہا کہ بھائی میں بھی
اس فکر میں تھا مجھے بھی ایک طبیب دانا درکار ہے اور یہی آرزو ہے کہ ایسا کوئی آوے کہ میرے
مرض کو دور کرے بہتر ہے یہ میرے پاس رہے تو اُس کی قیمت کہہ اُس نے دس ہزار اشرفی
اُس کی قیمت کہی اور بادشاہ نے وہی دلوا دیں صیاد اُسے لیکر اپنے گھر گیا وہ طوطی بادشاہ کی دوا
کرنے لگی بارے دو چار دن میں آدھا مرض اُس کا اُسکی دوا سے دور ہوا۔ تب طوطی نے کہا اے
بادشاہ خدا کے فضل سے اور میری تدبیر دوا سے اب تم کو آدھی صحت ہوئی ہے۔ اگر مجھ پر رحم کرو
اس پنجرے سے مخلصی بخشو تو میں ابھی ڈھونڈھ کر ایک ایسی چیز صحرا سے لا کر کھلاؤں کہ بعد دو
چار ہی دن کے تو اچھا ہو اور غسل صحت کرے۔ عالم شاہ نے جانا کہ شاید یہ طوطی سچ کہتی ہے
اس اعتبار پر اُسے قفس سے آزاد کیا طوطی نے اپنے جنگل کا راستہ لیا پھر اُدھر منہ نہ کیا طوطے نے یہ
نقل تمام کرکے کہا اے خجستہ میں بھی اسبات سے ڈرتا ہوں کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ معشوق تیرا اُسی طوطی کی
طرح تجھ سے دغابازی کرے خدا کیواسطے جلد جا اور اپنے یار سے ملاقات کر اور جبتک تو اُسکی آزمایش نہ
کرے اعتبار نہ کرنا کہ بانو نے یہ سنتے ہی چاہا کہ جاوے کہ اتنے میں صبح ہوئی اور مرغ بولا جانا اُسکا اس
روز بھی موقوف رہا تب یہ فرد پڑھی اور رونے لگی فرد آج پھر دوست سے اپنے میں ملتی۔ گر نہ کرتا فلک یہ بے مہری

دسویں داستان سوداگر اور اُسکی زوجہ کی

جب شمس پنہاں ہوا اور قمر عیاں تب خجستہ روتی اور سرد آہیں بھرتی ہوئی رخصت لینے طوطے کے پاس گئی۔ اور طوطے نے اُسے متفکر دیکھکر پوچھا کہ اے کدبانو آج کیوں اسقدر حیران ہے خیر تو ہے وہ بولی ہر شب تیرے پاس آتی ہوں اور حال اپنی بیقراری کا سناتی ہوں وہ کون وقت ہوگا کہ جس وقت تو مجھے رخصت کریگا اور وہ کون وقت ہوگا کہ میں اپنے معشوق سے ملاقات کرونگی۔ اگر آج کی شب رخصت کرے تو میں جاؤں اور نہیں تو صبر کرکے اپنے گھر بیٹھ رہوں طوطا کہنے لگا کہ اے کدبانو تو ہر رات میرے پاس آتی ہے اور باتیں میری سنتی ہے جانے کیوقت صبح ہو جاتی ہے اور رات کو آخر کر دیتی ہے میں چاہتا ہوں کہ آج کی رات جلد جاوے تو ایک قصہ چھوٹا سا سناؤں کہ جس کے باعث تیری بات رہے اور تو کسی آفت میں نہ پڑے یہ یاد رکھنا کہ اگر تو کہیں جاوے اور خاوند تیرا وہاں تجھے نظر پڑے تو تو بھی اُس سوداگر کی جورو کیطرح شور و غل کرنا وہ پشیمان ہو جاوے اور تیری بات رہے خجستہ نے پوچھا اُسکی داستان کیونکر ہے بیان کر۔ **حکایت** طوطا بولا کہ کسی شہر میں ایک سوداگر نہایت مالدار تھا اور اُسکی جورو بہت خوبصورت تھی وہ تاجر کسی ملک میں واسطے تجارت کے گیا اور پیچھے اُس کے اُسکی جورو نے بدکاری یہانتک اختیار کی کہ ہر ایک شخص کی مجلس میں شب کو جاتی تمام رات عیش و عشرت اور گانے بجانے میں گنواتی بعد کئی مہینے کے اُسکا شوہر مال و اسباب بہت سا لیکر اپنے شہر میں آیا اور کسی حویلی میں اُترا بعد پہر رات کے ایک دلالہ کو بلوا کر کہنے لگا کہ میں آج ابھی گھر نہیں جا سکتا اگر تو کہیں سے ایک عورت خوبصورت لے آویگی تو میں تجھے خوش کرونگا اور دس ۱۰ اشرفی تجھے دونگا اور بیس ۲۰ اُسے دونگا یہ سُنتے ہی وہ بڑھیا لوٹ گئی کہ یہ کوئی بڑا سوداگر ہے کہ ایک عورت کی خاطر تیس ۳۰ اشرفی لٹو دیتا ہے آخر وہ بڑھیا لالچ میں آگئی اور ہر کسی کو تلاش کیا غرض بہت سا اِدہر اُدہر ڈہونڈھ ڈھانڈھ کر حیران ہوئی جب کوئی رنڈی ہاتھ نہ لگی تب اتفاقاً وہ کٹنی اُسی تاجر کے گھر گئی اور اُسکی بی بی سے کہنے لگی کہ آج کسی ملک سے ایک بڑا سوداگر مالدار آیا ہے اور خوبصورت بھی ہے اُس نے ایک رنڈی بلوائی ہے اگر تیرا جی چاہے تو چل صبح کو بیس ۲۰ اشرفی لیکر اپنے گھر آ غرض وہ اُس دلالہ کیساتھ ہوئی اور اُس سوداگر کے پاس گئی جونہیں اپنے خاوند کی صورت دیکھی ویہیں پہچان گئی اور جی میں کہنے لگی کہ واہ جی واہ یہ تو میرا ہی خاوند ہے اب میں کیا کروں القصہ غل کر اُٹھی اور کہنے لگی کہ اے ہمسائے کے لوگو۔ دوڑو اور میرا انصاف کرو چھ برس سے میرا خاوند سوداگری کو گیا تھا میں دن رات اُسکی راہ تکتی تھی اب جو یہاں آیا تو اس حویلی میں اترا اور میرے پاس نہ گیا آج میں اُسکے آنیکی خبر سُنکر آپ ہی آئی

ہوں اگر تم میری داد کو پہنچو تو بہتر ہے نہیں تو قاضی کے پاس نالش کرونگی اور اُسے چھوڑ دونگی آخر ہمسایہ کے لوگ جمع ہوئے تب اُسنے اُن سے کہا کہ میں اُسکی جورو ہوں اور یہ میرا خاوند ہے مجھے یہ اکیلا اس شہر میں چھوڑ کر سفر کو گیا تھا میں اسی غم میں آٹھوں پہر روتی تھی بارے آج خدا کے فضل سے میاں صاحب جیتے جاگتے جو آئے ہیں تو گھر نہیں گئے اور مجھ سی بی بی صاحب جمال کو بھلا کر غیر بدبختوں کے ساتھ عیش کیا چاہتے ہیں آج میں یہ خبر سُن کر خود آئی ہوں تم سب خدا ترس ہو انصاف کرو آخر اس سوداگر کو ہر شخص نے سمجھا بجھا کر اُسکی بی بی سے ملا دیا اور یہ کوئی نہ سمجھا کہ وہ آپ ہی خرچی کو آئی تھی کبھوں دیکھا اُس عورت کی زبان آوری کے سبب سے سوت نہ گئی خاوند کو اپنے گھر میں لائی جب طوطا نے یہ داستان تمام کی خجستہ سے کہا کہ اُٹھو دوڑ اپنے معشوق کے پاس جاؤ دیر نہ کرو خجستہ نے یہ سنتے ہی چاہا کہ جاوے اتنے میں صبح ہوئی اور مرغ نے بانگ دی جانا اُسکا اُس روز بھی موقوف رہا تب یہ بیت پڑھنے لگی اور منہ ڈھانپ کر رونے لگی بیت کس طرح میسر ہو شب وصل دلآرام ، ہر صبح ہے دشمن یہ میری گردش ایام

گیارھویں داستان زمیندار کی جورو کی کہ اپنی سخن آرائی سے ندامت نہ اُٹھائی

جب سورج چھپا اور تارے نکلے خجستہ بے اختیار زار زار روتی ہوئی طوطے کے پاس رخصت لینے گئی اور کہنے لگی کہ اے محرم راز آج پھر کچھ اُسکی مفارقت سے حال اپنا ابتر ہے اگر صلاح جانے تو مجھے جلد رخصت دے نہیں تو صبر کر کے بیٹھ رہوں اگرچہ جانتی ہوں جو کوئی عاشق ہے اُسے صبر سے کیا کام بے اختیار جی چاہتا ہے کہ ہر طرح سے اپنے تئیں اُسکے پاس پہنچاؤں اور خوب سا اُسے گلے لگ کر حظ جوانی اُٹھاؤں رباعی دیکھونگی میں تجھ کو کب گسائیں سائیں ، آنکھیں تو سفید ہونے آئیں سائیں ، دل یاد میں دیدہ منتظر ہے سر راہ ، ہو ٹول ہے ہر دم زبان پہ سائیں سائیں ، طوطا کہنے لگا کہ اے خجستہ میں نہ جانتا تھا کہ عشق اُسکا یہاں تک تجھے تباہ کریگا اور غم اُس کی جدائی کا اس حالت کو پہنچا دیگا حسن میں اس عشق کا یہ نہ سمجھا تھا ڈول ، تیرے غم سے آنے لگا مجھ کو ہول ، لیکن خدا کا فضل چاہیئے کہ انشاء اللہ تعالےٰ اب آپ اپنے یار سے ملینگی اگرچہ ہر ایک شب میرے پاس رخصت لینے آتی ہے اور میری باتیں سُنکر شب امید کو گنواتی ہے پر عقلمندوں نے کہا ہے جو کوئی سوچ کر کام کرتا ہے وہ ہرگز پشیمانی نہیں اُٹھاتا ہے بلکہ ہمیشہ سرخرو رہتا ہے جسطرح سے کہ اُس دہقان کی جورو نے سوچ کر جو کہ کی تو کچھ ندامت نہ کھینچی خجستہ نے پوچھا کہ اُسکا قصہ کیونکر ہے حکایت طوطا کہنے لگا کہ کسی دن ایک ایک گنوار کی دھریا اپنے کوٹھے پر بیٹھی تھی اور ایک شخص نوجوان اُسکو دیکھکر عاشق ہوا اور عورت نے بھی معلوم کیا کہ یہ مجھپر شیدا ہوا ہے سوچی بلوائیے اور نیز اڑائیے آخر اُس مرد کو اشارے سے طلب کیا اور کہدیا

که بعد آدھی رات کے تو اُس درخت کے نیچے آکر بیٹھ رہنا میں بھی اپنے خاوند کو سُلا کر تیرے پاس آؤنگی یہ کہکر ادہر اُسے رخصت کیا اور آپ ادہر اپنے گھر کے کاروبار میں مشغول ہوئی جب آدھی رات گذری جوان اُسکے گھر میں اُسی درخت کے نیچے بیٹھ رہا یہ عورت خصم کو سوتا چھوڑ کر وہیں گئی اور اُسکے ساتھ سو رہی اتفاقاً اُسکا سُسرا اسیوقت کسی کام کیواسطے اُٹھا اور باہر جانے لگا کیا دیکھتا ہے کہ بیٹے کی جورو ایک غیر مرد کیساتھ سوتی ہے اس بات سے نہایت رنجیدہ ہوا اُسکے پاؤں سے پازیب اُتار کر اپنے پاس رکھی اور جی میں کہنے لگا کہ اُس بدذات کو خوب سی سزا دونگا بعد ایک گھڑی کے اُس عورت کی جو آنکھ کھلی تو کیا دیکھتی ہے کہ پاؤں میں پازیب نہیں اُسنے اپنی عقل سے معلوم کیا کہ شاید سسرے نے آنکھ سے یہ ماجرا دیکھا ہے اور پازیب اُتار کر لیگیا اب صبح کیا جانیے کیا ہو یہ سمجھ کر اپنے یار سے کہا تم اپنے گھر جاؤ پھر کسی روز اگر جی چاہے گا تو تو آئیو - یہ کہکر اُس کو رخصت کیا اور ادہر اپنے خاوند کے پاس آکر لیٹ رہی بعد ایک دم کے کہنے لگی کہ یہاں اسوقت گرمی لگتی ہے اُس درخت کے نیچے ٹھنڈی ہوا ہے چلیئے اور سو رہیئے آخر اُس بہلانے سے اپنے شوہر کو اُسی درخت کے نیچے لائی اور دونوں ملکر سو رہے جب اُسکی آنکھ لگ گئی تب جگا کر کہنے لگی اجی سوتے کیا ہو اُٹھو اور ایک تماشا دیکھو وہ بے اختیار اُٹھ بیٹھا اور کہا کیا کہتی ہو تب اُس نے کہا جیسا میرا ویسا تمہارا باپ یہ کیا کہ میرے پاؤں کی پازیب اُتار کر لے گیا اور مجھے ننگا کھلا دیکھا اُس نے کہا کہ خیر صبح کو میں اُنہیں سمجھا دونگا کہ پھر ایسی حرکت نکرنا جب صبح ہوئی اپنے باپ سے جھنجھلا کر کہنے لگا بابا جان تم کو مناسب نہیں جہاں بہو بیٹا ساتھ سوتے ہوں وہاں جاؤ اور اُن کو ایک حال میں دیکھو تب اُس کے باپ نے کہا کہ بیٹا کچھ شعور کر تیری عورت کم بخت ایک مرد کے ساتھ سوتی تھی میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا اور یہ پازیب پاؤں کی اُتاری یہ بات سنتے ہی وہ اور بھی خفا ہوا اور کہنے لگا کہ تم خواہ مخواہ میری جورو کے دشمن ہوئے ہو - میں جانتا ہوں اُسوقت گرمی کے باعث سے میں اُس درخت کے نیچے اُس کے ساتھ سوتا تھا کہ تم نے یہ حرکت کی چنانچہ یہ سُنکر باپ اُس کا شرمندہ ہوا طوطے نے یہ قصہ تمام کرکے کہا کیوں دیکھا تو نے اُس رنڈی نے کیا کارستانی کی غیر کی دوستی رہی اور سسرے کو ذلیل کیا آپ اچھی کی اچھی رہی اے خجستہ اب جلد جا اور اپنے دلدار کو گلے لگا کر بانو نے یہ سنتے ہی چاہا کہ جاوے کہ اتنے میں صبح ہوئی اور مرغ نے بانگ دی - جانا اُسکا اُس روز بھی موقوف رہا تب یہ فرد پڑھی - اور رونے لگی - فریاد وصل کی شب گئی گذر افسوس ، آئی پھر ہجر کی سحر افسوس ، -

بارہویں داستان سوداگر بچی اور شغال کی سوداگر بچی شغال کی حکمت سے رسوائی سے بچی

جب سورج چھپا اور رات ہوئی تب خجستہ آنکھوں میں آنسو بھرے گریبان چاک کئے سینہ پرسوز سے طوطے کے

پاس رخصت لینے گئی اور کہنے لگی اے عقلمند ہی تیری دانائی پر نہایت اعتبار رکھتی ہوں اسی واسطے ہر رات تیرے پاس آتی ہوں تیری تدبیر کے واری اور دانائی کے صدقے اور وفاداری کے قربان آج دل اُمنڈ آتا ہے اور سینہ پھٹا جاتا ہے کیونکہ اپنے تئیں اُسکے پاس پہنچاؤں اور کس طرح اُسے اپنے گلے سے لگاؤں فرخ آتش عشق جی جلاتی ہے ما یہ بلا جان ہی پہ آئی ہے ما۔ اب اگر مجھے رخصت نہ کرے گا۔ توکب کرے گا۔ اور اب اجازت نہ دیگا توکب دیگا۔ تیری منت کرتی ہوں اور اس تدبیر میں پھرتی ہوں فرخ نہ اپنے چھوٹنے کی کس طرح تدبیر میں رہیئے بہار آئی ہے کیونکر خانۂ زنجیر میں رہیئے۔ خدا کے واسطے کچھ ایسا ڈھب بتلا کہ جس کے باعث جلد ملنا ہو۔ طوطا کہنے لگا کہ اے خجستہ یہ غم تیرا میرے دل میں ہے اور میں جب تک جیتا رہوں گا بیفکر نہ رہوں گا اور میں کس شے۔ تجھے رخصت نہیں کرتا ہوں۔ کہ تو محبوب کے پاس نہ جا۔ بلکہ تو آپ ہی نہیں جاتی اور میری باتوں میں رات گنواتی ہے ایسا نہ ہو کہ یہ بھید تیرا کھلے اور یہ چرچا اُس کا لوگوں میں پڑے تجھے ایسی حکمت سکھا دیتا ہوں کہ جیسے ایک گیدڑ نے کسی سوداگر بچی کو سکھائی تھی۔ کہ اُسکے سبب وہ رسوائی سے بچ رہی تب خجستہ نے پوچھا۔ کہ اُس کی کہانی کیونکر ہے بیان کر۔

حکایت طوطا کہنے لگا کہ کسی شہر میں ایک سوداگر نہایت عالیشان اور دولتمند تھا۔ اور بیٹا اُسکا کریہ منظر اور بدشکل اور احمق تھا جب وہ لڑکا بالغ ہوا تب اُسکے باپ نے کسی سوداگر کی بیٹی سے بیاہ کر دیا وہ لڑکی نہایت خوبصورت اور ہوشیار اور عقلمند گانے بجانے میں بھی نہایت شعور دار تھی۔ اتفاقاً وہ عورت کسی رات اپنے کوٹھے پر بیٹھی تھی۔ اور ایک شخص دیوار کے تلے خیال گا رہا تھا۔ عورت کا دل سنتے ہی آدلنہ پہ اُس کی آگیا اپنے کوٹھے سے اُتر اُس کے پاس جا کر کہنے لگی۔ کہ اے شخص میرا خاوند نہایت بدصورت اور احمق ہے تجھ سے ہو سکتا ہے۔ کہ اپنے ساتھ مجھے کسی ملک کو لے نکلے جب تک میں جیتی رہونگی تیری فرمانبرداری کرونگی۔ آخرکار اُس نے بھی اُس کی یہ بات قبول کی اُسی گھڑی اُس کو اپنے ساتھ لے کر جنگل کی راہ لی تھوڑی دور جا کر ایک تالاب کے کنارے پر کسی درخت کے نیچے دونوں آپس میں لپٹ کر سو رہے بعد ایک گھڑی کے وہ مرد جوان چونکا اور اُس عورت کے بدن کا تمام زیور اُتار لیا اور آپ چلتا پھرتا نظر آیا اس عرصے میں کہیں اُس کمبخت کی جو آنکھ کھلی تو نہ بدن میں گہنا دیکھا اور نہ بستر پہ یار پایا تب اُس کو یقین ہوا کہ اُس دغا باز نے مجھ سے دغا کی پھر پشیمان ہو کر کہنے لگی کہ یا آلہی معاف کر میری تقصیر میں نے جو کیا سو پایا اتنے میں صبح ہو گئی تب اُسی تالاب کے کنارے متفکر ہو کر جا کھڑی ہوئی کہ ایک گیدڑ منہ میں ایک ہڈی لئے تالاب کے کنارے ایک مچھلی جو دیکھی تو ہڈی منہ سے پھینک دی اور اُسپر دوڑا مچھلی اُسے دیکھ کر پانی میں ڈوب گئی تب وہ گیدڑ اُس ہڈی کو لینے آیا تو اُسکو بھی نہ پایا کیونکہ اُسے کتا

لیگیا تھا اس ماجرے کو دیکھکر وہ عورت خوب ہنسی اور کہنے لگی کہ کیا خوب مثل مشہور ہے جو آدھی کو چھوڑ کر ساری کو جائے تو پھر ساری ملے نہ آدھی پائے یہ سن کر اُس گیدڑ نے پوچھا بی بی تو کون ہے جو اُس وقت جنگل میں اکیلی اس تالاب پر کھڑی ہے اُسنے اپنا مناسب احوال اُس شغال سے کہا اُس کو اُس کے حال پر رحم آیا اور کہنے لگا کہ بی بی کچھ اندیشہ مت کر صلاح یہ ہے کہ اب تو یہاں سے دیوانوں کی طرح ہنستی اور روتی اپنے گھر چلی جا جو تجھے اس حال سے دیکھیگا رحم کریگا اور کچھ نہ کہیگا آخر اس رنڈی نے موافق اُس کی تدبیر کے اپنا احوال بنایا اور وہیں سے دیوانوں کی طرح شور و غل کرتی ہوئی اپنے گھر گئی اُس حیلے کے باعث کسی نے اُس کو بُرا نہ جانا بلکہ ہر ایک اُسکو دیکھکر کڑھنے لگا طوطے نے یہ کہانی تمام کر کے خجستہ سے کہا کہ یہ وقت اچھا ہے جلد جا اور اپنے معشوق سے مل کچھ اندیشہ نہ کر خدا نہ کرے اگر کوئی مشکل تیرے آگے آویگی تو ایک ایسا حیلہ سکھا دونگا کہ وہ مشکل آسان ہو جاوے گی اور تیری حرمت رہیگی خجستہ نے یہ سنتے ہی چاہا کہ جاوے کہ اتنے میں صبح ہوئی اور مرغ نے بانگ دی جانا اُسکا اُس روز بھی موقوف رہا تب خود بڑی اور روتے لگی غرض رات کا سیج ہوا نہ خواب میسر ہوا نہ ملا صبح آفتاب مرا

تیرہویں داستان شیر اور برہمن کی کہ برہمن طمع کرکے جان سے مارا گیا

جب سورج چھپا اور شام ہوئی خجستہ بیقرار دل کی سی صورت بنائے طوطے کے پاس رخصت لینے گئی۔ اور کہنے لگی کہ اے طوطے معلوم ہوا تجھے میرے درد کی خبر نہیں جبھی میری باتیں اڑا دیتا ہے اور ادھر اُدھر کی جھوٹ سچ قصہ کہانی سنایا کرتا ہے نہیں جانتی کہ تجھے اس سے کیا حاصل ہے طوطے نے کہا کہ اے کدبانو میں دل سے چاہتا ہوں کہ تو جلد کہیں اُسکے پاس جاوے اور اُسے گلے سے لگاوے تو آپ ہی نہیں جاتی اور دیر کرتی ہے اس میں میری کچھ تقصیر نہیں فرد لیوں آپکی خوشی ہے مجھے قتل کیجیے پر سچ تو یہ ہی کہ میری کچھ خطا نہیں، خیر اب شتاب جا اور اُس سے ملاقات کرکے جلد پھر آ پر یہ یاد رکھنا کہ دولہا کسی چیز کی طمع نہ کرنا کیونکہ لالچ بہت بُری بلا ہے اگر طمع کریگی تو تیرا بھی ویسا ہی حال ہوگا جیسا کہ اُس برہمن کا ہوا تھا خجستہ نے پوچھا کہ اُسکی نقل کیونکر ہے بیان کر:-

حکایت طوطا کہنے لگا کہ کسی شہر میں ایک برہمن نہایت مالدار تھا اتفاقاً وہ مفلس ہوکر اور کسی ملک میں مال پیدا کرنے گیا ناگاہ کسی روز ایک جنگل میں جا پہنچا اور تالاب کے کنارے پر دیکھا کہ ایک شیر بیٹھا ہے اور ایک لومڑی اور ہرنی اُس کے آگے کھڑی ہے یہ برہمن متفکر ہوکر ڈر کے مارے وہیں کھڑا ہو رہا کہ یکایک لومڑی اور ہرنی کی نظر اُس پر جا پڑی تب آپسمیں سوچکر وہ یہ بولیاں بولنے لگیں کہ اگر اُسکو شیر دیکھیگا تو مار ہی ڈالے گا ایک ایسی مصلحت کیجیے کہ جسکے باعث سے اسکو وہ نہ مارے

بلکہ انعام دینے یہ بات ٹھہرا کر شیر کو دعائیں دیکر کہنے لگیں کہ سخاوت آپ کی یہانتک مشہور ہوئی ہے کہ آج ایک برہمن کچھ مانگنے آیا ہے اور ہاتھ باندھے سامنے کھڑا ہے شیر نے سر اُٹھا کر دیکھا اور خوش ہو کر اُس برہمن کو آگے بلایا اور نہایت رحم کھایا غرض نقد و زیور اُن لوگوں کا کہ جنہیں مارا تھا سب اُس برہمن کو بخشا اور مہربانی سے رخصت کیا تب وہ برہمن بہت سا مال لیکر گھر گیا اور مزے سے گذران کرنے لگا بعد ایک مدت کے پھر جو لالچ ہوا تو وہ برہمن اجل گرفتہ پھر اُسی شیر کے پاس گیا اس وقت اُس کے سامنے بھیڑیئے اور کتنے لکڑ بگھے تھے اُس برہمن کو دیکھتے ہی خوش ہوئے اور شیر سے کہنے لگے کہ یہ آدمی کتنا شوخ اور ڈھیٹ ہے کہ آپ کے بے طلب کئے ہوئے روبرو آتا جاتا ہے اور خطرہ اپنی جان کا نہیں کرتا۔ اس بات کے سنتے ہی شیر آگ ہو گیا اور اپنی جگہ سے اُچھل کر ایک ہی طمانچہ سے اُسکا کام تمام کیا طوطے نے یہ نقل تمام کی اور کہا کہ اے خجستہ اگر وہ برہمن لالچ نہ کرتا تو جان سے کیوں مارا جاتا یقین ہے جو لالچ کریگا سو بلا میں پڑیگا خیر اب پہر رات باقی ہے جلد جا اور اپنے معشوق سے مل اور آدھی رات عیش و عشرت میں بسر کر خجستہ نے یہ سنتے ہی چاہا کہ جاوے اور اُسے گلے لگاوے اتنے میں پو پھٹی اور صبح ہوئی مرغ نے بانگ دی۔ جانا اُسکا اُس روز بھی موقوف رہا تب یہ بیت پڑھے اور رونے لگی بیت

وصل کی شب کو کیوں گنواتی ہے ٭ اے سحر کس لئے تو آتی ہے۔

چودھویں داستان کہ بلی چوہوں کو مار کر منفعل ہوئی،

جب سورج چھپا اور چاند نکلا تب خجستہ گلنار جوڑا پہن اور گہنے پاتے سے اپنے تئیں آراستہ کر طوطے کے پاس رخصت لینے گئی اور اُسے متفکر دیکھ کر کہنے لگی کہ اے جی کے خوش کرنے والے آج کیوں غمگین ہے اور اس قدر کیوں اندیشہ کرتا ہے طوطا کہنے لگا کہ اے کدبانو مجھ کو تیرا غم ارے ڈالتا ہے اور یہی اندیشہ کھائے جاتا ہے۔ کہ تو ہر ایک شب میرے پاس رخصت لینے آتی ہے اور میری باتوں میں صبح ہو جاتی ہے۔ ایسا نہ ہو کہ یکایک تیرا خاوند آجاوے۔ اور تو نہ جا سکے اور نہ جانے کے باعث پشیمان ہو مانند اُس بلی کے کہ جس نے چوہوں کو مار کر انفعال کھینچا خجستہ نے یہ سنتے ہی کہا کہ اے طوطے چوہے بلی کی خوراک ہے مجھے تعجب ہے کہ بلی چوہوں کے مارنے سے پشیمان کیوں ہوئی۔ کچھ اس کا بھید میں نہ سمجھی بیان کر۔

حکایت طوطا کہنے لگا کہ کسی بیابان میں ایک شیر ایسا بوڑھا رہا کرتا تھا کہ بڑھاپے کے باعث اُسکے دانتوں نے جڑ بن چھوڑ دی تھیں اگر وہ کبھی کچھ گوشت کھاتا تو ریشہ اُسکا دانتوں میں اٹک رہتا۔ اور اُس جنگل میں چوہے بھی رہتے تھے جب وہ شیر رات کو سوتا تب ہر ایک چوہا آن کر اُس کے

مسوڑھوں سے ریشہ گوشت کا کھینچتا اور وہ گوشت نکال کر کھا جاتا اسی سبب سے اُس کو اذیت ہوتی اور وہ چونک چونک پڑتا آخر اُس نے اور اور جانوروں سے کہا کہ تم کچھ ایسی تدبیر کرو کہ یہ چوہے مجھے تکلیف نہ دیں اور میں چین سے سویا کروں تب لومڑی نے ہاتھ باندھ کر عرض کی کہ حضرت سلامت بلی آپکی خاص رعیت ہے اُسکو پاسبانی کی خدمت دیجئے اور آپ مزے سے تمام رات آرام کیجئے یہ بات لومڑی کی شیر کو خوش آئی اور بلی کو بلوا کر خدمت کوتوالی کی دی وہ اپنی خدمت پر مستعد ہوئی چوہوں نے بلی کو دیکھا تو جنگل کا راستہ پکڑا تب شیر نے اپنی خاطر خواہ رات کو آرام کیا اور بلی کو سرفراز فرمایا پر وہ بلی اپنی دانائی سے اُن چوہوں کو دور ہی سے دھمکایا کرتی اور کبھی کسی کو پکڑ کر نہ کھاتی کیونکہ یہ جانتی تھی کہ انہیں کی بدولت مجھ کو یہ خدمت ملی ہے اگر ان کو کھا جاؤں گی تو شیر کو مجھ سے کچھ سروکار نہ رہیگا اور خدمت چھین لیگا۔ اس بات کو سمجھ کر وہ اپنے اوپر فاقہ قبول کرتی اور اُن میں سے کسی کو نہ کھاتی ایک دن خدا نے اُس کی عقل گنوائی کہ وہ اپنا بچہ بھی شیر کے پاس لائی اور ہاتھ باندھ کر عرض کرنے لگی کہ آج میں کسی کام کو کہیں جاتی ہوں اگر حکم ہو تو اپنے بچے کو چھوڑ جاؤں کل صبح کو پھر حضور میں حاضر ہوں گی۔ یہ بات اُس کی شیر نے پسند کی اور اپنی خوشی سے رضا دی بلی اپنے کام کو گئی اور یہاں اُس بچے نے جس چوہے کو دیکھا اُسے مار ہی لیا غرض ایک رات دن میں سب کا کام تمام کیا دوسرے دن صبح کو بلی نے جو آکے دیکھا تو ہر ایک چوہے کو موا پایا تب اپنا سر پیٹ کر کہنے لگی کہ اے بدبخت یہ کیا کیا جو تمام چوہے مار ڈالے انہیں کے سبب سے میری حرمت تھی تب بچے نے کہا تم نے کس واسطے چلتے وقت مجھ کو منع نہ کیا حاصل کلام یہ ہے کہ وہ پچتائی اور پشیمان ہوئی یہ خبر شیر کو پہنچی کہ اس جنگل میں چوہے کا نام نہیں تب بلی کو اُسنے جواب دیا اور کوتوالی سے معزول کیا طوطے نے یہ افسانہ تمام کر کے کہا کہ اے کدبانو تو نہایت کاہلی کرتی ہے کہ اتنی دور نہیں جاتی اور ہر ایک رات مفت ہی گنواتی ہے میں ڈرتا ہوں کہ کہیں تیرا شوہر نہ آجاوے اور اُسی بلی کی طرح تو بھی خفیف ہو خجستہ نے یہ سنتے ہی چاہا کہ جاوے اتنے میں صبح ہوئی اور مرغ نے بانگ دی جانا اُسکا اُس روز بھی موقوف رہا تب یہ بیت پڑھی اور رونے لگی بیت وصل کی رات مفت کھوئی ہے ؛ اے سحر کس لئے تو ہوتی ہے ؛

پندرہویں داستان شاہ اور مینڈک کی کہ اپنی قوم پر ایذا پہنچانے سے پشیمان ہوا

جب سورج چھپا اور چاند نکلا خجستہ کپڑے بدل اور بہت سا گہنا پہن طوطے کے پاس رخصت لینے گئی اور کہنے لگی کہ اے طوطے میں سب سے تجھے بہت عاقل جانتی ہوں اور تیری مصلحت نہایت نیک سمجھتی ہوں۔ لیکن مجھے کچھ تجھ سے حاصل نہیں ہوتا کوئی تدبیر نہیں بتاتا کہ جس کے باعث اُس سے ملوں اور اپنے مقصد کو

پہنچوں اگرچہ اس کام میں دیر ہوتی ہے طوطا بولا اے خجستہ میں اسی تدبیر میں ہوں تو خاطر جمع رکھ کہ میں تجھے تیرے یار کے پاس پہنچائے دیتا ہوں اسے بی بی غافل اُسے کہتے ہیں جو اپنا آغاز و انجام نہ سمجھتا ہو اور جو اپنے نیک و بد پر نظر نہیں رکھتا ہے وہ آخر پشیمان ہوتا ہے جس طرح سے کہ شاہ پور نے اپنی قوم کا کہنا نہ مانا اور شرمندہ ہوا خجستہ نے پوچھا کہ شاہ پور کون تھا اُسکا قصہ کیونکر ہے بیان کر:۔

حکایت طوطا کہنے لگا کہ عرب کے ملک میں ایک گہرا کنواں تھا اور اُسمیں بہت سے مینڈک رہتے تھے شاہ پور نام ایک مینڈک اُنکا سردار تھا جب وہ مینڈکوں پر بہت ستم کرنے لگا تب وہ سب گھبرا گئے اور آپسمیں مشورت کر کے کہنے لگے کہ ہم اسکے ہاتھ سے عاجز آئے ہیں اس کو موقوف کر کے ایک اور مینڈک کو اپنی قوم سے سردار کیجیے یہ بات مقرر کر کے اُن مینڈکوں نے اُسکو تبدیل کیا اور دوسرے کو سردار کیا وہ وہاں سے ناچار ہو کر ایک سانپ کے بل کے پاس گیا اور آہستہ آہستہ پکارنے لگا سانپ نے بل سے سر نکالا اور مینڈک کو دیکھکر ہنسا اور کہنے لگا کہ اے احمق تو میرا کھاجا ہے کیوں اپنی جان دینے میرے پاس آیا ہے مینڈک نے کہا کہ میں اپنی قوم کا سردار ہوں اور فلانے کنوئیں میں رہتا ہوں تمہارے پاس اپنی قوم کی فریاد لایا ہوں کہ داد پاؤں اور بہبودی کو پہنچوں سانپ بہت خوش ہوا اور اُسکو دلاسا دیکر کہنے لگا کہ وہ کنواں مجھے دکھا دے کہ میں وہاں جاؤں اور تیرا بدلہ اُن سے لوں آخر سانپ اور مینڈک باہم اُس کنوئیں پر جا پہنچے اور اُسکے اندر اُتر گئے سانپ جب کتنے دنوں میں اُن مینڈکوں کو کھا چکا تب اُس سے کہنے لگا کہ آج میں نہایت بھوکا ہوں کچھ ایسی تدبیر کر کہ جس سے میرا پیٹ بھرے تب شاہ پور ڈرا اور نہایت پشیمان ہوا کہ میں نے یہ کیا کیا کہ اس سانپ سے مدد چاہی اور برادری کو برباد کیا خیر اب جو ہوا سو ہوا یہ کہکر سانپ سے کہا کہ اب آپ اپنے گھر کو سدھاریے سانپ نے کہا کہ میں تجھے تنہا چھوڑ کر نہ جاؤنگا تب شاہ پور نے کہا کہ ایک اور کنواں یہاں سے بہت نزدیک ہے اور اُس میں بہت سے مینڈک رہتے ہیں اگر کہو تو اُن کو بھی کسی مکر و فریب سے یہاں لے آؤں یہ بات سانپ نے بہت پسند کی اور اُسے رخصت کیا غرض وہ مینڈک اس بہانے سے اُس کنوئیں میں سے نکلا اور کسی تالاب میں جا کر چھپ رہا آخر سانپ کئی دن اُس کی راہ دیکھ کر کنوئیں میں سے نکلا اور اپنے گھر چلا گیا۔ طوطے نے یہ قصہ تمام کر کے کہا اے خجستہ اب دیر مت کر شتاب جا اور اُس سے مل جونہیں اُس نے چاہا کہ جاوے اتنے میں صبح ہوئی اور فجر کے جانور بولنے لگے۔ جانا اُس کا اُس روز بھی موقوف رہا تب اس شعر کو پڑھ کر آنکھوں میں آنسو بھر لائی۔ **شعر**

ہمدم ہم تو ہو گئے آخر دم میں مثل شمع سحر ۔ جونہیں اُسکے منہ سے نکلا صبح ہوئی اب رات نہیں

سولہویں داستان کہ سیاہ گوش نے مکر سے بندر کو ہلاک کروا دیا اور اپنی تیز فہمی سے شیر کا مکان لے لیا

جب آفتاب چھپا اور ماہتاب نکلا جحستہ کپڑے بدل گہنا پہن منہ بنا کے اور تیوری چڑھا کے رخصت لینے طوطے کے پاس گئی اور کہنے لگی کہ اے طوطے میں ہر ایک شب تیرے پاس رخصت لینے آتی ہوں اور حالت اپنی بیقراری کی دکھاتی ہوں کچھ کہانی سننے نہیں آتی ہوں جو تو ناحق میرا مغز پھراتا ہے اور جھوٹے موٹے قصے سناتا ہے مثل مشہور ہے کہ سخی سے شوم بھلا جو ترت دے جواب طوطا بولا کہ اے کدبانو میری بات سے کچھ تیرا نقصان نہ ہوگا۔ بلکہ ہر ایک سخن فائدہ بخشے گا۔ بہتر یہ ہے کہ آج جلدی جا اور اپنے معشوق سے ملاقات کر۔ اگر کوئی دشمن وہاں پہنچے اور تجھے شرمندہ کرے تو تو بھی سیاہ گوش کیطرح مکر سے ایک حیلہ کرنا اور اپنی بات بنانا جحستہ نے پوچھا کہ اُس سیاہ گوش کی کہانی کیونکر ہے بیان کر۔

حکایت طوطا کہنے لگا کہ کسی جنگل میں ایک شیر رہتا تھا اور ایک بندر اُسکا مصاحب تھا اتفاقاً شیر کسی اور مکان کو چلا اور بندر کو اپنی جگہ پر بٹھا کر کہنے لگا جب تک میں یہاں نہ آؤں تب تک تو اس مکان سے خبردار رہنا اور کسی کو آنے نہ دینا۔ بعد کئی دن کے ایک سیاہ گوش نے اُس مکان کو لے لیا اور وہیں رہنے لگا اس واسطے کہ وہ مکان نہایت اچھا تھا۔ تب بندر نے کہا کہ اے سیاہ گوش یہ مکان شیر کا ہے تیری کیا قدرت کہ تو بے حکم اُس کے یہاں رہے یہ بات اچھی نہیں تب سیاہ گوش نے جواب دیا کہ یہ مکان میرے باپ کا ہے میں نے اپنے باپ کی میراث میں پایا ہے تجھے خبر نہیں اور اگر یوں بھی ہے تو تجھے کیا آگ جانے لوہار جانے اور دھونکنے والے کی بلا جانے یہ بات سنکر بندر چپ رہا اور اپنے جی میں کہنے لگا کہ مجھے کیا جو کوئی جیسا کرے گا ویسا پاوے گا۔ پھر سیاہ گوش کی مادہ نے کہا کہ بہتر ہے کہ اس جگہ کو چھوڑ دیں کیونکہ شیر کی برابری وہ کرے جو اپنی جان دیوے تب سیاہ گوش نے کہا کہ اے مادہ جس وقت وہ یہاں آئے گا میں ایک حیلہ کر کے اُس کو اس جگہ سے ٹال دوں گا تو خاطر جمع رکھ کچھ پروا نہیں القصہ بعد کئی دن کے شیر کے آنے کی خبر معلوم ہوئی بندر پیشوائی کے لئے گیا۔ اور سیاہ گوش کے احوال سے آگاہ کیا اور کہا میں نے اُس کو منع کیا تھا۔ کہ اس مکان میں مت رہ کیونکہ یہ شیر کے رہنے کا مکان ہے اگر تو یہاں رہیگا تو تیرے حق میں یہاں کا رہنا بہت بُرا ہے۔ تب اُس نے یہ جواب دیا کہ یہ مکان میں نے اپنے باپ کے ورثے میں پایا ہے۔ کچھ شیر کے دادے کا نہیں ہے جو چھوڑ دوں۔ اور آپ جگہ کی خاطر جان پھیر دوں۔ یہ سُن کے اُس نے کہا کہ اے موذی اس کلام سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ سیاہ گوش

نہیں بلکہ مجھ سے بھی زیادہ قوت رکھتا ہے جو ایسی بیدھڑک بات کہتا ہے نہیں تو سیاہ گوش کی قدرت کیا جو ¶
میری جگہ چھینے تب اُس نے کہا کہ نہ صاحب مجھے اپنے خدا کی قسم وہ اجل گرفتہ سیاہ گوش ہے کوئی جانور ¶
تم سے طاقتور نہیں اگر اُس پر آپ کی ایک ذرا بھی آنکھ پڑیگی تو اُسکی جان ہی نکل جائے گی آپ ¶
چل کر اُسے دیکھیے میں اتنا بیوقوف نہیں ہوں جو آپ سے کچھ کا کچھ کہوں تب اُس شیر نے کہا کہ لے ¶
بندر خدا برحق ہے یہ کیا کہتا ہے اکثر جانور ایسے ہیں کہ وہ دیکھنے میں چھوٹے اور شجاعت اور قوت میں ¶
مجھ سے بڑے ہیں۔ شاید اُنہیں میں سے وہ بھی ہو۔ یہ کہہ کر ڈرتے ڈرتے اپنی جگہ کی طرف چلا ¶
اور سیاہ گوش بھی اپنی مادہ سے اُس کے پہونچنے سے پہلے ہی کہہ چکا تھا کہ جس وقت اس جگہ شیر ¶
پہنچے تو اپنے بچوں کو رُلا دینا اور اگر میں پوچھوں کہ کیوں روتے ہیں تو تو کہنا کہ آج یہ تازہ گوشت ¶
شیر کا مانگتے ہیں۔ باسی نہیں کھاتے القصہ جب شیر اُس مکان کے قریب پہنچا تو بچوں نے ¶
رونا شروع کیا سیاہ گوش نے پوچھا کہ یہ کیوں شور مچاتے ہیں۔ مادہ نے کہا کہ یہ بھوکے ہیں سیاہ گوش ¶
بولا کہ میں نے کل ہی اتنا گوشت شیر کا لا دیا تھا کیا اُس میں سے کچھ باقی نہیں، تب اُس کی مادہ نے ¶
کہا جتنا بچا تھا سو وہ رکھا ہے پر یہ تازہ مانگتے ہیں۔ تب اُس نے بچوں سے کہا کہ تم قدرے ¶
دم لو اور خاطر جمع رکھو میں نے سُنا ہے۔ کہ آج اس جنگل میں بہت بڑا شیر آیا ہے۔ اگر یہ سچ ¶
ہے تو انشاء اللہ تعالیٰ ابھی میں اُسے مار لاتا ہوں اور تمہیں مزے سے پیٹ بھر بھر کر کھلاتا ¶
ہوں شیر اس بات کے سنتے ہی بے اختیار جی چھوڑ کر بھاگا کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ سچ مچ مجھے پکڑ لے اور ¶
اپنے بچوں کے تئیں کھلائے اتنا نہ سمجھا کہ سیاہ گوش ہے اور بندر سے کہا کیوں میں نہ کہتا تھا کہ وہ سیاہ گوش ¶
نہیں بلکہ کوئی جانور اور ہے جس نے میرا گھر چھین لیا ہے بندر نے کہا اے شیر وہ تجھے فریب دیتا ہے مت ¶
ڈر کہ نہایت کمزور اور چھوٹا جانور ہے شیر یہ سُنکر اپنے گھر کے پاس آیا اور سیاہ گوش کی مادہ نے پھر اپنے ¶
بچوں کو رُلایا تب اُسکے نر نے پوچھا کہ اب کیوں بچے غل مچاتے ہیں اُنکو چپ کراؤ البتہ آج شیر کا گوشت ¶
میرے ہاتھ لگیگا کیونکہ ایک بندر میرے دوستوں میں ہے وہ مجھ سے اقرار کر گیا ہے اور قسم کھائی ہے۔ کہ ¶
میں آج کسی نہ کسی طرح سے شیر کو تیرے پاس لے آتا ہوں یقین ہے کہ وہ اُسکو کسی فریب سے لاویگا۔ ایکدم توقف ¶
کر اُنکو سمجھا دے کہ پکار کر مت بولو کہ وہ آواز سُنکر ادھر نہ آویگا شیر نے جونہی یہ بات سُنی وہیں اُس بندر کو چیر ¶
ڈالا اور بھاگ گیا پھر اُدھر منہ نہ کیا طوطے نے یہ کہانی تمام کر کے کہا کہ اے خجستہ آج ساعت نیک اور ¶
اچھی ہے اور وقت نیک۔ تو جلدی جا اور اپنے معشوق سے مل خجستہ یہ سنتے ہی اُٹھی اور چاہا کہ جاوے اتنے ¶
میں صبح ہوئی اور مرغ نے بانگ دی جانا اُسکا اُس روز بھی موقوف رہا تب یہ بیت پڑھی اور آبدیدہ ہوئی

بیت: اپنے جلنے کا واں دن کو نہ ہے رات کو ڈھب ۔۔۔ دیکھئے کیسی بنے آن پڑی بات ہے بے ڈھب

تیرہویں داستان زیرک ریشمی باف کی کہ اسکی قسمت نے موافقت نہ کی چار ہو کر گھر میں بیٹھ رہا

جب آفتاب چھپا اور مہتاب نکلا خجستہ بعد پہر رات کے خاصی پوشاک پہن اور اچھے جواہر سے بن ٹھن طوطے کے پاس رخصت لینے گئی اور کہنے لگی اے طوطے ایک مدت سے میں تیری نصیحتیں مانتی ہوں اور باتیں سنتی ہوں لیکن مجھے کچھ دوستی سے حصول نہ ہوا طوطا بولا اے کدبانو تو مجھ پر کیوں غضب ہوتی ہے میں تو ہر شب ترغیب دیتا ہوں پر کچھ میری خطا نہیں تیری قسمت بری ہے جو تجھ سے برائی کرنی ہے جس طرح سے زیرک کے طالع نے نذیر سے موافقت نہ کی خجستہ نے پوچھا اسکی نقل کیونکر ہے بیان کر۔

حکایت طوطا کہنے لگا کہ کسی شہر میں زیرک نامی ایک شخص ریشمی کپڑے بنا کرتا تھا اور ایکدم اس کام سے ہاتھ نہ اٹھاتا تھا لیکن اس سے کچھ فائدہ نہ ہوتا تھا اور موٹا کپڑا بننے والا اسکا ایک دوست تھا ایکدن وہ اسکے گھر گیا اور اسے دیکھا گھر اسکا زر اور زیور اور مال و اسباب سے دولتمندوں کی طرح بھر رہا ہے حیران ہوا اور اپنے جی میں کہنے لگا کہ میں کپڑا لایق دولتمندوں کے اور قابل بادشاہوں کے بنتا ہوں کیا سبب ہے کہ مجھے روٹی بھی میسر نہیں اور اس گندہ باف نے اتنی دولت کہاں سے پیدا کی اس فکر میں اپنے گھر آیا اور اپنی جورو سے کہنے لگا۔ کہ میں اب اس شہر نا پرسان میں نہ رہونگا کیونکہ یہاں کے لوگ میری قدر نہیں جانتے اور میری کاریگری کو کوئی نہیں سمجھتا۔ لازم ہے کہ کسی اور شہر میں جاؤں کہ وہاں میرا کسب چمکے بیت میں اب شہر بیگانہ میں جاؤنگا، زر نقد اُن سے کما لاؤں گا۔ یہ سنکر اسکی عورت مسکرائی اور یہ بیت پڑھنے لگی بیت یہی بخت گر یاں سے لیجاؤ گے۔ تو کیا خاک واں سے کما لاؤ گے پھر سمجھانے لگی کہ اپنے شہر کو چھوڑنا مناسب نہیں ہے کہیں مت جا جو تیری قسمت میں ہے سو یہیں ملیگا اور اس سے زیادہ کہیں نہ ملیگا القصہ اس نے کہنا نہ مانا کسی طرف چلا گیا اور ایک شہر میں جا پہنچا مدت تک وہاں اپنا کسب کرتا رہا جب بہت سا روپیہ پیدا کیا تب گھر کی راہ لی ایک رات کہیں جا کے اترا اور آدھی رات تک جاگا آخر مارے نیند کے سو گیا کہ ایک چور آیا اور تھیلی روپوں کی لیگیا نذیر بھی چونکا اور اس کے پیچھے دوڑا جب اسکو نہ پکڑ سکا تب لاچار پھر اسی شہر میں گیا جب بہت سا روپیہ پھر جمع کیا تب گھر کو روانہ ہوا پھر رات آ گئی کسی جگہ اترا اور مال کی ہر چند احتیاط کی لیکن اسکو بھی چور لیگیا تب اس غریب نے اپنے جی میں کہا کہ زر میری قسمت میں نہیں ہے اس سبب سے چور لے جاتا ہے آخر خالی ہاتھ اپنے گھر گیا اور احوال اپنا جورو سے کہا اس نے جواب دیا کہ میں نے تجھے پہلے ہی کہا تھا کہ نصیب کے سوا کسی جا کچھ نہ پاویگا۔ کہنا میرا تو نے نہ سنا اور سفر کیا بھلا کیا فائدہ پایا۔ نذیر شرمندہ ہوا طوطے نے یہ قصہ تمام

کر کے خجستہ سے کہا اب دیر مت کر جا اپنے معشوق کو گلے لگا خجستہ نے یہ سنتے ہی چاہا کہ جاوے اور اُسے اپنے سینہ سے لگاوے اتنے میں فجر ہوئی اور مُرغ نے بانگ دی جانا اُس کا اُس روز بھی موقوف رہا تب یہ بیت پڑھ کر رونے لگی بیت شب امید ہو گئی آخر، روز فرقت نے پھر دکھایا منہ،

اٹھارہویں داستان چار یار کی کہ ایک اپنی نادانی سے پشیمان ہو کے گھر بیٹھا

جب سورج چھپا اور چاند نکلا خجستہ با سینۂ پرسوز چشم گریاں آہیں بھرتی ہوئی طوطے کے پاس گئی اور کہنے لگی اے سبز پوش طوطے میں عشق کے غم سے موئی جاتی ہوں اور تو ہر ایک شب میری نصیحت اور گفتگو میں کھو دیتا ہے فرما نصیحت کی باتیں نہ مجھ کو سُنا، میں عاشق ہوں مجھ کو نصیحت سے کیا، طوطا کہنے لگا اے خجستہ یہ کیا کہتی ہے دوستوں کی بات ماننا چاہیئے کیونکہ جو کہنا دوستوں کا نہیں مانتا وہ خراب ہوتا ہے اور پشیمانی کھینچتا ہے جس طرح سے ایک شخص نے دوست کا کہنا نہ مانا اور پشیمان ہوا خجستہ نے کہا میرے اچھے طوطے میں تیرے صدقے وہ کونسی نقل ہے بیان کر۔

حکایت طوطا بولا کہ کسی شہر میں چار یار مالدار تھے اتفاقاً وہ چاروں مفلس ہو کر ایک حکیم کے پاس گئے اور ہر ایک نے اپنا اپنا احوال اُسکے آگے ظاہر کیا تب حکیم کو اُنکے اوپر رحم آیا اور ایک ایک مہرہ حکیم نے ان چاروں کو دیکر کہا کہ یہ مہرا ہر ایک اپنے اپنے سر پر رکھ لو اور چلے جاؤ جسکے سر کا مہرا جس جگہ گرے وہ اُس جگہ کو کھودے جو اُسمیں نکلے وہ اُسکا حق ہے آخر وہ چاروں ہر ایک مہرا اپنے سر پر رکھکر ایک طرف کو چلے جب کئی کوس گئے ایک کے سر کا مہرا گرا اُسنے جو اس جگہ کو کھودا تو تانبا نکلا اُس نے اُن تینوں سے کہا کہ میں اس تانبے کو سونے سے بہتر سمجھتا ہوں اگر تمہارا جی چاہے تو میرے ساتھ یہاں رہو اُنہوں نے کہنا اُس کا نہ مانا اور آگے بڑھے تھوڑی دور گئے تھے کہ پھر دوسرے کے سر کا مہرا گرا اُسنے جو زمین کھودی تو روپیہ نکلا تب اُسنے ان دونوں سے کہا کہ تم ہمارے پاس رہو یہ روپیہ بہت ہے زندگی گزر جائیگی اسکو اپنا ہی سمجھو انہوں نے اُسکا کہنا نہ مانا اور آگے بڑھے کہ تیسرے کے سر کا مہرا گرا اور اُس نے بھی وہ زمین کھودی تو سونا نکلا تب خوش ہو کر چوتھے سے کہنے لگا کہ اس سے اب کوئی چیز بہتر نہیں جانتے میں اب ہم تم یہیں رہیں اُسنے کہا میں اگر جاؤنگا تو جواہر کی کھان پاؤنگا یہاں کیوں رہوں یہ کہکر آگے چلا قریب ایک کوس کے پہنچا تب اُس کا بھی مہرا گرا اسی طرح جو اُس نے بھی جگہ کھودی تو لوہا نکلا یہ حالت دیکھکر نہایت شرمندہ ہوا اور اپنے جی میں کہنے لگا کہ میں نے کیوں سونے کو چھوڑا اور اپنے یار کا کہنا نہ مانا سچ ہے فرد سخن دوست کا جو نہیں مانتے، وہ خاک پشیمان میں چھانتے، اُس لوہے کو چھوڑ کر اُس شخص کے پاس گیا جسنے سونے کی کان نکالی تھی وہاں اُسکو نہ پایا نہ وہ سونا ہاتھ آیا تب تیسرے روپے والے کے پاس گیا اُسے بھی نہ پایا وہاں سے تانبے والے کے پاس گیا اُسے بھی نہ پایا

تب اپنی قسمت کو رویا اور کہنے لگا کہ زیادہ قسمت سے کوئی نہیں پاتا وہ پھر حکیم کے گھر گیا اُسے بھی وہاں نہ پایا
تب وہ بیچارہ نہایت پشیمان ہو کر یہ شعر پڑھنے لگا شعر ؎ کس سے کہیئے کہ کیا کیا ہے ہمنے ۔ جو کیا سو بُرا کیا ہم نے
جب یہ کہانی طوطے نے تمام کی تب خجستہ سے کہا جو دوستوں کی بات نہیں مانتا وہ ایسا ہی پچھتاتا ہے دیکھ جلد خبر
اب جا اور اپنے معشوق کو گلے لگا اور مزا جوانی کا اُٹھا یہ سخن سنتے ہی خجستہ نے چاہا کہ چلوں ہیں صبح ہوگئی اور
مُرغ نے بانگ دی تب یہ فرد اپنے حسب حال پڑھی اور رو دی فرد ؎ اے شب دمِ ملدام ابھی تو روز فرقت مجھے ستاتا ہے

اُنیسویں داستان کہ ایک گیدڑ رات کو رنگریز کے گھر نیل کی مٹھ میں گر کر سیاہ ہو گیا تھا

جب دن گزرا اور رات آئی تب خجستہ رخصت لینے طوطے کے پاس گئی۔ اور اُسے متفکر دیکھ کر کہنے لگی کہ اے عقلمند طوطے تو کس واسطے غم کھاتا ہے اور کیوں چپکا بیٹھا ہے طوطے نے کہا اے خجستہ تو بڑے گھر کی بیٹی کہلاتی ہے اور نہیں معلوم کہ معشوق تیرا تجھ سا ہے یا اور کسی قوم سے ہے اگر تجھ سا ہے تو اُس سے ملنا مضائقہ نہیں اور نہیں تو اُس سے پرہیز کرنا بہتر ہے۔ دوہرا۔ اُتم سے اُتم ملے نیچ سے نیچ ۔ پانی سے پانی ملے کیچ سے کیچ ۔ فرد ؎ کبوتر با کبوتر باز با باز ۔ کند ہمجنس با ہمجنس پرواز ۔ خجستہ نے کہا اے محرم راز یہ تو سچ ہے پر میں احوال اُسکا کیونکر بیان کروں۔ طوطا بولا کہ عیب و ہنر آدمی کا زبان سے معلوم ہوتا ہے تو نے غالباً گیدڑ کا قصہ نہیں سُنا خجستہ نے کہا کہ اے شیریں سخن وہ کیونکر ہے کہہ میری جان غم کیلئے حکایت طوطے نے کہا کہ ایک گیدڑ تھا وہ ہمیشہ شہر میں جاتا اور ہر ایک آدمی کے باسنوں میں منہ ڈالتا چنانچہ حسب عادت ایک رات کسی نیل گر کے گھر گیا اور اُس کے نیل کے ماٹھ میں منہ ڈالتے ہی اُس میں گر پڑا اور تمام بدن اُسکا نیلا ہو گیا غرض بہزار خرابی اُس میں سے نکلا اور جنگل کا راستہ پکڑا اور وہاں کے حیوانوں نے اُس رنگ کو کچھ بہتر جان کر سب نے اُس کو بادشاہ کیا اور اُس کے حکم میں بخوبی در آئے اور وہ سردار گیدڑ اس واسطے کہ کوئی آواز اُس کی سُنکر نہ پہچانے چھوٹے چھوٹے جانوروں کو دربار کے وقت اپنے پاس کھڑا کرتا چنانچہ دربار کے وقت اُس قوم کو صف اول میں جگہ دیتا اور بکریوں کو دوسری میں ہرنوں اور بندروں کو تیسری میں بھیڑیوں کو چوتھی میں شیروں کو پانچویں میں ہاتھیوں کو چھٹی میں اور کہتا کہ تم سب اپنے اپنے قرینے سے حاضر رہو اور شام کو جس وقت گیدڑ بولتے وہ آپ بھی اُن کے ساتھ بولتا اسی سبب سے اُس کو کوئی نہ پہچانتا بعد کتنے دنوں کے وہ سردار اِن سب گیدڑوں پر خفا ہوا اور رات کو اپنے پاس سے سرکا دیا اور اُن کی جگہ پر اور جانور درندے بلائے۔ جو اُس کے پاس کھڑے تھے۔ وہ اُس کی آواز پہچان گئے کہ یہ گیدڑ ہے اور آپ شرمندہ ہوئے اور اسی گھڑی اُسے نکال دیا یہ کہہ کر طوطے نے خجستہ سے کہا کہ اے کد بانو ہر ایک شخص کا عیب و ہنر گفتگو سے معلوم ہوتا

اشعار: کہاں نطق فصیح اور طبع ناہنجار ہو پیدا، فغانِ زاغ سے طوطی کی کیا گفتار ہو پیدا، اگر بلبلِ عراقی کی مادہ خرسوار ہو آوے، عراقی کی پر اُسمیں کا ہیکو رفتار ہو پیدا، اب اپنے معشوق کے پاس جا اور اُس سے باتچیت کرتا عجب ہنر اُس کا تجھے معلوم ہو یہ سنتے ہی خجستہ نے چاہا کہ جاوے اتنے میں صبح ہوئی اور مرغ نے بانگ دی جانا اُس کا اُس روز بھی موقوف رہا تب یہ بیت پڑھنے لگی اور رونے لگی بیت آ سحر لئے کیا کہا تو نے وصل کی شب کو کھو دیا تو نے

بیسویں داستان ایک اعرابی نے بشیر نامی ایک شخص سے دوستی خرچ کر کے مار پیٹ کھائی۔ اور زندگانی کا حظ بھی اُٹھایا

جب سورج چھپا اور چاند نکلا تب خجستہ رخصت لینے کیواسطے طوطے کے پاس گئی اور کہنے لگی اے طوطے میں تیرے پاس ہر ایک شب رخصت لینے آتی ہوں یا نصیحت سننے جو تو جھوٹ موٹ اِدہر اُدہر کی باتیں بناتا ہے اور اپنی دانائی دکھاتا ہے کیا خوب اُسکو کیا کروں فرح اشک اُمڈا ہوا پھر منبط سے کم رکھتا ہے نامہ اُٹھوں مری یا لبی سے کہ دم رکتا ہے۔ طوطا کہنے لگا اے خجستہ خاطر جمع رکھ اب جلد اپنے یار سے ملیگی جیسے کہ ایک اعرابی نے پہلے مصیبت اُٹھائی پھر پیچھے راحت پائی بیت اُٹھاتا نہیں جب تلک کوئی رنج تو ملتا نہیں تب تلک اُسکو گنج۔ یہ سخن سنتے ہی خجستہ نے کہا کہ اے طوطے تیرے منہ میں شکر میں واری وہ کیونکر مجھ سے ملیگا سچ کہ مثل مشہور ہے آسا جئیے نراسا مرے حکایت طوطا کہنے لگا کہ کسی شہر میں بشیر نامی ایک جوان خوبصورت رہتا تھا۔ چندو نام ایک عورت صاحب جمال سے اُس نے دوستی کی بعد ایک مدت احوال اُن دونوں کی دوستی کا ظاہر ہوا جب اُس کے خصم نے اپنی جورو کو اُس کے میکے میں لے جا کر رکھا تب بشیر اُس کی جدائی میں دن رات روتا تھا اور اُسی طرح سے آہ و زاری میں اوقات بسر کرتا تھا کسی ایک اعرابی سے کہ وہ قدیم اُس کے دوستوں میں تھا۔ جا کر کہا کہ اے دوست جانی میں چندو کے گھر جاتا ہوں اگر تو بھی میرے ساتھ چلے تو بہتر ہے کہ لوگ کہتے ہیں ایک اور ایک گیارہ اعرابی نے اُس کا کہنا قبول کیا، اور اُس کے ساتھ ہو لیا بعد دو چار دن کے اُس شہر کے نزدیک پہنچکر بشیر ایک درخت کے نیچے بیٹھا اور اُس اعرابی کو اپنی خبر پہنچانے کے لئے چندو کے گھر بھیجا۔ آخر وہ شخص اُس کے گھر جا کر چندو معشوق بشیر سے کہنے لگا کہ اے چندو بشیر نے تجھے سلام کہا ہے۔ یہ سنتے ہی چندو بے اختیار خوش ہو کر کہنے لگی اے شخص تو ابھی جا اور میری طرف سے بھی اُسے سلام پہنچا اور یہ پیغام دے کہ رات کو تیرے پاس اُس درخت کے نیچے آؤنگی اور جو کچھ کہنا ہے سو ملاقات پر موقوف ہے جب ملونگی تب کہونگی۔ آخر وہ اعرابی اُسکا پیغام لیکر بشیر کے پاس گیا اور جو جو اُس نے کہا تھا

سو سو بجو بی اُسے سُنادیا جب رات ہوئی تب چندو ایک نہایت آراستگی سے آئی اور اُسکو گلے لگاکر
رونے لگی اور وہ بھی اُسے چھاتی سے لگا کر بے اختیار رو اُٹھا حسن کہوں کیا ہیں اُسوقت کا ماجرا
کہ جس طرح روتے تھے وہ غل مچا وہ رو رو کے دونوں بہم یوں ملے کہ جس طرح ساون سے بھادوں ملے
بعد رونے کے لشبیر نے کہا اے چندو آج کی رات تو یہاں رہیگی چندو کہنے لگی کہ ایک صورت سے اگر یہ
اعرابی ایک کام کرے تو البتہ رہوں اعرابی نے پوچھا کہ وہ کیا کام ہے چندو نے کہا کہ تو میرے کپڑے
پہنکر میرے گھر جا اور گھونگھٹ سے منہ چھپا کر انگنائی میں بیٹھ رہ میرا خاوند آویگا اور دودھ کا پیالہ دیگا
اور تجھے دیکھ پینے کو کہے تو تو اُسے نہ لینا نہ اپنا گھونگھٹ کھولنا آخرکار وہ پیالہ دودھ سے بھرا ہوا
تیرے پاس رکھ دیگا اور باہر چلا جاویگا۔ پھر تو اُسے اُسوقت مزے سے پینا اور اپنا پیٹ بھرنا اعرابی
نے یہ سخن قبول کیا اور اُس کے گھر جا کر اسی طرح سے گھونگھٹ سے منہ چھپا کر چپکا ہو کر بیٹھ رہا اتنے میں
اُس کا خاوند ایک پیالہ دودھ کا لئے ہوئے آیا اور اس سے کہنے لگا جانی یہ پیالہ میں تمہارے
واسطے لایا ہوں گھونگھٹ کھولو۔ اور دودھ پیو۔ غرض اُسنے گھونگھٹ نہ کھولا نہ وہ پیالہ لیا وہ
غصہ ہو کر کوڑے بازی کرنے لگا اور کہنے لگا۔ کہ میں جسقدر منت کرتا ہوں اور تعشق جتاتا ہوں
تو نہ تو منہ کھولتی ہے نہ بولتی ہے حاصل کلام یہانتک کوڑے مارے کہ پیٹھ اُسکی نیلی ہو کر اُدھڑ
گئی اور آپ چلا گیا۔ جب وہ باہر نکلا تب اعرابی کبھی اپنے حال پر روتا تھا اور کبھی ہنستا تھا اتنے میں چندو
کی ماں نے آکر سمجھایا کہ بی بی میں تجھے ہمیشہ نصیحت کرتی ہوں کہ ہر گھڑی کا نکھٹورا اچھا نہیں جانی
تو اُسکی اطاعت کیوں نہیں کرتی اگر لشبیر کا غم کرتی ہے تو پھر خاوند کا منہ نہ دیکھیگی یہ کہکر اُسکی بہن کے
پاس گئی اور کہنے لگی۔ ماں واری تو جاکر اُسکو سمجھا کہ کیوں اپنے خاوند سے سلوک نہیں کرتی یہ بات سنتے
ہی چندو کی بہن کہ سچ مچ کی چندرماں سے خوبصورت تھی آئی اور اعرابی کو گلے لگا کر کہنے لگی بوا تو اپنے
خاوند سے منہ موڑھ اعرابی نے اُسکا مکھڑا دیکھا تو اپنا دکھ کھویا اور چادر منہ سے اُٹھا کر کہنے لگا
کہ تیری بہن لشبیر کے پاس گئی ہے اور مجھے یہاں بھیجا ہے دیکھ تو میں نے اُسکے واسطے کیا آفت سہی
اب تجھے لازم ہے کہ تو میرے پاس سوئے کہ یہ راز فاش نہ کرسکے نہیں تو میں اور تیری بہن دونوں رسوا ہونگے
یہ بات سُنکر وہ ہنسی اور اُسکے ساتھ سو رہی قریب صبح کے وہ اعرابی چندو کے پاس گیا اور چندو نے
اُس سے پوچھا شب کیونکر گزری اُس نے سب احوال اُسکے شوہر اور بہن کا کہا اور اپنی پیٹھ دکھا کر
رو دیا چندو نہایت شرمندہ ہوئی پھر یہ بات سمجھی کہ رات میری بہن کیساتھ اُس نے رنگ رلیاں
مچائیں اور گلچھرّیاں اپنی دل کی کھولی ہیں طوطے نے یہ کہانی تمام کر کے کہا اے خجستہ اب سدھارو

اور اپنے معشوق سے لطف اُٹھاؤ خجستہ نے یہ سنتے ہی چاہا کہ اپنے معشوق کے پاس اپنے آپ کو پہنچاوے اتنے میں فجر ہوگئی اور مرغ نے بانگ دی جانا اُسکا اُس رات بھی موقوف رہا تب یہ فرد پڑھ کر زار زار رونے لگی فرد مجھے جس سحر نے جدا یار سے۔ کیا تھا وہی پھر وہ آئی سحر +

اکیسویں داستان کہ ایک سوداگر اپنے گھر میں کھانا کھاتا تھا اور ایک سوار آکر شریک ہوا اور گھوڑا اُس کا مرا تو قاضی کے پاس جا کے خود مقدمہ ہارا

جب سورج چھپا اور چاند نکلا خجستہ اچھے کپڑے پہنکر رخصت لینے طوطے کے پاس گئی اور کہنے لگی آج فرقت کے باعث کچھ دل کو نہایت بیقراری معلوم ہوتی ہے فرد پہنچاوے یہ پیام مرا کوئی یار تک + بے اختیاری تھا جسکی اختیار تک + اگرچہ میں اپنے محبوب کے پاس جاسکتی ہوں مگر بغیر رخصت تیرے مصلحت نہیں دیکھتی کیونکہ میں تیری عقل پر اعتماد تمام رکھتی ہوں اگر آجکی شب رخصت دے تو تمام عمر تیری احسانمند رہونگی اور دعائیں دیا کرونگی۔ طوطے نے کہا کہ اے کدبانو جو عقلمند ہوتے ہیں سو بے مصلحت کام نہیں کرتے تو خود دانشمند ہے کہ بے مشورت کے کبھی کچھ کام نہیں کرتی یہ سچ ہے کہ اگر کوئی خدا نخواستہ تجھ سے دشمنی کریگا تو ہرگز اپنے شعور کے سبب اور تدبیر کی راہ سے کسی بلا میں نہ پڑیگی جس طرح ایک سوداگر نے اپنے علم اور دانائی کی راہ سے ایسا حیلہ کیا کہ پشیمان نہ ہوا فرد دانا کو کسی طرح سے ذلت نہیں حاصل + اور حرمت نہیں رکھتا ہے کسی طرح سے جاہل + خجستہ نے پوچھا اُسکی حکایت کیونکر ہے +

حکایت طوطا کہنے لگا کہ اگلے زمانے میں ایک سوداگر نہایت عقلمند ایک گھوڑا بدخور رکھتا تھا ایکدن وہ اپنی ڈیوڑھی میں بیٹھا ہوا کھانا کھاتا تھا اسی عرصہ میں ایک شخص گھوڑے پر سوار وہاں آیا اُتر کر اُس کو سوداگر کے گھوڑے کے پاس باندھنے لگا اور مستعد کھانا کھانے کو ہوا۔ سوداگر نے اُس سے کہا کہ میرے گھوڑے کے پاس نہ باندھو خطا پاؤگے اور میرے ساتھ کھانا نہ کھاؤ شرمندگی اُٹھاؤ گے اُس نے یہ بات نہ سُنی گھوڑے کو وہیں باندھا اور آپ سوداگر کے پاس بیٹھ کر کھانا کھانے لگا۔ اُس نے کہا تو کون ہے کہ بے میرے کہے میرے ساتھ کھانا کھاتا ہے اُس نے اپنے تئیں بہرا بنایا اور کچھ جواب نہ دیا جب سوداگر نے جانا کہ یہ بہرا ہے یا گونگا یہ سمجھ کر چپکا ہو رہا اتنے میں سوداگر کے گھوڑے نے ایسی لات دی کہ اُس کے گھوڑے کا پیٹ پھٹ گیا اور وہ مر گیا تب اُس سوداگر سے تقاضہ شروع کیا اور کہا کہ قیمت اسکی میں تجھ سے لاکلام لونگا تیرے گھوڑے نے میرے گھوڑے کو مار ڈالا ہے پھر اُس شخص نے قاضی کے پاس جا کر فریاد کی قاضی نے اُس سوداگر کو بلوایا اُس نے دربار میں حاضر ہو کر اپنے تئیں گونگا بنایا جو بات قاضی نے اُس سے پوچھی کچھ جواب نہ دیا۔ قاضی نے

کہا یہ گونگا ہے اسکی کچھ خطا نہیں مدعی نے عرض کی کہ حضرت سلامت آپنے کیونکر معلوم کیا یہ گونگا ہے اُس نے پہلے ہی مجھ سے کہا تھا کہ یہ گھوڑا شوخ ہے اسکے پاس اپنے گھوڑے کو نہ باندھ اب اُس نے اپنے تئیں گونگا کیا ہے قاضی نے کہا ارے تو بڑا احمق ہے آپ ہی اسکے سچ کی گواہی دیتا ہے اور آپ ہی گھوڑے کا دعویٰ رکھتا ہے اسمیں اسکی کیا تقصیر ہے چل دور ہو سامنے سے غرض قاضی نے اُسکو نکلوا دیا اور سوداگر کو رخصت کیا یہ کہکر طوطے نے خجستہ سے کہا اچھا اب دیر نکرو جاؤ اور اپنے معشوق کو گلے لگاؤ کد بانو نے یہ سُنتے ہی چاہا کہ جاوے اور اُس محبوب کو گلے لگاوے اتنے میں صبح ہوگئی اور مرغ نے بانگ دی چاہا کہ اُسروز بھی توقف ہا البتہ یہ فرد پڑھی اور رونے لگی فرد اے سحر ہاتھ سے ترے اب میں کہ شب امید اپنی کھو بیٹھی

بائیسویں داستان کہ ایک عورت نے شیر سے حیلہ کرکے اپنی جان بچائی

جب سورج چھپا اور چاند نکلا خجستہ رخصت لینے طوطے کے پاس گئی اور کہنے لگی اے محرم راز میرے اوپر رحم کر اور آج کی رات تو رخصت دے اور جو مجھ سے کہنا ہے جلد کہدے طوطے نے کہا اے کد بانو میں نے تجھے بارہا آزمایا عاقل ہی پایا ہے نصیحت میری کچھ درکار نہیں خدا نخواستہ اگر تجھپر کوئی حادثہ پڑے تو تو بھی ایسا ہی حیلہ کرنا جیسا کہ ایک عورت نے شیر کیساتھ جنگل میں کیا تھا کہ جسکے سبب سے نئی آفت سے بچی خجستہ نے پوچھا وہ حکایت کونسی ہے کہ حکایت طوطا کہنے لگا کہ کسی شہر میں ایک شخص تھا اُسکی جورو نہایت بدخو اور زبان دراز تھی ایکدن اُسکے شوہر نے کسی تقصیر پر کئی کوڑے اُسکو مارے وہ عورت اپنی دونوں لڑکونکو لیکر جنگل میں چلی گئی اتفاقاً اُسکو شیر نظر آیا اُسکو دیکھکر ڈری اور ہراساں ہوکر کہنے لگی کہ میں نے بُرا کیا جو شوہر کی

تصویر عورت بدزبان کی مع اُس کے دونوں لڑکوں کے شوہر سے ناراض ہوکر جنگل میں جانا اور شیر کا نظر آنا

بے مرضی باہر آئی اگر اب کچھ آفت اس شیر کے ہاتھ سے مجھ پر پڑی تو پھر گھر سے نہ نکلونگی اور اُسکی فرمانبرداری میں رہا کرونگی۔ آخر اُس عورت نے بہانہ کر کے شیر سے کہا اے شیر میرے پاس آ اور ایکبات میری سُن شیر نے متعجب ہوکر کہا اے عورت کہہ وہ بولی کہ اس جنگل میں ایک ایسا بڑا شیر ہے کہ جس سے آدم حیوان سب ڈرتے ہیں اور بادشاہ بھی اُسکے کھانے کیواسطے دو چار آدمی روز بھیجا کرتا ہے جس واسطے کہ آج میرے دونوں لڑکوں کی باری ہے اگر تیرا جی چاہے تو ان لڑکوں کو مجھ سے لے اور کھا کر اس جنگل سے بھاگ جا تاکہ میں بھی اکیلی ہوکر اپنی راہ پکڑوں یہ بات سُنکر شیر نے کہا اچھا جب تو نے تمام احوال اپنا مجھ سے کہا تو مجھے لازم نہیں کہ تجھے یا تیرے لڑکوں کو کھاؤں کسواسطے کہ مجھے بھی بھاگنے کی فرصت نہیں یہ کہکر شیر نے ایک طرف کی راہ لی اور یہ بچوں سمیت گھر آئی پھر تمام عمر اپنے خاوند کی فرمانبرداری میں رہنے لگی یہ کہکر خجستہ سے کہا کہ اب دیر مت کر اپنے معشوق کے پاس جا دوہرا جا کر اپنے یار کے سینے سے لگ کر سوا رتی وصل کے ہر کو دونوں کرے دہوہ یہ سنتے ہی خجستہ نے چاہا کہ اُسکے پاس جائے اور زندگانی کا مزا اٹھائے تیں صبح ہوئی اور مرغ نے بانگ دی جانا اُسکا اُس روز بھی موقوف ہوا تب یہ دوہرا پڑھا اور رونے لگی دوہرا

پیتم یہ مت جانیو کہ تم چھوٹے موہے چین ۔ جیسے بن کی لاکڑی سُلگت ہوں دن رین

تیئسویں داستان کہ خالص اور مخلص نے شاہزادے سے دوستی کی

جب سورج چھپا اور چاند نکلا خجستہ رخصت لینے طوطے کے پاس گئی اور کہنے لگی اے طوطے وہ کونسا وقت ہوگا کہ اس کے پاس پہنچونگی اور چاہتی ہوں کہ جاؤں پر جا نہیں سکتی شعر اُلٹی ہوگئیں سب تدبیریں کچھ نہ دوا نے کام کیا، آخر اس بیماری دل نے اپنا کام تمام کیا اور نہیں جانتی کہ میرے نصیب کیسے ہیں جو اُس سے جدا کیتے ہیں طوطے نے کہا اے خجستہ اب دل میرا گواہی دیتا ہے کہ تو جلد اپنے معشوق سے جا ملیگی لیکن اُس سے ملکے شرطیں تمام دوستی کی بجالانا اور کوئی بات باقی نہ رکھنا جس طرح سے کہ خدمت شہزادے کی خالص اور مخلص نے کی تھی کہ بانو نے کہا کہ حکایت اُنکی کیونکر ہے بیان کر حکایت طوطے نے کہا کہ کسی وقت میں ایک بڑا بادشاہ تھا اُسکے دو بیٹے تھے جب بادشاہ نے اس دنیا سے کوچ کیا تب تاج اور تخت کا مالک بڑا بیٹا ہوا اور اُسنے چاہا کہ چھوٹے بھائی کو مار ڈالے تب وہ بیچارہ ڈرا اور اُس شہر سے بھاگا بعد کئی روز کے ایک تالاب پر پہنچا کیا دیکھتا ہے کہ ایک مینڈک کو سانپ پکڑے ہے اور مینڈک غل مچاتا ہے اور یہ دوہا پڑھتا ہے دوہا یا رب ایسے وقت میں ایسا کوئی آئے منہ سے جو اس سانپ کے میری جان بچائے ، یہ دوہا اُس مینڈک سے سنتے ہی شاہزادے نے ایسا ڈانٹا

کہ مارے ڈر کے سانپ نے مینڈک کو چھوڑ دیا۔ مینڈک پانی میں چلا گیا اور سانپ وہیں کھڑا رہا تب
شہزادے نے سانپ سے نظر ہمدردی کھینچی اور یہ بات اپنے جی میں کہی کہ کس واسطے میں نے نوالہ اُس
کا اُس کے منہ سے چھڑا دیا یہ کہہ کر تھوڑا گوشت اپنے بدن کا کاٹ کر شہزادے نے سانپ کے آگے
ڈال دیا وہ گوشت کی بوٹی منہ میں ڈال کر اپنی مادہ کے پاس گیا اور اُسکی مادہ نے جس وقت اُس
گوشت کو کھایا وہ اُس سے کہنے لگی کہ تو یہ گوشت مزیدار کہاں سے لایا سانپ نے سب احوال اُس سے کہا
سانپن نے کہا کہ جو شخص تیرے ساتھ احسان کرے پس تجھ کو بھی لازم ہے کہ تو بھی شکر اُسکا بجا لاوے اور
اُسکی خدمت میں حاضر رہے غرض سانپ آدمی کی صورت ہو کر شاہزادے کے پاس گیا اور کہنے لگا کہ
نام میرا خالص ہے یہ چاہتا ہوں کہ خدمت میں آپکی حاضر رہوں شہزادے نے قبول کیا اور وہ مینڈک
جو سانپ کے منہ سے چھوٹا تھا لہو لہان اپنی مادہ کے پاس گیا اور یہ سب احوال اپنی مادہ سے کہا تب
اُسکی مادہ نے سنتے ہی اس احوال کے کہا کہ تو اب اُس شخص کی خدمت میں جا کر حاضر رہ آخر مینڈک
بھی سانپ کیطرح آدمی کیصورت ہو کر شاہزادے کیخدمت میں گیا اور کہا کہ نام میرا مخلص ہے آرزو رکھتا
ہوں کہ میں آپکی خدمت میں نوکروں کی طرح حاضر رہوں شاہزادے نے اُسکو بھی اپنی خدمت میں رکھا
پھر وہ تینوں وہاں سے چلے اور کسی شہر میں پہنچے شاہزادے نے وہاں کے بادشاہ سے جا کر عرض کی کہ
میں ایسی شجاعت رکھتا ہوں کہ اکیلا سو آدمی سے لڑ سکتا ہوں ہزار روپے روز پاؤں تو خدمت عالی میں
حاضر رہوں اور جس وقت جو کام فرمایئے گا میں اُسے سرانجام کو پہنچاؤں گا بادشاہ نے اُسکو نوکر رکھا
اور ہزار روپے کا روزانہ مقرر کیا شہزادہ ہزار روپے لیکر سو آپ خرچ کرتا اور دو سو ان دونوں کو دیتا باقی خدا
کی راہ میں صرف کرتا اور خیرات کرتا ایکدن بادشاہ مچھلی کے شکار کو گیا اتفاقاً اُسکی انگوٹھی دریا میں گر پڑی
ہر چند جستجو کی ہاتھ نہ آئی تب شہزادے سے کہا کہ میری انگوٹھی دریا سے نکال لا شہزادے نے اپنے ہمراہیوں
کو کہا کہ بادشاہ نے یوں ارشاد کیا ہے اُنہوں نے عرض کی کہ یہ کونسا بڑا کام ہے جو بادشاہ نے فرمایا
ہے پھر مخلص نے کہا خاطر جمع رکھیئے یہ کام میرا ہے میں ابھا لاؤں گا وہیں مینڈک کی صورت بنکر دریا میں گیا
اور غوطہ مار کر انگوٹھی لے آیا شہزادہ اُس انگوٹھی کو لیکر بادشاہ کے پاس گیا اور انگوٹھی پیش کی۔ بادشاہ
نے لیکر اُس پر بہت سی مہربانی فرمائی بعد کئی دن کے بادشاہ کی بیٹی کو سانپ نے کاٹا حکیموں نے بہت
سی دوا کی لیکن کچھ فائدہ نہ ہوا تب بادشاہ نے شہزادے کو کہا کہ میری لڑکی کو اچھا کر شاہزادہ اس بات
سے حیران ہوا اور اپنے جی میں کہنے لگا کہ یہ کام میرا نہیں خالص نے اپنی عقل سے دریافت کیا اور کہا کہ مجھے
اُس لڑکی کے پاس لیچلو اور ایک خلوت خانہ میں ہم دونوں کو بٹھلا دو خدا کے فضل سے میں اُسے

اچھا کر دیگا شاہزادہ اُسے لیکر اور ایک حجرے میں دونوں کو بٹھلا کر نکل آیا۔ خالص نے اپنے منہ کو اُس سانپ کے زخم پر رکھا اور زہر سب چوس لیا لڑکی اُسی وقت اچھی ہوگئی تب بادشاہ شہزادے سے نہایت خوش ہوا کہ اُس لڑکی کا بیاہ اُس کے ساتھ کر دیا اور اپنا ولیعہد کیا کتنے دنوں کے بعد خالص اور مخلص نے عرض کی اب ہم رخصت چاہتے ہیں۔ شاہزادے نے کہا کہ یہ کونسا وقت ہے کہ رخصت مانگتے ہو خالص نے کہا کہ میں وہی سانپ ہوں کہ مجھے گوشت آپ نے اپنے بدن کا کھلایا تھا اور مخلص نے کہا کہ میں وہی مینڈک ہوں کہ مجھے سانپ کے منہ سے چھڑایا اب ہم امیدوار ہیں کہ اپنے اپنے گھر جائیں شاہزادے نے دونوں کو رخصت کیا یہ کہانی خجستہ سے طوطے نے کہہ کر کہا اچھا اب جا اور دیر نہ لگا کد بانو نے یہ سنتے ہی چاہا کہ جاوے اور اپنے یار کو گلے لگاوے اتنے میں صبح ہوئی اور مرغ بولا۔ جانا اُسکا اُس روز بھی موقوف رہا تب یہ دوہا پڑھکر رونے لگی۔ دوہا
نین بھئے ہیں دھوندھلے نیر رہو بھر پور + انجن کارن بھیجیو ننک چرن کی دھور

چوبیسویں داستان گم ہونا سوداگر کی لڑکی کا

جب آفتاب چھپا اور ماہتاب نکلا خجستہ رخصت لینے طوطے کے پاس گئی اور متفکر ہو کر بیٹھی طوطے نے اُس کو حیران دیکھکر کہا کہ اے کد بانو آج کی شب تو کیوں اسقدر متفکر ہے سبب تجھے دیکھنا یوں گوارا نہیں ملال اس اندوہ کا مجھ کو چارا نہیں ، بی بی خدا کیلئے کسی چیز کا غم نہ کھا اور کچھ اندیشہ اپنے جی میں نہ لا حسن یہ حسن و جوانی اور اُسپر یہ غم ، ستم ہے ستم ہے ستم + جب خجستہ نے یہ مضمون طوطے کی زبان سے سُنا تب اُسنے اُسی ڈھب کے شعر پڑھے اشعار کیا کہوں کچھ کہا نہیں جاتا ، ہائے چپ بھی رہا نہیں جاتا ، بے ملے اُسکے کل نہیں پڑتی ، اور ملوں تو ملا نہیں جاتا ، پھر کہنے لگی کہ اے طوطے میں رات سے اسی فکر میں ہوں کہ معشوق میرا دانا ہے یا نادان عالم ہے یا جاہل اگر بہتر ہے تو اُس سے دوستی کرنا بہتر ہے اور اگر مورکھ ہے تو اُس سے دور ہی رہنا چاہیئے کیونکہ بیوقوف سے دوستی کرنا ایسا ہے جیسا کوئی اپنے جی سے دشمنی کرے طوطے نے کہا اے خجستہ تو جا اور یہ نقل سوداگر کی بیٹی کے گم ہونیکی اُس سے کہہ اگر وہ عقلمند ہے اور ہوشیار تو اسکا تجربہ کر اگر تیرے سوال کا جواب دیدے تو دانا جانیو نہیں تو نادان سمجھیو خجستہ نے پوچھا کہ وہ حکایت کیونکر ہے کہہ حکایت طوطا کہنے لگا کہ کابل میں ایک سوداگر مالدار تھا اور اُسکی زہرا نام بیٹی نہایت خوبصورت تھی تمام شہر کے عمدہ لوگ اُسکی آرزو رکھتے تھے پر وہ کسی کو قبول نہ کرتی تھی اور اپنے باپ سے یہی کہتی تھی کہ میں اُس شخص سے شادی کرونگی جو دانشمند کامل ہوگا۔ اور ہنرمند بے بدل اسبات کا شہرہ ہر ایک شہر میں پہنچا غرض کسی ملک میں تین جوان تھے۔ وہ تینوں کابل میں جاکر اُس سوداگر سے کہنے لگے اے

شخص اگر تیری لڑکی شوہر ہنرمند چاہتی ہے تو ہم تینوں آدمی حاضر ہیں کہ بالفعل اس جہان میں ہمارے برابر ہنرمند کوئی نہیں ہے اُس نے پوچھا کیا ہنر رکھتے ہو اُن ہی میں سے پہلے ایک نے کہا میں یہ ہنر رکھتا ہوں کہ جو چیز گم ہو بتا دیتا ہوں اور جس جگہ ہو نکال دیتا ہوں۔ دوسرے نے کہا کہ میں کل کا گھوڑا ایسا بناؤں کہ حضرت سلیمانؑ کے تخت سے بھی آگے اُڑاؤں تیسرے نے کہا کہ میں وہ تیرانداز ہوں جو میرے تیر کا پھل کھاوے سو کھیت چھوڑ باہر نہ جاوے یہ سخن سُنکر وہ تاجر اپنی بیٹی کے پاس گیا اور کہنے لگا کہ بیٹی آج تین شخص ایسے ہنرمند آئے ہیں۔ اب کیا کہتی ہے۔ اُس نے تعریف سُنکر کہا بابا جان میں اپنے جی میں سوچ کر کل اسباب کا جواب دونگی۔ اور اُن میں سے ایک کو پسند کر دوں گی۔ یہ بات کہہ کر آپ رات کے وقت گم ہو گئی۔ صبح کو اُس کے باپ نے ہر چند ڈھونڈا کہیں نہ پایا خدا جانے کہاں گئی۔ صبح کو سوداگر پہلے شخص کے پاس گیا اور پوچھا سچ کہہ کہ میری لڑکی یہاں سے کہاں گئی اور کہاں ہے اُس نے یہ بات سنتے ہی تامل کیا اور بعد ایک گھڑی کے کہا کہ اُسکو ایک پری فلاں پہاڑ پر لیگئی ہے کہ وہاں نہ کوئی جا سکتا ہے نہ کوئی اُس کی خبر لا سکتا ہے۔ تب اُس سوداگر نے دوسرے سے کہا کہ تو کاٹھ کا گھوڑا بنا کر اُس تیسرے جوان تیرانداز کو دے کہ وہ اُس گھوڑے پر سوار ہو کر جائے اور اُس پری کو تیر سے مار کر میری لڑکی کو اپنے پیچھے چڑھا کر لے آئے آخرکار اُس نے کاٹھ کا گھوڑا اُس تیرانداز کو دیا وہ اُس گھوڑے پر سوار ہو کر اُس پہاڑ پر گیا اور ایک تیر اُس پری کو مار کر اُسے لے آیا پھر وہ تینوں جوان اُس لڑکی پر عاشق ہو کر آپس میں قضیہ کرنے لگے۔ ہر ایک یہی چاہتا تھا کہ میں ہی اپنی شادی اس کے ساتھ کروں طوطے نے جس گھڑی یہ سخن یہاں تک پہنچایا خجستہ سے کہا یہ حکایت اپنے معشوق سے پوچھ کہ وہ لڑکی اُن تینوں سے کس کو دینی پہنچتی ہے۔ اگر جواب باصواب دے تو جانیو کہ ہشیار ہے اور نہیں تو نالائق و نابکار خجستہ نے کہا اے طوطے پہلے تو مجھ سے تو کہہ دے کہ وہ کسے پہنچتی ہے۔ بھلا میں دریافت کر رکھوں۔ طوطے نے کہا۔ اُسے پہنچتی ہے جو پری کو مار کر اُسے لے آیا ہے کیونکہ اُن دونوں نے اپنا ہنر دکھلایا اور وہ اپنے جی پر کھیلا جو ایسے خوف کے مکان پر گیا اور اُس کو لے آیا طوطے نے یہ کہانی تمام کر کے کہا اے خجستہ اب جا اور اُس سے مل فردا کہاں پھر یہ موسم جوانی کہاں۔ غنیمت سمجھ صحبتِ دوستاں + خجستہ نے یہ سنتے ہی چاہا کہ جائے اور اُس گلرو کو گلے لگائے اتنے میں صبح ہو گئی اور مرغ نے بانگ دی جانا اُسکا اُس روز بھی موقوف رہا تب یہ دوہا پڑھا اور رونے لگی

دوہا

آؤ پیارے نین میں پلک ڈھانپ توہے لُوں + ناہیں دیکھوں اور کو نہ توہے دیکھن دُوں

پچیسویں داستان کہ برہمن نے بابل کے بادشاہ کی بیٹی پر عاشق ہو کر اپنی دانائی سے مع مال اور اسباب اُس کو پایا

جب آفتاب چھپا اور ماہتاب نکلا تب خجستہ رخصت لینے طوطے کے پاس گئی اور کہنے لگی اے عقلمند بھلی بات کی نصیحت کرنیوالے اور اے وفادار حرمت کے رکھنے والے بہتر یہی ہے کہ آج مجھے جلد رخصت کر فرد ساقی خبر شتاب لے میرے خمار کی، طاقت نہیں رہی مجھے اب انتظار کی، اور نہیں تو صاف جواب دے کہ صبر کر کے بیٹھ رہوں اور یہ فرد پڑھا کروں فرد بلبلو جاؤ تمہیں گل کے گلے سے لگ لو، دستِ صیاد سے گلشن کو میں بیٹھی ہوں، طوطا کہنے لگا اے خجستہ میں تجھے ہر ایک شب رخصت کرتا ہوں پر کہا نہیں جاتا کہ نصیب تیرے کیسے ہیں کہ تجھ سے یاری نہیں کرتے بہتر ہے کہ آج شتاب جا اور اپنے معشوق سے جا کر ملاقات کر لیکن یہ نصیحت میری یاد رکھیو کہ جو کام کرنا سو ایسا کرنا جس کے سبب سے کسی آفت میں نہ پڑے بلکہ کچھ فائدہ اُٹھائے جیسا ایک برہمن رائے بابل کی بیٹی پر عاشق ہوا اور ایک تدبیر سے معشوق اور مال و اسباب اُسکے ہاتھ آیا اور کسی آفت میں نہ پھنسا شعر شرط سلیقہ ہے ہر ایک امر میں، عیب بھی کرنیکو ہنر چاہیئے، خجستہ نے پوچھا وہ حکایت کیونکر ہے بیان کر حکایت طوطا کہنے لگا کہ کسی وقت میں ایک برہمن خوبصورت عقلمند گردش فلکی سے اپنے شہر کو چھوڑ کر رائے بابل کے ملک میں گیا اور ایکدن کسی باغ میں جا کر سیر گل و غنچہ کی کرنے لگا قضا را رائے بابل کی بیٹی بھی اُس چمنستان میں بہار لالہ و گل کی دیکھتی پھرتی تھی۔ اتفاقاً نظر اُس برہمن کی اُس نازنین پر پڑی اور اُس لڑکی کی آنکھ بھی اُس برہمن مہر طلعت کی آنکھ سے لڑی جوانی کی اُمنگ نے اپنی قوت دکھائی اور شعلہ عشق نے آتش محبت دونوں طرف سے بھڑکائی حاصل کلام یہ ہے حسن ہوئے دونوں وے عشق کے دستگیر، مقید یہ اُسکا وہ اُس کی اسیر، بعد دو چار گھڑی کے دونوں اپنے اپنے گھر آئے وہ دیوانی ہوئی اور یہ بیمار پڑا۔ آخر یہ برہمن ایک جادوگر کے پاس جا کر اُسکے قدم پر گرا اور یہ قطعہ پڑھنے لگا قطعہ رنج کھینچے ہیں داغ کھائے ہیں، دل نے صدمے بڑے اُٹھائے ہیں، اب قدم آپ کے نہ چھوڑوں گا، بڑی محنت سے میں نے پائے ہیں، اور اُس جادوگر کی یہانتک خدمت کی کہ وہ اُسکی جانفشانی دیکھ کر شرمندہ ہوا۔ اور ایکدن مہربان ہو کر پوچھنے لگا اے غریب آشفتہ طلعت تو آزمائش چاہتا ہے یا کچھ کام دنیوی رکھتا ہے جو کچھ درکار ہو اُس کا انجام یہ فقیر کر دے برہمن نے یہ سخن سنکر اُس جادوگر کے سامنے ہاتھ باندھ کر اپنا احوال بخوبی تمام ظاہر کیا تب اُس نے کہا خیر میں جانتا تھا کہ مجھ سے کان زر چاہیگا یا کچھ ایسا کام کہیگا کہ وہ مجھ سے نہ ہو سکیگا اور آدمی کو آدمی سے ملانا کیا بڑی بات ہے یہ کہکر اُسی گھڑی ایک مہرہ حکمت کا بنا کر اُس برہمن کو دیا اور کہنے لگا کہ یہ مہرہ اگر مرد اپنے منہ میں رکھے

تو عورت معلوم ہووے اور اگر عورت رکھے تو مرد معلوم ہووے یہ کہکر ایکدن وہ جادوگر اُس برہمن کی شکل ہوا اور اُس برہمن کو برہمنی کی صورت بناکر رائے بابل کے پاس جاکر کہنے لگا کہ مہاراج کی جے ہو میں برہمن ہوں میرا لڑکا دیوانہ ہوکر کہیں چلاگیا ہے یہ اُسکی جورو ہے اگر اسکو اپنے پاس گھر میں دوچار دن کیواسطے جگہ دیجئے تو اس عرصہ میں میں اپنے لڑکے کو ڈھونڈھ نکالوں گا۔ رائے بابل نے یہ بات اُس کی قبول کی اور اُس برہمنی کو اپنے گھر میں جگہ رہنے کو دی اور برہمن جادوگر کو کچھ خرچ راہ دلواکر رخصت کیا۔ پھر اُس برہمنی کو اپنی بیٹی کے پاس رکھا۔ دونوں بخوبی آپسمیں عاشق اور معشوق ملے۔ خجستہ تونے دیکھا کہ کس حکمت سے اُس جادوگر نے برہمن کو اُسکی آشنا کے پاس پہنچادیا اور آپ بھی کچھ روپیہ لیکر اپنے گھر گیا۔ غرض وہ لڑکی برہمنی کو بہت سا پیار کرنے لگی تب ایکدن برہمنی نے پوچھا کہ رنگ تیرا دن بدن زرد ہوتا جاتا ہے اور آنکھوں سے رات دن آنسو جاری ہیں بیماروں کا سا حال بنا ہے سچ کہہ کیا کسی سے دل لگایا ہے اُس لڑکی نے چاہا کہ اپنا احوال اُس سے چھپائے پر برہمنی نے اُس سے چالاکی کر کے کہا میں جانتی ہوں کہ تو کسی پر عاشق ہے اگر راز اپنا مجھ سے کہیگی تو کارسازی تیری کرونگی تب اُس لڑکی نے تمام حقیقت ہو بہو اس طور سے کہہ سُنائی کہ میں ایک برہمن بچے پر مرتی ہوں اور اُس کے غم میں اپنی جوانی کے دن بھرتی ہوں۔ وہ برہمن جو برہمنی کے بھیس میں تھا کہنے لگا کہ سچ کہہ اگر تو اُس برہمن کو دیکھے تو پہچانے اُس نے کہا البتہ اگر اُس کو دیکھوں گی تو پہچان لوں گی۔ اُس نے مُہرہ اپنے منہ سے اُگل دیا وہیں اپنی صورت پر آگیا اور اُس نے اُسے پہچان کر خوب گلے سے لگایا اور ایک عجیب طرح پر چین اُٹھایا بعد کتنے دنوں کے آپس میں مشورت کر کے کہنے لگا۔ کہ اب یہاں کا رہنا اچھا نہیں ہے، بلکہ بہتر یہ ہے کہ اس ملک سے نکلیئے اور کسی شہر میں چل کر بے کھٹکے رہیئے یہ ٹھیر اکر رائے بابل کی بیٹی بہت سا زر و جواہر اپنے باپ کے خزانے سے لیکر برہمن کے ساتھ آدھی رات کو اپنے گھر سے باہر نکلی اور کسی ملک کی راہ لی۔ کتنے دن میں کسی اور بادشاہ کے شہر میں جاکر داخل ہوئی، اور ایک مکان سر بازار اچھا سا بناکر رہنے لگی، اور اپنے دل کی تمنا بیدھڑک ہوکر نکالنے لگی، اور اگر کبھی اختلاط کے وقت شعر خوانی پر جی چلتا تو یہ قطعہ پڑھتی قطعہ ؏ صبح تو جام سے گذرتی ہے، شب دلآرام سے گذرتی ہے، عاقبت کی خبر خدا جانے، اب تو آرام سے گذرتی ہے، جب اُس لڑکی کے باپ نے وہاں اُن دونوں کو نہ دیکھا نہایت فکرمند ہوا اور ہرچند ڈھونڈا کچھ سراغ نہ پایا کیونکہ اُسکے ملک سے نکل کر کسی اور سرحد میں گئے تھے۔ جب طوطے نے یہ کہانی کہکر کہا اے بی بی جلدی سدھارنے اور حسرتیں دل کی اُس سے مل کر نکالو تو کدبانو نے یہ سنتے ہی چاہا کہ جلد سدھارے اور لذت زندگانی کی اُس سے

مل کر اُٹھاوے اتنے میں صبح ہوئی اور مُرغ نے بانگ دی جانا اُسکا اُس روز بھی موقوف ہا تب یہ بیت پڑھا اور رونے لگی

چھوٹ جائیں غم کے ہاتھوں سے جو نکلے دم کہیں ‏ ‏ ‏ خاک ایسی زندگی پر تم کہیں اور ہم کہیں

چھبیسویں داستان جانا رائے بابل کے بیٹے کا بتخانے میں پوجا کو اور عاشق ہونا ایک عورت پر پھر اُسے پانا پھر مارنا اپنے تئیں پھر زندہ ہونا اور جھگڑا سر اور تن کا

جب سورج چھپا اور چاند نکلا خجستہ رخصت لینے طوطے کے پاس گئی اور کہنے لگی میں یہ چاہتی ہوں کہ اپنے معشوق کے پاس جاؤں اور پہلے اُسکی عقلمندی دریافت کروں اگر عقلمند پاؤنگی تو دوستی کرونگی اور نہیں تو باز رہونگی۔ اور صبر کروں گی کسواسطے کہ شعور مندوں نے کہا ہے کہ تابمقدور تین شخصوں سے آشنائی نہ کیا چاہیئے اور اُنکی آشنائی کا اعتماد نہ کریئے اوّل عورتوں کی دوستی کا۔ دوسرے لڑکوں کے اخلاص کا تیسرے احمقوں کیساتھ کا۔ نقل مشہور ہے داناکی دشمنی نادان کی دوستی سے بہتر ہے طوطے نے کہا کہ اے بی بی تو جو کہتی ہے سچ ہے بہتر یہ ہے کہ اس رات ایک حکایت اپنے دوست کے سامنے بیان کرے اور اُس سے پوچھے اگر جواب ایسا دے کہ جو لپسندیدہ ہو تو اُسے عاقل اور ہوشیار سمجھو اور اگر جواب اچھا نہ دے تو نادان جانیو۔ خجستہ نے پوچھا وہ نقل کونسی ہے جو اُس سے پوچھوں بیان کر حکایت طوطا کہنے لگا کہ کسی وقت رائے بابل کا بیٹا ایک بتخانے میں پوجا کرنے گیا۔ اور وہاں ایک لڑکی کو دیکھا کہ وہ اتنی خوبصورت تھی۔ کہ بیان نہیں کیا جاتا۔ عجب حسن اُسے خدا نے دیا تھا۔ سبحان اللہ چودھویں رات کا چاند اُسکے مکھڑے سے شرمائے۔ اور سیاہی اُس کی زلف کی رات کو آٹھ آٹھ آنسو رولائے۔ قد اُس کا اگر سرو دیکھے تو مارے خجالت کے زمین میں گڑ جائے۔ اور کبک اُس کی رفتار کو نہ پائے شعر

غضب جوڑے کی بندش ہے قیامت قد بالا ہے ‏ ‏ ‏ صنم چتون پری مکھڑا بدن سانچے میں ڈھالا ہے

ماہ وہیں اُسکا عاشق ہوا اور دل نے بیقراری جو کی تو گھبراکر اُس بُت کے پاؤں پر سر جھکا کر گر پڑا اور دعا عاجزی سے مانگی کہ اگر یہ لڑکی میرے ساتھ بیاہی جاوے تو سر اپنے تن سے جدا کردوں اور تمہارے قدم پر چڑھاؤں آخرکار یہ کہہ کر اپنے گھر گیا اور اُسکے باپ کو اُس نے یہ پیغام دیا کہ مجھے اپنی غلامی میں لیجئے اور اپنی لڑکی کو بیاہ دیجئے جس گھڑی یہ پیغام اُس کے باپ نے سُنا اُسی گھڑی اپنی لڑکی کا بیاہ اور گونا اُسکے ساتھ کردیا پھر وہ دونوں بطور عاشق و معشوق کے آپسمیں ملکر رہنے لگے یہ اپنے گھر اُسکے ساتھ چین کرتی اور کبھی وہ اپنے مکان میں اُسکے ساتھ آرام کرتا اسی طرح ایک مہینہ گزرا اتفاقاً وہ لڑکی اپنی سسرال میں تھی کہ اُسکے ماں باپ نے اُسے اور اُسکے دولہا کو اپنے گھر بلوایا وہ لڑکا اپنی دولہن کو ساتھ لیئے ہوئے چلا اور ایک برہمن بھی قدیم اُسکے مصاحبوں میں تھا۔ وہ بھی اُس کے ساتھ پیچھے

پیچھے ہوا جس وقت وہ لڑکا اُس بُت خانے کے پاس پہنچا جہاں اُس لڑکی کو دیکھا تھا اور وہ اقرار جو کیا تھا سو یاد آیا اور وعدہ وفا کرنیکو بتخانے میں اکیلا گیا اور سر کاٹ کر اُس بُت کے پاؤں پر دھر دیا فرخ نام پر اپنے مرد جاتے ہیں عبث کھوتے ہیں جی گنواتے ہیں۔ بعد ایک دم کے جو برہمن اُس بتخانے میں گیا تو کیا دیکھتا ہے کہ رائے بابل کا لڑکا مردہ پڑا ہے اور اُس کے تن سے سر بھی جُدا ہو رہا ہے یہ ماجرا دیکھ کر برہمن ڈرا اور جی میں کہنے لگا کہ میں اگر یہاں سے جیتا جاؤنگا تو لوگ یہی معلوم کرینگے کہ یہ لڑکا اس جگہ اس نے مارا ہے۔ کیونکہ اب تک اس مکان پر سوائے اُسکے اور کوئی کبھی نہیں آیا غرض اُس نے بہت سا اندیشہ اپنے دل میں کرکے کہا کہ بہتر یہی ہے کہ میں بھی اپنا سر تن سے اُتار دُوں اور اُس بُت کے قدم پر چڑھا دُوں یہ کہکر اُس نے بھی اپنا سر اُتارا اور اُس بُت کے قدم پر گر پڑا بعد ایک گھڑی کے وہ لڑکی بھی اُس بتخانے میں گئی اور اُن دونوں کو مردہ دیکھ کر متعجب ہوئی اور کہنے لگی کہ ہے ہے دونوں سر کٹے لہولہان پڑے ہیں یہ کیا غضب ہوا یہ کہہ کر چاہتی تھی کہ اپنا بھی سر کاٹے یا شوہر کی لاش کو گلے لگا کر ستی ہو جائے۔ اتنے میں اُس ڈیوڑھی سے آواز آئی۔ کہ اے لڑکی یہ سر کٹے ہوئے تو اُن کے تنوں سے لگا دے رام کی کرپا سے یہ دونوں ابھی جی اُٹھتے ہیں۔ یہ سنتے ہی وہ خوش ہوئی اور جلدی سے اپنے شوہر کا سر برہمن کے تن پر اور برہمن کا سر اپنے خاوند کے تن پر رکھ دیا دونوں جی اُٹھے اور اُس عورت کے آگے کھڑے ہوگئے رائے بابل کے بیٹے کے سر سے اور برہمن کے تن سے قصہ ہونے لگا۔ کہ یہ میری جورو ہے اور تن نے کہا کہ یہ میری قبیلہ ہے طوطے نے یہ حکایت تمام کی اور خجستہ سے کہا اگر اُسکی عقل آزمانا چاہتی ہے تو یہی بات ہے اُس سے پوچھ کہ وہ عورت سر کو پہنچتی ہے یا دھڑ کو خجستہ نے کہا کہ اے طوطے پہلے تو ہی کہہ کہ مستحق اسکا کون ہے طوطا بولا کہ ذرا جی اُسکا سر ہے کسواسطے کہ سر عقل کی جگہ ہے اور بدن کا سردار۔ خجستہ نے جو یہ قصہ سنا قصد اپنے یار کے پاس جانیکا کیا اتنے میں صبح ہوگئی اور مرغ نے بانگ دی۔ جانا اُسکا اُس روز بھی موقوف رہا اور یہ فرد پڑھی اور رونے لگی فرد وصل کی شب پہ اے صباح فراق ما روز نو روز کھی تصدق ہے:۔

سناونواں داستان کہ عیاری اور سخن سازی سے ایک عورت اپنے خاوند سے سرخرو رہی

جب سورج چھپا اور چاند نکلا خجستہ رخصت لینے طوطے کے پاس گئی اور کہنے لگی اے طوطے میں اپنے خاوند سے ڈرتی ہوں اور شرمندہ ہوئی جاتی ہوں کہ جب اُس سے ملوں اور وہ دیر ہونے پر غصہ کرے تو میں نہیں جانتی کہ تب میں کونسا بہانہ کروں طوطے نے کہا اے کد بانو تو کچھ اندیشہ نہ کر اس واسطے کہ عورتیں بہت سی باتیں کرجانتی ہیں۔ کیسے کیسے فریب بناتی ہیں اور کیا کیا مکر یاد رکھتی ہیں اور حاضر جواب

ہوتی ہیں۔ میں نے آپ کی زبانی سے بہت عذر سُنے ہیں اور پسند کئے ہیں۔ تو ایسی بھولی بھالی نہیں
کہ کچھ نہیں جانتی۔ کیا خوب مثل مشہور ہے۔ اشعر۔ کیا چیز ہے عورت اگر اپنے آئے، تو ہاتھی کو پیڑھی
کے نیچے چھپائے، کف دست پر کب نکلتے ہیں بال، وہ چاہے تو اُسپر بھی سرسوں جمائے، ایسی ایسی
سخن کی فکر کرتی ہے کچھ خبر ہے دم بھر ٹھہر جی سنبھال جی کو ڈھارس دے قدرے توقف کر کہ ایک عورت
نے جو حیلہ اور عیاری اپنے شوہر کیساتھ کی وہ بھی تجھے سُناؤں خجستہ نے پوچھا اُسکی نقل کیونکر ہے بیان کر
حکایت طوطا کہنے لگا کہ کسی وقت میں ایک شخص نے اپنے قبیلہ کو کوئی ایک پیسے شکر لانیکو دئے اور
وہ شکر لانے بازار میں بنیئے کی دوکان پر گئی بنیا اُسے دیکھتے ہی عاشق ہوا پھر اُس عورت نے سیر بھر شکر
مول لیکر اپنی چادر کے کونے میں باندھی اتنے میں وہ بنیا اُس سے لگاوٹ کرنے لگا۔ اور باتیں خوش
طبعی کی کیں وہ بھی راضی ہو گئی۔ بعد اس راز و نیاز کے وہ اُس عورت کو اپنے گھر لے گیا اور وہ چادر
گرہ باندھی ہوئی بنیئے کی دوکان پر رکھکر اُسکے ساتھ چلی گئی تب اُس بنیئے کے گماشتہ نے اپنی
چالاکی سے اتنے عرصے میں جھٹ پٹ شکر اُسکی چادر کے کونے سے کھول لی اور اتنی ریت اُسکی جگہ
باندھ دی اتنے میں وہ رنڈی اُس کے مکان سے نکلی اور جھٹ پٹ چادر اُٹھا اپنے گھر کیطرف راہی ہوئی
اور اپنے خاوند کے آگے بید جیسی کانپتی گئی اور وہ پوٹلی اُس کے آگے دھر دی اُسنے گرہ کھولکر جو دیکھا تو شکر
کے بدلے ریت نظر آئی حیران ہوا اور کہنے لگا کہ یہ کیا مسخرہ پن ہے جو تو مجھ سے کرتی ہے میں نے شکر کو بھیجا
تھا تو ریت لائی اُسنے یہ سنتے ہی بے تامل کہا کہ اگر یوہیں شکر میں لاتی رہوں گی، تو اکدن میں جی ہی سے جاتی
رہونگی، تب اُس مرد نے گھبرا کے پوچھا بی بی یہ کیا سبب ہے جو کچھ آج تو بدحواس معلوم ہوتی ہے فرق شکر کی
جگہ ریت لائی ہے کیوں، یہ رنڈی سی صورت بنائی ہے کیوں، تب اُسنے مسکرا کر کہا اجی کیا کہوں جس وقت
میں گھر سے باہر نکلی اُسوقت میرے پیچھے ایک بیل ڈکارتا ہوا دوڑا اُس کے ڈر سے میں بھاگی اُسی صدمے سے
میں گر گئی پیسے بھی زمین پر گر پڑے لوگوں کی شرم سے ڈھونڈھ نہ سکی یہ ریت اُٹھا کر لے آئی ہوں پیسے
اسمیں ہونگے تم نکال لو میں نہایت تھکی ماندی ہوں کہو تو قدرے سو رہوں یہ بات سنتے ہی اُس کے خاوند
نے اُسکو گلے لگایا اور چھیاں لیکر کہا اگر پیسے گر پڑے تھے تو تم ریت کیوں اُٹھا لائیں حاصل کلام عورت نے
ایسا بے تامل اپنے خاوند کو جواب دیا کہ مطلق وہ اُسپر خفا نہ ہوا بلکہ اور مہربانی کرنے لگا طوطے نے جبتک یہ کہانی
تمام کی خجستہ سے کہا یہ کونسی بڑی بات ہے تو اُس سے بھی زیادہ کر سکتی ہے کچھ خطرہ نہیں بی بی اب شتاب جا اور اپنے معشوق
کو گلے لگا اگر وہ تجھپر غصہ کرے تو البتہ اسوقت تجھے جواب معقول سوجھے گا طوطے کی اس شیریں سخنی سے خجستہ کی تسلی ہوئی
مغرق کفش جھمجھماتی ہوئی پاؤں میں پہنکر چاہتی تھی کہ اُٹھے اتنے میں مرغ بولا اور صبح ہوئی جاتا اُس کا

اُس پر بھی توقف ہا تب یہ فرد پڑھی اور رونے لگی فرد کونسی شب کو ہوگا وصل نگار ہر سحر ہے ہماری دشمن کار

اٹھائیسویں داستان کہ بادشاہ سوداگر کی لڑکی پر عاشق ہوا اور اہلکاروں کی تدبیر سے وہ لڑکی بادشاہ تک نہ پہنچی۔ اور بادشاہ اُس کے فراق میں مر گیا۔

جب آفتاب چھپا اور ماہتاب نکلا خجستہ شرمندوں کی سی صورت بنائے ہوئے طوطے کے پاس گئی اور کہنے لگی اے محرم راز تیرے میں عاری عقلمندوں نے کہا ہے کہ جسے شرم نہیں ہوتی وہ کسی قوم میں حرمت نہیں رکھتی اور وہ عورت مستورات میں بیسہ ہے اب بھی چاہتی ہوں کہ صبر کروں اور اپنے گھر میں بیٹھی رہوں کسی غیر مرد سے آشنائی نہ کروں اور نہ کسی کے گھر جاؤں فرد گھر سے نکلوں غیر کی میں جستجو کے واسطے۔ لوگ جی بیچتے ہیں اپنی آبرو کیواسطے۔ طوطا کہنے لگا اے خجستہ حق تو یہی ہے کہ تجھ سی عورت عقلمند اور ہوشیار آجتک نہیں دیکھی ہے سچ کہتے ہیں دوھا نیناں ڈھی سر لیجئے کہ جن نینن میں لاج، بڑے بیٹے اور بکھ بھرے سو آوین کونے کاج، لیکن ڈر یہ ہے کہ اگر صبر کرے گی تو جان تیری بھی اُس بادشاہ کی طرح سے نکل جاویگی۔ خجستہ نے پوچھا کہ اُسکی نقل کیونکر ہے :۔

حکایت۔ طوطا کہنے لگا کہ کسی شہر میں ایک سوداگر نہایت مالدار اور صاحب وقار تھا اور بہت سے گھوڑے اور ہاتھی اپنے پاس رکھتا تھا اور اُس کی بیٹی بہت خوبصورت اور حسین تھی فرد وہ نقشہ جسے دیکھ مہ داغ کھائے وہ صورت کہ تصویر کو حیرت آئے۔ اور شہرہ اُسکی خوبصورتی کا ہر ایک شہر میں پہنچا تھا۔ اور ہر شخص دیدہ و نادیدہ اُسکے دیکھنے کا مشتاق تھا۔ اور ہر ایک یہی چاہتا تھا۔ کہ اپنی شادی اُس کے ساتھ کرے لیکن باپ اُس کا مارے غرور کے کسی کو قبول نہ کرتا تھا۔ اس عرصہ میں اُس کا عہد شباب قریب پہنچا اور نخل جوانی ثمر کامرانی سے پھلنے لگا۔ اور کچھ کچھ جوبن اُبھرا تب اُس کے باپ نے اس ملک کے بادشاہ کی خدمت میں جا کر اس مضمون کی عرضی گذاری کہ یہ غلام ایسی لڑکی حسین رکھتا ہے کہ گفتگو اُس کی رشک بلبل ہزار اور چال اُسکی غیرت کبک کوہسار ہے جانور اُس کی باتیں سننے کے واسطے ہوا پر سے اُترتے ہیں اور مست و بیہوش ہوتے ہیں۔ جس نے اُس کے سخن کو سنا ہے اُس نے غش کھایا ہے اگر وہ لڑکی حضور میں مقبول ہو اور خدمت میں کنیزک کی طرح مشغول رہے کر لائق حضور کے ہے تو یہ فدوی اپنی ہم قوم میں اور بھی بزرگی پیدا کرے اور قدر اُسکی زیادہ ہو بادشاہ نے جو عرضی ملاحظہ کی تو خوش و خرم ہوا اور اپنے دل میں کہنے لگا کہ جو کوئی نصیب اچھے رکھتا ہے تو ایک چیز خود بخود آتی ہے یہ کہکر اپنے چاروں وزیروں کو اشارہ کیا کہ تم اس تاجر کے گھر جاؤ اور اسکی بیٹی کو دیکھو اور احوال کماحقہ دریافت کرو اگر وہ قابل حضور عالی ہو جلدی آکر خبر کرو۔ غرض وہ چاروں وزیر بادشاہ کے فرمانے کے

بموجب اُس سوداگر کے گھر گئے اُس لڑکی کی صورت دیکھتے ہی عاشق ہوئے ۔

تصویر چار وکیل وزیر مرسلہ بادشاہ کے دیکھنا بیٹی سوداگر کی کہ نہایت حسین نور رضا جمال تھی

اور آپس میں مشورت کرنے لگے کہ اگر اس صاحب حسن کو بادشاہ دیکھے گا۔ تو دیوانہ ہوجائے گا۔ رات دن اُسی کے پاس رہیگا ملک کی طرف متوجہ نہ ہوگا پس ہر ایک کام تباہ ہوگا اور ملک کے بند و بست میں خلل پڑیگا۔ بہتر یہی ہے کہ اسکی تعریف اُس کے سامنے نہ کیجے اور اس لڑکی کے لینے کی صلاح بادشاہ کو نہ دیجے یہ بات اُنہوں نے اپنے جی میں ٹھیرا کر بادشاہ سے جاکر عرض کی کہ خدا وندا اُس کی خوبصورتی کی خبر جو حضور میں پہنچی تھی سو غلط ہے اُس سے بہتر بہتر لونڈیاں محل ہمایوں میں بہتیری ہیں بادشاہ نے یہ سُنکر کہا خیر اگر وہ ایسی ہے جو تم کہتے ہو تو میری بھی مرضی نہیں۔ کہ اُس کے ساتھ شادی کر دل اُس اپنے اوپر خواہ مخواہ کا عذاب لوں آخر بادشاہ نے اُس سوداگر بچی کو قبول نکیا اور وہ سوداگر جب وہاں سے مایوس ہوکر پھرا تب اُس نے شہر کے کوتوال سے اُس کی شادی کر دی ایکدن اُس لڑکی نے اپنے دل میں کہا کہ میں اسقدر خوبصورت و حسین ہوں تعجب ہے کہ مجھے بادشاہ نے قبول نکیا انشاء اللہ تعالے ایکدن اپنے تئیں اُس کو دکھلاؤں گی القصہ ایکدن وہ بادشاہ اُس کوتوال کی حویلی کیطرف سے کسی باغ کی سیر کو جاتا تھا کہ جلدی سے وہ لڑکی کوٹھے پر چڑھ گئی اور بادشاہ کو اپنے حسن کا جلوہ دکھایا اور دیکھتے ہی وہ عاشق ہوگیا۔ اور وزیروں کی طرف غضب سے نگاہ کر کے یہ فرد پڑھی

اور کہنے لگا فرخ دشمنی میں بھی یہ نہیں کرتے، دوستی میں جو تم نے دکھلایا ہاے یہ کیا سبب تھا جو تم نے مجھ سے جھوٹ کہا تب اُنہوں نے عرض کی کہ خداوندا اُس وقت ہم گنہگاروں نے یہ مشورت کی تھی کہ اگر بادشاہ ایسی عورت صاحب جمال کو دیکھیگا تو اُس کے عشق میں بالکل ملک کے کاروبار سے غافل ہو جائیگا۔ سلطنت خاک میں ملیگی اور رعیت تباہ ہو جائیگی بادشاہ کو یہ بات اُنکی پسند آئی اور خطا اُن کی معاف کی مثل مشہور ہے۔ بات ہاتھی پائے بات ہاتھی پانوں، آخر اُس کے عشق میں بیمار پڑا اور یہ قطعہ پڑھنے لگا قطعہ یہی پیغام درد کا کہنا، گر صبا کوئے یار میں گذرے، کونسی رات آن ملیئے گا، دل بہت انتظار میں گذرے، تب وزیروں نے معلوم کیا کہ یہ کوئی دن میں جان سے جاتا ہے۔ عرض کی کہ کوتوال سے اُس عورت کو لیں اور حضور شربت وصال نوش جان فرمائیں۔ اگر وہ اُس کے بھیجنے پر راضی ہو تو بہتر نہیں تو زور چھین لیں بادشاہ نے کہا کہ میں اس ملک کا بادشاہ ہوں ہرگز ایسا کام نہ کرونگا۔ یہ بات بادشاہوں کو لازم نہیں جو اس قدر ظلم اور ستم نوکروں اور رعیت پر کریں اور اپنی قوت انہیں دکھلاویں یہ سراسر ناانصافی ہے سوائے اُس کے جو ظلم کرتا ہے سو آپ ہی آپ خراب ہوتا ہے فرخ جو کہ ظالم ہے وہ ہرگز پھولتا پھلتا نہیں، سبز ہوتا کبھی ہے دیکھا کہیں شمشیر کا، بالفعل اس بیت پر عمل کرتا ہوں فرد جی گنوانا سہل ہے آگے مرے، پر نہ دونگا عدل اپنے ہاتھ سے، آخرکار بادشاہ کی اُس کے غم میں یہ حالت پہنچی کہ تمام ہو گیا طوطے نے جب یہ کہانی تمام کی تب خجستہ سے کہا صبر کرنا تیرے حق میں اچھا نہیں اگر تو بھی صبر کرے گی تو اُس بادشاہ کی طرح سے مر جائیگی۔ کچھ حاصل نہ ہوگا۔ اس سے بہتر یہی ہے کہ اب جا اور اُس سے ملاقات کر حسن خوشی سے مے وصل کو نوش کر، غم دین و دنیا فراموش کر، خجستہ نے یہ سُنکر چاہا کہ اپنے تئیں اُس کے پاس پہنچاوے۔ اتنے میں صبح ہوئی اور مرغ نے بانگ دی، جانا اُس کا اُس روز بھی موقوف رہا تب یہ بیت پڑھی اور رونے لگی فرد خدا دن یہ کیسا فلک دکھاتا ہے، شب امید سے چھڑاتا ہے،۔

انتیسویں داستان ایک کمہار کی کہ بادشاہ نے اپنے لشکر کا اُسے سردار کیا۔

جب سورج چھپا اور چاند نکلا خجستہ آہ و زاری کرتی ہوئی آنکھوں میں آنسو بھرے جیتے دل پر درد سے طوطے کے پاس رخصت لینے گئی اور کہنے لگی اے طوطے میں نے سُنا ہے کہ ایک غریب اعرابی نے کسی دولتمند سے جا کر کہا میں کعبہ کو جاتا ہوں اُس نے کہا بہت بہتر دیر نہ کیجیے بلکہ جلد سدھاریئے اُسنے کہا میں کچھ خرچ نہیں رکھتا ہوں دولتمند نے کہا اگر تیرے پاس خرچ نہیں ہے تو مت جا میں کتاب کی رو سے کہتا ہوں کہ جو مفلس ہو اُس پر کعبہ کا جانا فرض نہیں کہ خواہ مخواہ اپنے اوپر عذاب اُٹھاوے اور مکہ جاوے خدا نے محتاج کو نہیں کہا کہ تو مکے کو جا اعرابی نے کہا کہ میں تیرے پاس کچھ زر مانگنے آیا ہوں مسئلہ پوچھنے نہیں آیا جو تو

کتاب کی رو سے باتیں بناتا ہے۔ اے طوطے میں تجھ سے ہر شب صرف رخصت لینے آتی ہوں اور تو بے فایدہ
اِدھر اُدھر کی باتیں بکا کرتا ہے نصیحت تو سُننے نہیں آتی انہیں باتوں سے تجھ پر خفا ہونگی۔ یہ سُنکر طوطا
ڈرا کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ مجھے بھی کسی طرح سے مار ڈالے یہ سمجھ کر خوشامدیوں کی طرح باتیں کہنے لگا اور یہ شعر
پڑھا فرد عجب نصیب اور ہماری قسمت خفا جو ہم سے تو بے سبب ہے ہا یہ کیا غضب ہے جو تو غضب ہے
بڑا غضب ہے بڑا غضب ہے ۔ اور کہنے لگا اے خجستہ میری نصیحت سے دل تنگ ہو اور برا مت مان کسواسطے جو
کوئی کسی کی اچھی بات قبول کرتا ہے تو وہ بات کچھ دنوں میں کام آتی ہے کہ بانو کہنے لگی اے طوطے جو تو کہتا
ہے سو میں سنتی ہوں لیکن آج کی رات نہایت تاریک ہے اور میں اکیلی جاتی ڈرتی ہوں۔ اگر تو کہے تو اپنے
غلام کو ساتھ لیکر جاؤں اور اُس اُمیدوار سے ملوں یہ سنتے ہی طوطا اپنے پروں سے چھاتی پیٹ کر کہنے
لگا کہ ہے ہے خدا کے واسطے کہیں ایسا نہ کرنا خبردار غلام کو لیکر ہرگز نہ جانا عقلمندوں نے کہا ہے
کہ کمینہ ہرگز وفادار نہیں اور یہ قوم کم ظرف ہوتی ہے۔ شاید اُس کمہار کی کہانی نہیں سُنی جو ایسی
باتیں نادانی کی کرتی ہے۔ خجستہ نے اُس سے پوچھا کہ اُس کی حکایت کیونکر ہے۔ بیان کر۔ حکایت
طوطا کہنے لگا کہ ایک کمہار نے کسی دن بہت شراب پی اور بدمست ہوا کوزے اور قرابے شیشے کے
جو پاس شراب کے تھے ان پر گرا اور تمام بدن زخمی ہوا مدت میں وہ زخم اچھے ہوئے مگر نشان ان
زخموں کے اس طرح سے معلوم ہوتے تھے کہ شاید زخم تیر و تلوار کے ہیں۔ اتفاقاً اُس کے شہر میں
کال پڑا اور وہاں سے نکل کر اور شہر میں گیا تو نوکری کی تلاش کرنے لگا اس شہر کے بادشاہ نے جو اُسکے
تن پر اس طرح کے زخم دیکھے تو معلوم کیا کہ شاید یہ بڑا سپاہی ہے جو اسقدر زخم بدن پر اُٹھائے ہیں یہ سمجھ کر
بادشاہ نے اُسے نوکر رکھا اور مرتبہ اُس کا زیادہ کیا اور اپنے دل میں کہا یہ بڑا سورما ہے جو ایسا اُس کا بدن
زخموں سے بھرا ہے بعد کئی دن کے ایک غنیم بادشاہ پر چڑھا اور گاؤں اطراف کے لوٹنے لگا تب
بادشاہ نے اُسے اپنی فوج کا سردار کیا اور چاہا کہ دشمن سے لڑنے کو بھیجے جب یہ احوال اُس کمہار کو معلوم ہوا
تو وہ ڈرا اور بیمار پڑا حضور میں آکر عرض کیا کہ خداوندا میں ذات کا کمہار ہوں مجھ سے سرانجام لڑائی کا نہ
ہو سکیگا مثل مشہور ہے تیلی کیا جانے مشک کا بھاؤ یہ سنتے ہی بادشاہ ہنسا اور اپنے دل میں شرمندہ ہوا
اور کسی سردار کو اُس غنیم پر بھیجا طوطے نے یہ کہانی تمام کر کے کہا کہ غلام کو ساتھ مت لیجا اُس سے کام بھلائی
کا نہ ہوگا بلکہ اور رسوائی کریگا تو اکیلی جا خجستہ نے یہ سنتے ہی چاہا کہ اکیلی اپنے تئیں اُسکے پاس پہنچاوے
اور حظ زندگانی کا اُٹھاوے کہ اتنے میں صبح ہوئی اور مرغ نے بانگ دی جانا اُسکا اُس روز بھی موقوف ہوا تب
بیت پڑھی اور رونے لگی بیت روز و شب ہجر کے یکساں ہی چلے جاتے ہیں ۔ نہ ہمیں صبح سے مطلب نہ ہمیں شام سے کام

تیسویں داستان ایک شیر اور شیرنی اور بچوں کی گیدڑ کے بچے کے ساتھ

جب سورج چھپا اور چاند نکلا خجستہ مردانہ لباس پہن ہتھیار لگا لٹ پٹی پگڑی باندھ طوطے کے پاس رخصت لینے گئی اور اُس نے جو اُسے بانکپن سے دیکھا تو بے اختیار ہنسا اور کہنے لگا اے خجستہ مرحبا خوب کیا کہ ایسی اندھیاری رات میں مردانہ لباس پہنکے تنہا آئی اور غلام کو ساتھ نہ لائی کیا ہی اچھا کیا سبحان اللہ بی بی ماں تمہی کو جنی حق تو یہ ہے کہ اس تیری ہوشیاری کے صدقے کس واسطے کہ ایک طوطا آج تیرے قدیم دوستوں میں اڑا جاتا تھا مجھے اس قید خانہ میں دیکھکر ادھر سے نیچے اُترا اور میرے پاس آکر بیٹھا یہ نقل میں نے اُس سے سُنی تھی اور یہ حکایت بھی اُسی طرح کی ہے جو شب کو میں نے تجھ سے کہی تھی طوطے نے بھی اس کے بموجب کہا یقین ہے کہ اب کہیں خطا نہ پاؤگی خجستہ نے پوچھا کہ یہ نقل کیونکر ہے بیان کر حکایت طوطا کہنے لگا کہ کسی وقت میں ایک شیر مع شیرنی دو بچوں سمیت کسی جنگل میں رہا کرتا تھا اتفاقاً ایک دن مارے بھوک کے بوکھلایا اور اُس صحرا میں شکار ڈھونڈھنے لگا حق تو یہ ہے کہ مشقت بہت سی اُٹھائی اور محنت بہتیری کی مگر شکار نہ پایا تب بناچاری گھر کی طرف پھرا ناگاہ رستے میں اُس نے دیکھا کہ ایک بچہ ننھا سا گیدڑ کا آنکھیں بند کئے دو چار دن کا پڑا ہے اور بلبلاتا ہے تب یہ اپنے جی میں خوش ہوا اور اُس کو اُٹھا کر اپنی مادہ کے پاس لے آیا اور کہنے لگا کہ میں نر ہوں اگر دو چار دن اور بھی نہ کھاؤنگا تو رہ سکتا ہوں اور کچھ نہ ہوگا اور تو مادہ ہے اگر تو آج فاقہ کرے گی تو شام ہی تک مر جائے گی اسواسطے اس بچے کو لے آیا ہوں تو اسے کھا اور اپنے بچوں کو دودھ پلا اُسنے کہا کہ مجھکو ایسا نہ چاہیئے کیونکہ میں بچے ننھے اپنے آگے رکھتی ہوں بھلا کس طرح سے اسے کھاؤں اور انہیں دودھ پلاؤں ہماری خو مت کسی کی آنتیں ہوں اپنی چھاتی پہ ہاتھ دھر دیکھو اور سوائے اس کے تم نر ہو اور دل سخت رکھتے ہو تم تو کھا نہیں سکتے ہیں مادہ نرم دل ہوں کیونکر کھاؤں اگر کہو تو اس یتیم کو بھی ان بچوں کی طرح سے پالوں شیر نے کہا بہتر آخر شیرنی نے اُس بچے کو بھی اپنے بچوں کیساتھ پالا بعد کتنے دنوں کے وہ تینوں بڑے ہوئے اور بچے شیر کے اُسکو بڑا بھائی جانتے تھے اور بھائیوں کی طرح آپس میں کھیلا کرتے تھے ایک دن وہ کسی طرف کو گئے اور شکار کی تلاش کرنے لگے ناگاہ ایک ہاتھی کسی سمت سے اُنہیں نظر آیا وہ دونوں بچے شیر کے بے اختیار ہاتھی پر جھپٹے لوروہ مارے ڈر کے پچھلے ہی پاؤں ہٹا اور بھاگا پھر کسی درخت کے تلے جاکر چھپ رہا شیر کے بچوں نے اپنے بڑے بھائی کو بھاگتے دیکھا آپ بھی بھاگے بعد ایکدم کے آپس میں مل کر گھر میں آئے اور ماں سے وہاں کا ماجرا کہنے لگے تب ماں اُنکی نے کہا کہ یہ بیٹا گیدڑ کا بچہ ہے بہادری کب کر سکتا ہے فرزند زاغ کب پہنچے ہے بیٹا کبک کی رفتار کو ما بے

تمہارے کون مارے پس بدخونخوار کو۔ طوطے نے یہ کہانی تمام کرکے خجستہ سے کہا اب اُٹھ اپنے معشوق کے پاس جا اور اُس سے ملکر حظ زندگانی اُٹھا۔ کدبانو نے یہ سنتے ہی چاہا کہ جاوے اور اپنے جانی کو گلے لگاوے لیکن صبح صادق ہوئی اور مرغ نے بانگ دی۔ جانا اُسکا اُس روز بھی یونہیں رہا تب یہ بیت پڑھا اور رونے لگی بیت صبحدم کرتا ہے بیعل اشکباری بیشتر ؏ ہو سحر کو خانۂ ماتم میں زاری بیشتر ؏

اکتیسویں داستان ایک امیر زادے اور سانپ کی

جب سورج چھپا اور چاند نکلا خجستہ چاک گریبان وحال پریشان آنکھوں میں آنسو بھرے سر کھلے طوطے کے پاس رخصت لینے گئی اور کہنے لگی اے یار وفادار وائے محرم راز دل افگار فریاد آتش عشق سے جلے ہے دل آہ یہ آگ کس نے بھڑکائی۔ اے طوطے اب تو میرا دل اُسکی جدائی سے جلا جاتا ہے اور کلیجہ منہ کو چلا آتا ہے جگر کباب ہوگیا ہے جان آج کسی صورت سے اس گھر میں نہ رہونگی اور اپنے جانی کے پاس خواہ مخواہ جاؤنگی تو بھی جلد رخصت کر طوطا اپنے جی میں ڈرا اور کہنے لگا۔ خدا حافظ یقین ہے کہ یہ اب اس گھڑی کسی طرح سے نہ رہیگی۔ کیونکہ نہایت بیقراری رکھتی ہے۔ اور میری بات نہ سنیگی لذلبک مضطر ہے یہ سوچکر بلاچاری کہنے لگا کہ اے کدبانو تجھے ہرشب رخصت کرتا ہوں اور خدا سے چاہتا ہوں کہ تو اپنے یار غمگسار سے ملے تو آپ ہی توقف کرتی ہے جو نہیں جاتی اور نہیں معلوم کہ عیب تیرے کیسے ہیں جو برگشتہ رہتے ہیں لے بسم اللہ دیر نہ کر جا اور اپنے یار کو گلے لگا پر یہ بات یاد رکھنا کہ کسی دشمن کا اعتبار نہ کرنا نہیں تو وہ صدمہ گذرے گا جو اُس امیر زادے پر اُس سانپ کے سبب سے گذرا خجستہ نے پوچھا کہ اُس کی حکایت کیونکر ہے بیان کر۔

حکایت طوطا کہنے لگا کہ کسی دن ایک امیر کسی جنگل میں شکار کھیلنے گیا تھا اور کالا سانپ کہیں سے بھاگا ہوا نہایت بدحواسی سے اُس کے پاس آیا اور کہنے لگا اے امیر زادے خدا کے واسطے مجھے جگہ دے کہ میں چھپ رہوں اور تجھے دعا دوں امیر نے پوچھا اس قدر کیوں گھبراتا ہے خیر تو ہے؟ سانپ نے کہا کہ دشمن میرا مجھے مارنے کو ہاتھ میں لاٹھی لیئے وہ چلا آتا ہے تو مجھے چھپا رکھ یہ بات سنتے ہی امیر کو اُس پر رحم آیا اور اُس نے اپنی آستین میں چھپا لیا بعد ایک دم کے وہ شخص بھی ایک موٹا سا بانس لیئے ہوئے آیا اور کہنے لگا ایک کالا سانپ ابھی میرے آگے ادھر کو آیا ہے کسی نے اُسے دیکھا ہو تو مجھے بتا دے میں اُس کا اس بانس سے سر پھوڑوں اور اپنے گھر کی راہ لوں اتنے میں امیر نے کہا اے بھائی میں یہاں بڑی دیر سے کھڑا ہوں لیکن میں نے تو نہیں دیکھا خدا جانے کہاں گیا اور اُس نے بھی اُسے خوب سا ڈھونڈا جب کہیں نہ پایا تب اپنے گھر کا راستہ پکڑا بعد ایک گھڑی کے امیر نے کہا اے سانپ

دشمن تیرا آگیا اب تو بھی جاتب سانپ ہنسا اور کہنے لگا اے امیر اب میں تجھے بے ڈسے تو نہیں جاتا اور تیری بات کب سنوں گا اب بے مارے کب یہاں سے ٹلتا ہوں۔ تو نہیں جانتا احوال میرا کہ میں دشمن ہوں تیرا جبکہ تجھ کو ماروں گا تب جاؤں گا۔ تو نہایت احمق معلوم ہوا جو تو نے مجھ پر رحم کھایا اور میرے کہنے پر اعتبار کیا اور اپنی آستین میں رہنے کو مکان دیا۔ امیر نے کہا اے سانپ میں نے تیرے ساتھ بھلائی کی ہے اور تو میرے ساتھ برائی کیا چاہتا ہے یہ بات نامناسب ہے سانپ نے کہا میں نے عقلمندوں سے سنا ہے کہ بدوں کے ساتھ نیکی کرنا ایسا ہے جیسا نیکوں کے ساتھ بدی یہ سنکر وہ ڈرا اور اپنے جی میں کہنے لگا اے مار سیاہ ایک اور سانپ آتا ہے تو میری آستین سے نکل ہم اور تو دونوں چلکر اس سے پوچھیں اگر وہ تیری بات پسند کرے تو پھر جو چاہنا سو کرنا بارے یہ سخن اس نے اس کا سنا اور اس کی آستین سے نکل کر اس سانپ کی طرف چلا تب اس نے فرصت پاکر ایک ایسا پتھر اسکے سر پر مارا کہ وہ مرگیا اور امیر جیتا اپنے گھر گیا خجستہ نے یہ نقل سنکر کہا اے طوطے میں نے تیرا کہنا قبول کیا اور نصیحت مانی پر تو بھی اسوقت یہ سخن میرا سن اور مجھے جلد رخصت دے طوطے نے کہا بہتر اب دیر مت کر اور جا اپنے دوست سے مل اور خوشحال ہو غرض بانو یہ سنکر چاہتی تھی کہ جاوے اور اسکے گلے لگ جاوے اتنے میں صبح ہوگئی اور مرغ نے بانگ دی خجستہ مرغ کو گالیاں دیدیکر کہنے لگی کہ اب صبح ہوئی ہیں کیونکر جاؤں آخر کار جانا اسکا اسروز بھی موقوف رہا تب یہ بیت پڑھا اور لیٹنے لگی بیت

اے مرغ سحر آج اگر تجھ کو میں پاؤں ٭ تو کچا ہی دانتوں سے ترا گوشت چباؤں

بتیسویں داستان سپاہی اور سنار کی

جب آفتاب چھپا اور ماہتاب نکلا خجستہ نہا دھوا اور تھوڑا سا میوہ کھا اطلس کا پائجامہ نفیس کا ازار بند جالی کا کلیول دار کرنہ سنجاف لگا کر جالی کی کرتی بنت کی انگیا بنارسی دوپٹہ مستی کی دھڑی پاؤں کا لکھوٹا آنکھوں میں سرمہ بالوں میں کنگھی اس طرح بناؤ ٹھناؤ کر جواہر کے گہنے پاتے سے آراستہ ہو ایسی بنی تھنی کہ احوال اس کی سگھڑائی کا بیان نہیں کیا جاتا موافق اس کے تمام حسن وہ کنگھی کہ جس مصفا کے ساتھ ماکہ مہو رشک ہے جس کے دو ٹکڑے رات، صفائی یہ پوشاک کی دیکھیو النظر سو بیچ میں ہے کہ میلی نہ ہو، اس بانکپن سے اٹھی اور طوطے کے پاس رخصت لینے گئی اور کہنے لگی اے محرم راز وائے میرے دمساز اگر آج میرے احوال پر رحم کرے اور رخصت دے میں جبتک جیتی رہونگی تب تک تیرے بار احسان سے سر نہ اٹھاؤنگی کیونکہ آج ایک درد ایسا بیقراری کا پہلو سے اٹھتا ہے کہ حال میرا ابتر ہوا جاتا ہے اشعار آنکھیں نہیں منڈتی ہیں میرے دل کو تعب ہے یا رب دل حیران کو حسرت کس کی

طلب ہے، بیتابی پیہم سے نہیں چین جو دم ابھرا کیا جانیئے کیا حل کو مرے درد کا سبب ہے، طوطے نے کہا
مبارک ہو تشریف لے جاؤ یہ بات یاد رکھنا کہ جس سے چاہنا اُس سے آشنائی کرنا مگر اپنے دل کا راز کسی سے
مت کہنا نہیں تو یہ بات تیری کھل جاویگی اور ہلاکت کو پہنچیگی جس صورت سے اُس زرگر نے اپنی جورو سے
احوال کہا اور مارا گیا خجستہ نے پوچھا اُس کی حقیقت کیونکر ہے آگاہ کر حکایت طوطا کہنے لگا کبھی کسی
شہر میں ایک سُنار نہایت مالدار تھا اور ایک سپاہی اُس سے بدل دوستی رکھتا تھا۔ اُسکی آشنائی کو سچ
جانتا تھا۔ اتفاقاً اُس سپاہی نے ایک تھیلی اشرفیوں سے بھری ہوئی کہیں سے پائی اور نہایت خوشی
حاصل ہوئی اور اُسکو کھول کر گنا تو وہ سو اشرفیاں تھیں۔ وہ سپاہی تھیلی لئے ہوئے خوشی سے سُنار کے
پاس گیا اور کہنے لگا میرے بخت اچھے تھے جو بے رنج و محنت اس قدر زر راہ سے میں نے پایا حاصل
کلام وہ تھیلی اُس سُنار کو سونپی اور یہ بات کہی کہ بھائی یہ میری امانت ہے اپنے پاس رہنے دے جب
چاہوں گا لے لوں گا بعد کئی دن کے اُس تھیلی کو سُنار سے سپاہی نے طلب کیا تب وہ کہنے لگا اے
سپاہی تو نے مجھ سے اس واسطے آشنائی کی تھی کہ تہمت لگاوے اور مجھے چور بناوے بھلا تھیلی تو نے
مجھے کب دی تھی تو جھوٹ کہتا ہے کیا خوب اب تو یہاں سے جا اور کسی بڑے مالدار پر تہمت لگا
جس کے سبب سے کچھ مزہ اُٹھاوے اور غریب کے ستانے سے کیا پاوے گا میں تجھے اپنا دوست
جانتا تھا اور یہ کب معلوم تھا کہ تو دشمن ہوگا اب جھوٹ سچ لگا کر مجھ سے مال چاہتا ہے مثل مشہور
ہے اُلٹا چور کوتوال کو ڈانٹے جھوٹے کے آگے سچا رو مرے آخرکار اُس سپاہی نے بناچاری
قاضی کے پاس جا کر فریاد کی اور یہ حقیقت اُس سے مو بمو کہی جب قاضی نے اُس سے پوچھا کہ
اس بات کا کوئی گواہ اُس نے کہا حضرت سلامت ساکھی کوئی نہیں قاضی نے عقل سے معلوم
کیا کہ یہ قوم سُنار کی دغاباز ہوتی ہے کچھ تعجب نہیں کہ اس سُنار نے خواہ مخواہ دغابازی کی ہوگی اس
احتمال پر قاضی نے سُنار اور اُسکی جورو کو بلا بھیجا اور ہر چند دلاسا دیکر پوچھا اُنہوں نے سوائے
انکار کے ہرگز اقرار نہ کیا تب قاضی نے کہا کہ میں خوب جانتا ہوں کہ مقرر تو نے اُسکی تھیلی اُڑائی ہے
جب تک اُسکی تھیلی نہ دیگا تب تک میں تجھ کو نہ چھوڑوں گا۔ یہ کہکر قاضی گھر گیا اور دو شخصوں کو ایک
صندوق میں بند کیا اور اُس صندوق کو کوٹھڑی میں دھر دیا پھر باہر نکل کر سُنار سے کہا کہ اگر زر دینا
قبول نہ کریگا تو میں صبح کو تجھے مار ڈالوں گا یہ کہہ کر اُن دونوں کو اُس کوٹھڑی میں بند کیا اور فرمایا
کہ صبح کو بعد نماز کے تمہیں قتل کروں گا یہ کہکر قاضی اندر گئے اور وہ دونوں اُسی جگہ قید رہے جب
آدھی رات گزری تب اُس کی جورو نے کہا اگر تو نے اُس کی تھیلی لی ہے۔ تو مجھے بتا دے

کہاں رکھی ہے اور نہیں تو اُس تھیلی کے ساتھ ہماری جان جاویگی یہ قاضی بغیر تھیلی لئے تم کو ہرگز جیتا نہ چھوڑیگا تب اُس سنار نے کہا کہ فلانی جگہ جہاں میری چارپائی بچھی ہے وہیں وہ تھیلی گڑی ہے یہ بات اُن دونوں شخصوں نے کی کہ جو قاضی جی نے واسطے دریافت کرنے کے اس سنار سنارن کی کوٹھری میں سپاہی اور سپاہی کی جورو کو بند کیا تھا۔ سو اُنہوں نے سُنار و سُنارن کی باتیں اپنے کانوں سے سُنی تھیں اتنے میں صبح ہوئی جب قاضی نے اُن چاروں کو کچہری میں بلوایا اور اُن دونوں شخصوں سے پوچھا کہ سچ کہو رات کو اُن دونوں نے کیا باتیں کیں تب قسم کھاکر سپاہی نے جو سُنا تھا کہہ سُنایا۔ قاضی نے اُس جگہ سے وہ تھیلی اپنے لوگوں کے ہاتھ منگوا کر سپاہی کے حوالہ کی۔ اور سُنار کو سولی دی طوطے نے تب یہ خجستہ سے کہا اگر زرگر اپنا حال جورو سے نہ کہتا تو مارا نہ جاتا خیر اب سدھاریئے اور اپنے معشوق سے ملکر مزا جوانی کا اُٹھایئے خجستہ نے یہ سنتے ہی چاہا کہ اپنے تئیں اُس کے پاس پہنچاوے اور اُسکو گلے لگاوے اتنے میں نور کا تڑکا ہوا اور مرغ بولا۔ جانا اُسکا اُس روز بھی موقوف رہا تب یہ فرد پڑھی اور منہ ڈھانپ کر رونے لگی فرد وصل کی جس سحر سے چھوٹی شب، اُس سحر کو خدا نہ دکھلائے ✽

تنتیسویں داستان سوداگر مالدار کی اور بسبب خیرات کے حاصل ہونا اُس کے مقصد کا

جب سورج چھپا اور چاند نکلا خجستہ پوشاک بدل جواہر پہن طوطے کے پاس رخصت لینے گئی اور کہنے لگی اے طوطے تیرے قربان جاؤں مجھ پر رحم کر اور رخصت دے کیونکہ آج کچھ پھر جی گھبراتا ہے اور دل ٹکڑے ہوا جاتا ہے فرد یاد میں تڑپے ہے دل کس ابروئے خمدار کے، آج کچھ ناحق بدل ہے آہ اُس بیمار کے، چاہتی ہوں کہ آدھی رات کو اُس کے پاس جاؤں تو بھی اس وقت ایک حکایت چھوٹی سی بیان کر:۔

حکایت طوطا کہنے لگا اے خجستہ کسی شہر میں ایک سوداگر نہایت مالدار تھا لیکن بے اولاد تھا۔ ایکدن یہ اُسکے دل میں خیال گزرا اور اپنے جی میں کہنے لگا اگرچہ میں نے اس جہان میں دولت بے شمار پیدا کی پر بے حاصل کیسواسطے کہ ایک بھی لڑکا نہ ہوا جو میرے اس گھر کو روشن کرتا اور اس دولت کو اپنے قبضے میں لاتا جد و آبا کا نام روشن کرتا۔ افسوس صد افسوس حسن کسی کی طرف سے نہیں مجھ کو غم، مگر ایک اولاد کا ہے الم، خیر اب بہتر یہی ہے کہ اپنے جیتے جی اُس زر بے بنیاد کو بنام مولا لٹایئے۔ اور فقیر و فقرا غریب و غربا یتیموں کو کھلایئے، اور آپ فقیر ہوکر یاد الٰہی میں مشغول رہیئے فرد اہل فنا کو نام سے ہستی کے ننگ ہے، لوح مزار بھی مری چھاتی پہ سنگ ہے، یہ بات جی میں ٹھہرا کر گریبان مثل گل چاک کر ڈالا، اور یہانتک زر نقد صبح سے شام تک لٹایا کہ ہر ایک غریب غنی ہوگیا آپ ایک لوٹے سے بوریے پر لنگوٹا کھینچ اُسی طرح بھوکا پیاسا پڑا رہا اُسی شب کو بعد آدھی رات کے کیا خواب دیکھتا ہے کہ ایک

شخص اجنبی سا اُس کے سامنے کھڑا ہے اُس نے پوچھا اے عزیز تو کون ہے وہ بولا میں اصل صورت تیرے
بخت کی ہوں تونے جو آج مال و اسباب خدا کی راہ میں خیرات کیا اور کچھ اپنے واسطے نہ رکھا اس واسطے میں
کہنے کو آیا ہوں کہ میں صبح کو برہمن کی صورت بنکہ تیرے پاس آؤنگا تو مجھے مارے لاٹھیوں کے مار ڈالیو
جس گھڑی سر ادم بدن سے نکلیگا تمام سونے کا ہوجاؤنگا جس عضو کو تو چاہے گا کاٹ لینا وہ عضو پھر
اُسی وقت درست ہوجاویگا اور تیرے ہاتھ بہت سا سونا لگے گا۔ یہ بات اُسکا نصیب کہکر اُدہر گیا اور
اِدہر صبح کا تارا نمودار ہوا جب اُسکی آنکھ کھلی سوائے اُس بوریے کے کچھ نہ دیکھا اپنے جی میں متعجب ہوکر کہنے
لگا الٰہی میں نے یہ کیا سفنہ دیکھا تعبیر اُس کی کیا ہے مجھے کچھ معلوم نہیں تو کریم کارساز ہے جو چاہے سو
کرے اسی حیرانی میں تھا کہ ایک حجام کسوت بغل میں دبائے ہوئے اُسکی طرف سے ہو نکلا اُس نے پکار لیا اور
اپنا سر منڈوانے لگا بعد ایک دم کے ایک برہمن اُسکے سامنے سے آیا تب اُسے وہ اپنا رات کا خواب یاد پڑا اُسی
گھڑی سر منڈوانا موقوف کیا اور اُس برہمن کو لاٹھیاں مارنے لگا اور یہانتک مارا کہ وہ اپنے جی سے گزرا زمین
پر گرکے ایک پُتلا زر سرخ کا ہوگیا سوداگر نے اُس پُتلے کو اپنے گھر میں رکھا اور تھوڑا سا سونا حجام کو دیکر کہا کہ یہ
بات تو کسی سے نہ کہنا اور وہ اُستاد اپنے جی میں بہت سا خوش ہوا کہ یہ نسخہ کیمیا کا ہے حقتعالی نے اچھا دیا
غرض اُس سونے کو بغل میں دبا کر جلدی جلدی اپنے گھر آیا اور ایک لاٹھی موٹی سی اپنے ہاتھ میں لے کر
دروازے پر اُس کی تاک میں بیٹھ رہا کہ کوئی برہمن اس طرف سے آوے تو اُس کو مارے اور سونا بنائے اتنے
میں گروہ برہمنوں کا اُدہر سے آنکلا اُس نے اُن کو اپنے گھر میں بلایا اور اُن کی ضیافت میں دل لگایا
بعد ایک گھڑی کے ایک لاٹھی موٹی سی اُٹھا کر اُن کو بے اختیار پیٹنے لگا۔ اور یہاں تک مارا کہ سر اُن
کے پھوٹ گئے اور لہولہان ہوگئے تب وہ سب کے سب غل مچانے لگے کہ کوئی واسطے بھگوان کے آوے
نہیں تو ہم اس حجام کے ہاتھ سے مفت مارے جاتے ہیں۔ یہ سُنکر محلے والے دوڑے اور نائی کو باندھ
کر حاکم کے پاس لیگئے اور کہنے لگے خداوند دیکھئے ہم تو اس زمانے میں مرتے ہیں کہ آپ کے عمل میں
نائی برہمنوں کا خون کرتے ہیں حاکم نے حجام سے پوچھا کہ تونے کس تقصیر پر اُن غریبوں کو مارا اور کس
خطا پر ان بیچاروں کا سر پھوڑا اُس نے کہا حضرت سلامت میں آج فجر کو فلانے سوداگر کی اصلاح
بنانے گیا تھا میرے سامنے ایک برہمن اُس کے پاس آیا اُس نے دو چار لاٹھیاں ماریں وہ مرتے ہی
سونا ہوگیا میں نے معلوم کیا کہ اگر کوئی برہمن کو لکڑیاں مارے تو سونا ہوجاوے میں نے بھی اپنی اُس طمع
پر ان برہمنوں کو مارا کہ یہ شاید زر ہوجاویں گے۔ افسوس یہی ہے کہ کوئی برہمن زر نہ ہوا۔ بلکہ اور
فتنہ برپا ہوا یہ خطا مجھ سے ہوئی جو چاہے سو کیجئے تب حاکم نے سوداگر کو بلوا کر کہا کہ یہ حجام کیا

کہتا ہے سنو اور جو احوال ہو سچ بیان کرو۔ ہم نے یوں سُنا ہے کہ تم نے آج ایک برہمن کو مار کر سونا بنایا ہے اور یہ نائی بھی کئی برہمنوں کو ادھ مرا کر کے کشتہ کیا چاہتا ہے سوداگر نے کہا بندہ نواز یہ ہیرا لوکر ہے آج کئی دن سے دیوانوں کی طرح پڑا پھرتا ہے جسے چاہتا ہے اُسے مارتا ہے اور تمام شہر میں غل مچاتا ہے مجھ کو کیا مثل مشہور ہے جس کا خون اُس کی گردن پر آپ حاکم ہیں جو مناسب جانیے کیجیے میں کس واسطے کسی کو ماروں گا۔ حاکم نے اُس کا کہنا باور کیا اور اُن سب کو دم دلاسا دیکر رخصت کیا پھر اُس حجام کو سزا دی طوطے نے یہ بات کہکر خجستہ سے کہا اگر جانا ہے تو جا کیونکہ اب وقت اخیر ہے اور نہیں تو کل پہر شام ہی چلی جانا کہ بانو نے یہ بات سُنتے ہی چاہا کہ جاوے اور اپنے دلبر سے ملے اتنے میں صبح ہوئی اور مرغ نے بانگ دی رجانا اُس کا اُس روز بھی موقوف رہا تب یہ بیت پڑھی اور رونے لگی :۔ ع

ہجراں کے شب و روز کا طرفہ الم ہے شب گذری ہے اندوہ میں اور دن کو بھی غم ہے

چونتیسویں داستان مینڈک زنبور اور مرغ کی جنہوں نے متفق ہو کر ہاتھی کو مار ڈالا

جب سورج چھپا اور چاند نکلا خجستہ رخصت لینے طوطے کے پاس گئی اور کہنے لگی اے طوطے تو کچھ میرے بھی حال سے واقف ہے کہ اب دن بدن ناتوان ہوتی جاتی ہوں اور رنگ نقاہت سے زرد ہوا جاتا ہے اور جہان کی کسی چیز پر دل نہیں لگتا اور کسی سے بولنے کو جی نہیں چاہتا ہے فرقِ تجھ بن اب تو غم سے فرصت ایک ذرا ہیہات نہیں، دامن سے منہ ڈھانپ کے رہنا رونا بھی کچھ بات نہیں، حسن سبب کیا کہ دل سے تعلق ہے سب، نہو دل تو پھر بات بھی ہے غضب، طوطا کہنے لگا اے کدبانو تو کچھ اندیشہ نہ کر اور دل میں راہ ناامیدی کو نہ دے خدا پر نظر رکھ کہ وہ بڑا مسبب الاسباب ہے۔ دعا تیری قبول کرے گا۔ اور تمنائے دل بر لاوے گا فرق نہ کرنا کبھی یاس کی گفتگو کہ آیا ہے قرآن میں لاتقنطوا۔ اب تیرے کام میں سعی کرتا ہوں۔ کس واسطے تو اپنی جوانی کو جلاتی ہے۔ اور کیوں نہ کہوں ہیں کہ آنسو دم بدم بھرے لاتی ہے۔ مقرر تیرے دوست کے پاس تجھے پہنچاؤں گا خجستہ کہنے لگی اے پیارے کیا تعجب ہے کہ ہم دونوں اتفاق ہو کر کوشش کرتے ہیں تس پر بھی یہ کام سرانجام نہیں ہوتا یہ کیا حکمت الٰہی ہے اور یہ کیسے برگشتہ نصیب ہیں کہ آٹھوں پہر پہرے ہی رہتے ہیں ہیہات ہیہات طوطا کہنے لگا اے خجستہ یہ کیا کٹھن ہے تو نے نہیں سُنی کہ مینڈک زنبور اور مرغ ہر ایک آپس میں متفق ہوئے اور ہاتھی کو مار ڈالا باوجود اس کے کہ وہ بڑا جانور ہیبت ناک تھا۔ اور یہ کونسا بڑا کام ہے۔ کہ وہ ہم سے اور تم سے نہ ہوگا۔ انشاء اللہ تعالیٰ قریب ہے کہ تو اپنے یار سے ملے اور چین کرے خجستہ نے یہ سُنکر کہا کہ تیرے منہ میں گھی شکر خدا تجھ کو خوش رکھے جو تو ایسی باتیں کرکے میرا جی بہلاتا ہے پر اُنکی نقل کیونکر ہے

حکایت، طوطا کہنے لگا کہ کسی شہر میں ایک درخت تھا اور اُسکی ڈالیاں گنجان تھیں اُس پر ایک شکرخورے نے اپنا گھونسلا بنا کر انڈے دئے تھے اتفاقاً ایک فیل مست اُس جگہ پہنچا اُس درخت سے پیٹ رگڑنے لگا اُس کے صدمے سے درخت ہلا بیضے گر پڑے تب وہ شکرخورہ ڈر کے مارے اپنی مادہ کو چھوڑ کر ایک درخت پر جا بیٹھا اور آہ وزاری کرنے لگا۔ مثل مشہور ہے کہ بلی آگے چوہے کا کیا بس ہے لیکن اپنے جی میں کہتا تھا۔ کہ اس دشمن زبردست سے بدلہ کس طرح لینا چاہیئے۔ یہ خیال کرکے اپنے دوست کے پاس گیا۔ کہ جسے مرغ درازنوک کہتے ہیں۔ احوال گذرا ہوا سب اُس کے آگے کہا کہ ناحق ایک فیل نے میرے اوپر ظلم کیا کچھ ایسی تدبیر کر کہ وہ مارا جاوے اور میں اپنی داد کو پہنچوں میرا بدلہ اُس سے لے کیونکہ تو میرا دوست ہے۔ اور دوست ہی وقت پر کام آتے ہیں اُس نے کہا کہ بھائی ہاتھی کا مارنا بہت دشوار ہے۔ مجھ اکیلے سے نہ ہو سکیگا۔ مگر ایک زنبور ہے۔ میں اُس کو نہایت دوست سمجھتا ہوں اور وہ مجھ سے نہایت دانا ہے اُس سے مشورت کیا چاہیئے جو وہ کہے سو کیجیئے۔ غرض اُن دونوں نے اپنے تئیں اُس کے پاس پہنچایا۔ اور یہ احوال ظاہر کیا یہ ماجرا اُس نے سُنکر ترس کھایا اور کہا کہ میں ایک مدت سے دوستوں کے کام پر کمر باندھے رہتا ہوں میرے ساتھ ایک غوک بخوبی آشنائی رکھتا ہے اور اپنی قوم کے لشکر کا سردار ہے اُس سے اس بات کو جا کر کہہ سُنائیے وہ جو کہے اُس پر عمل کیجیئے کیونکہ تدبیر اُس کی خطا نہیں کرتی۔ بہرصورت اُن تینوں نے اپنے تئیں اُس مینڈک کے پاس پہنچایا اور اُس سے مدد چاہی تب غوک نے شکرخورے کے احوال پر اور انڈوں کے پھوٹنے پر رحم کھایا اور کہا اے شکرخورے تو خاطر جمع رکھ مجھ کو بھی اُس کے مارنے کی ایسی حکمت سوجھی ہے کہ جس سے پہاڑ کو پست کرتے ہیں۔ وہ کیا چیز ہے۔ سُنئے اور وہ تدبیر یہ ہے۔ کہ پہلے زنبور اُس کے پاس جائے اور اپنی آواز دلچسپ سُناوے اور اُس کو مست کرے۔ جب وہ مستی پر آوے تب یہ مرغ درازنوک اپنی چونچ سے اُس کی آنکھیں نکالے کہ جہان روشن اُس کی آنکھوں میں تاریک ہو جاوے پھر بعد کئی دن کے جب یہ مارے پیاس کے نہایت تنگ ہوگا تب اُس کے سامنے میں بولنا شروع کروں گا۔ اور وہ معلوم کریگا کہ جس جگہ مینڈک بولتا ہے وہاں ضرور پانی ہوتا ہے اس شبہ پر وہ اٹکل سے آئیگا اور آگے قدم بڑھائیگا اور میں پچھلے قدم ہٹونگا اسی طرح سے آہستہ آہستہ بہلاتے بہلاتے لیجاؤں گا اور ایک ایسے غار میں گرا دونگا پھر اُسکی آواز کوئی نہ سنیگا، وہاں سے قیامت تک نہ نکل سکیگا آپ ہی آپ یک بیک مارے بھوک کے مر جاویگا آخر کار اُسی بات پر وہ ہر ایک آپس میں متفق ہوئے اور اُسی حکمت سے ہاتھی کو ہلاک کیا طوطے نے یہ سخن یہانتک پہنچا کر

کہا کہ اے خجستہ اُن دو تین ضعیف جانوروں نے ہمت باندھی اور ایسے ہاتھی کو ہلاک کیا اور اپنا بدلہ لیا تو کیوں ٹھنڈی ٹھنڈی آہیں بھرتی ہے ہم بھی دونوں شخص ہمت باندھیں گے تو کیا دخل ہے جو کام نہ ہو تو نے نہیں سُنا ہمت کار ہادار وجوڈھونڈھے گا سو پاویگا بی بی خوش ہو اب جا اور اُس سے مل خجستہ نے یہ سنتے ہی چاہا کہ جاوے اور اُسے گلے لگاوے کہ اتنے میں پو پھٹی اور مرغ نے بانگ دی۔ جانا اُسکا اُس روز بھی موقوف رہا یہ فرد زبان پر لائی اور بے اختیار رو کر چلّائی فرد

اس سحر کی دلا عداوت سے   شام ہوتے نظر نہیں آتی۔

پینتیسویں داستان بادشاہ چین کا روم کی شہزادی پہ عاشق ہونا اور اُسے اپنے نکاح میں لاکر شادی کرنا

جب سورج چھپا اور چاند نکلا تب خجستہ آنکھیں سرخ رنگ زرد ہونٹ نیلے پریشان حال کہ بیان آہ سرد کپڑے میلے سوگواروں کی صورت بنائے ہوئے طوطے کے پاس رخصت لینے گئی اور کہنے لگی اے طوطے میں نے اکثر بزرگوں کی زبانی سُنا ہے کہ ایک شخص نے کسی دانا سے جاکر پوچھا کہ عشق کیا چیز ہے تب اُس نے کہا کہ عشق کو ملک الموت کہتے ہیں۔ اور جاننے والے اُس کو آفتِ ناگہانی سمجھتے ہیں ؎ عشق جس کے تئیں ستاتا ہے ۔ وہ بیچارا جہان سے جاتا ہے ۔ اور میرا بھی احوال اس کم بخت نے یہاں تک پہنچایا ہے کہ جی ہی جانتا ہے اب یہ دل میں آتا ہے کہ اس کو موقوف کردوں اور صبر کرکے بیٹھ رہوں مثل مشہور ہے کہ بھٹ پڑے وہ سونا کہ جس سے ٹوٹے کان۔ طوطا کہنے لگا کہ اے خجستہ کہنے سے اور کرنے سے بڑا فرق ہے یہ کیا کہتی ہے عاشق کو صبر سے کیا نسبت۔ اور بیمار کو آہ و زاری سے کب فرصت فرد جسے عشق کا تیر کاری لگے ۔ اُسے زندگی جگ میں بھاری لگے ۔ اگر عاشق و معشوق رہتا تو کوئی کسی پر نہ مرتا اور وہ بھی بادشاہزادی اپنا بیاہ نہ کرتی کس واسطے کہ وہ ایک مدت تک مردوں کے نام سے بیزار تھی۔ آخر بے شوہر نہ رہ سکی اور خصم کر بیٹھی خجستہ نے پوچھا کہ اُس کی داستان کیوں کر ہے بیان کر:۔

حکایت طوطا کہنے لگا کہ کسی وقت میں چین کا بادشاہ نہایت عمدہ تھا۔ اور ایک وزیر بھی عقلمند رکھتا تھا اتفاقاً وہ ایک دن اپنے محل میں بے خبر سوتا تھا اتنے میں اُسکے وزیر کو کچھ ایسی کارِ مملکت میں مصلحت کرنی ضرور تھی۔ کہ آنکر اُس نے بادشاہ کو بیدار کیا اور وہ چونکتے ہی تیغہ کھینچکر اُس کے پیچھے پڑا اور وہ اُس کے آگے سے بھاگ کر کسی گھر میں جاکر چھپ رہا۔ تب بادشاہ طیش میں بھرا ہوا اپنے تخت پر جا بیٹھا اور مونچھوں پر تاؤ دینے لگا اور ہاتھ زانو پر مارتا تھا اور جامہ گلے کا پھاڑتا تھا

بے اختیار ہو ہو کر غل مچاتا تھا ارکانِ دولت نے عرض کی جہان پناہ آپ کو کیا ہُوا ہے ان خانہ زادوں کو کچھ معلوم نہیں ہوتا اور وزیر نے ایسی کیا تقصیر کی ہے کہ جس کے واسطے قبلۂ عالم نے اتنی تکلیف کھینچی کچھ ارشاد ہو تا کہ ہم بھی اُس بے ادبی سے باز رہیں اور نمک حلالی پر کمر باندھیں تب بادشاہ نے ان پر رحم کھایا اور یہ فرمایا کہ بھائی میں ابھی سوتے سوتے کیا خواب دیکھتا ہوں کہ میں کسی بادشاہت میں گیا ہوں اور وہاں کی شہزادی سے اختلاط کرتا ہوں وہ کبھی میرے ہاتھ کی بلائیں لیتی ہے اور کبھی میں اپنے پاؤں پر سر رکھتا تھا اور چاہتا تھا کہ حظِ دنیاوی اُٹھاؤں اتنے میں اُس وزیر کمبخت نے مجھے آکر خواہ مخواہ جگا دیا اور زندگی سے بے مزہ کیا اس بات کو سُنکر اُنہوں نے عرض کی کہ خداوند شہزادی کسی پر مائل ہے تب بادشاہ نے ایک آہ کھینچی اور یہ قطعہ پڑھا **قطعہ**

تعلق سے چھڑا دے شاد کر دے ۔ الٰہی اب مجھے آزاد کر دے ۔ میرے شیریں دہن کو کچھ نہ پوچھو ۔ جسے چاہے اُسے فرہاد کر دے ۔ اتفاقاً اُن وزیروں میں ایک وزیر جو کہ کارِ مصوری خوب جانتا تھا اُسنے بموجب فرمائش بادشاہ کے اُس شہزادی کے شکل کیموافق تصویر کھینچی اور آپ ایک گذرگاہ میں جا بیٹھا اور جو کوئی اِدھر اُدھر سے مسافر دور دراز کے راستے سے آتا تھا تو یہ اس سے یہی پوچھتا تھا کہ تو نے اس صورت کی عورت کہیں دیکھی ہے تو مجھے خبر دے یا سُنی ہو تو کہہ دے ۔ پر کوئی شخص اُس کا جواب نہ دیتا تھا اتفاقاً بعد ایک مدت کے کسی طرف سے ایک سیّاح وہاں آنکلا اور اُس کے پاس بیٹھ کر کچھ ناشتا کرنے لگا ۔ جب اُس وزیر نے اُسے وہ تصویر دکھلائی اور یہ بات کہی کہ اے سیّاح سچ کہہ کہ تو نے کہیں اس شکل کی رنڈی دیکھی ہے تب اُس درویش نے کہا بابا اس سے میں خوب واقف ہوں یہ روم کی شہزادی ہے باوجود اس حسن کے آجتک اُس نے کسی شوہر کو نہیں کیا بلکہ مرد کے نام سے خفا ہوتی ہے تب اُس وزیر نے پوچھا کہ وہ کس واسطے خانہ داری نہیں کرتی تب اُس نے کہا میں اس بات کو خوب جانتا ہوں وہ یہ سبب ہے کہ کسی وقت وہ شاہزادی بارہ دری میں بیٹھی ہوئی ایک باغ کی سیر کرتی تھی اور اُس باغ میں ایک طاؤس کے جوڑے نے کسی درخت پر انڈے دئے تھے اور آپس میں ملے ہوئے اُن انڈوں کو سے رہے تھے ۔ اتنے میں اُس گلستان میں آگ لگی یہانتک کہ تمام درخت وگل جل گئے ۔ اُس طاؤس کو آگ کی برداشت نہ رہی تب ناچار مادہ کو چھوڑ کر آپ اُس آشیانے سے پرواز کر گیا اور اُسکی مورنی نے ہر چند کہا اے مور اس وقت مجھے اس آفت میں نہ چھوڑ اگر تو میری الفت سے نہیں رہتا تو ان انڈوں پر بھی رحم نہیں کرتا اُس نے ہرگز اُس کا کہنا نہ مانا اور وہاں سے اڑ ہی گیا مورنی مارے محبت کے اُن انڈوں پر

تصویر شاہزادی روم مع دایہ باغ پر فضا اور جوڑا طاؤس کا ایک درخت پر انڈے سینا

سے نہ اُٹھی اور وہیں جل کر راکھ ہوگئی شاہزادی نے جس روز سے یہ بیوفائی نر کی دیکھی ہے اُسدن سے تمام
مردوں سے نفرت کرتی ہے اور مرد کا نام بھی نہیں لیتی وزیر اس بات کے سنتے ہی نہایت خوش ہوا اور جاکر
اپنے بادشاہ سے عرض کرنے لگا کہ جہاں پناہ نے جس شہزادی کو خواب میں دیکھا تھا اور میں اُسکی تصویر کاغذ
پر کھینچکر بر سر راہ بیٹھ رہا تھا جو کوئی اُدھر سے گزرتا تھا میں اُسے یہ تصویر دکھاتا تھا۔ اور اُسکا نشان
پوچھتا تھا بارے آج ایک فقیر سیّاح کہیں سے آیا میں نے یہ تصویر اُسے دکھائی اُس نے دیکھتے ہی کہا کہ
یہ تصویر شاہزادی روم کی ہے بادشاہ اس مژدہ سے بہت خوش ہوا اور کہنے لگا اے وزیر آج ہی کسی آدمی
کو شہر روم میں بھیجو کہ وہ اس ملکہ کی جواب نگاری کرے۔ وزیر نے جناب بادشاہ میں عرض کی اگر حکم ہو
تو میں جاؤں اور تصویر خاوند کی اُسے دکھلاؤں۔ جس صورت سے آپ اُسکی صورت خواب میں دیکھکر
عاشق ہوئے ہیں وہ بھی اسی طرح ظاہرا آپ کی تصویر دیکھکر آشفتہ ہو آخرکار وزیر حضور سے رخصت ہوا
اور اُس ملک میں پہنچا اور اپنے تئیں مصوروں میں مشہور کیا یہ خبر اُس ملکہ کو پہنچی کہ ایک مصور تمہارے
شہر میں لاثانی آیا ہے کہ نہ ایسا دیکھا ہے نہ سُنا تب شہزادی نے کہا کہ اُسکو ہمارے پاس لے آؤ کہ
وہ ہمارے محل میں کچھ نقش و نگار کرے اور جیسی تصویریں اُسکا جی چاہے ویسی کھینچے حاصل کلام وزیر
اُسکے محل میں گیا اور اپنے بادشاہ کی تصویر مع خدمتگار کے اُسکے محل میں کھینچی شہزادی نے جو نقش و نگار

اور تصویرات کو دیکھا تو متعجب ہوکر کہنے لگی یہ تصویر کس کی ہے اور یہ کس کی جگہ ہے اُس نے عرض کی کہ اے بادشاہزادی یہ تصویر چین کے بادشاہ کی ہے اور یہ شکارگاہ اُس کے رہنے کے مشابہ ہے اور یہ جانور اور یہ ہرن اور بچے ہرن کے انہیں چلندوں کی ہیئت رکھتے ہیں۔ ایکدن بادشاہ اپنے بالاخانہ پر بیٹھا ہوا صحرا کی سیر کر رہا تھا اتنے میں ایک طرف سے ایسا سیلاب آیا کہ بس اتفاقاً ایک جوڑا ہرن کا اپنے بچوں کو لئے کسی درخت کے نیچے بیٹھا تھا سیل کو دیکھتے ہی ہرنی اپنی جان کی دہشت سے بچوں سمیت ہرن کو چھوڑ بے دردوں کی طرح بھاگی ہرن نے اُسے ہرچند پکارا اے ہرنی یہ بے وفائی کا وقت نہیں ایک دم ٹھہر مجھے مت چھوڑ اور ان بچوں پر رحم کر ان سے منہ نہ موڑ اُس نے یہ بات ہرن کی نہ سُنی اور کیا جانیئے آپ کہاں گئی۔ اور وہ ہرن مارے الفت کے اپنے بچوں سے جُدا نہ ہوا آخر اسی سیل میں بچوں سمیت ڈوب گیا اے ملکہ جس روز سے بادشاہ نے یہ بے مروتی مادہ کی دیکھی ہے اُسی دن سے اپنی شادی نہیں کرتا۔ بلکہ عورت کے نام سے سو سو کوس بھاگتا ہے ملکہ نے جو یہ بات سُنی تو قصہ فغفور کا اپنے ہی مطابق جانا اور کہا کہ اے مصور احوال میرا اور اُس کا یکساں ہے کیونکہ میں نے مور کو بیرحم دیکھا اس واسطے مرد سے ہاتھ اُٹھایا اُس نے ہرنی کو بیدرد سمجھ عورت سے کنارہ کیا اگر ہماری شادی اُس کے ساتھ ہو تو کیا عجب ہو آخر کار دوسرے دن شاہزادی نے اپنا وکیل اُس کے پاس بھیجا اور اپنا نکاح کرنے پر راضی ہوئی طوطے نے جب یہ کہانی تمام کی خجستہ سے کہا اے بی بی تو کہتی ہے کہ میں اُس سے دوستی ترک کرونگی۔ یہ بات کسی سے ہو سکتی تو وہ ملکہ اپنی شادی چین کے بادشاہ سے نہ کرتی خبر اس سخن سے ہاتھ اُٹھایئے اور اپنے معشوق سے صحبتِ عیش گرم کیجئے خجستہ نے یہ سنتے ہی چاہا کہ اپنے تئیں اُس کے پاس پہنچاوے اور اُسے گلے لگاوے اتنے میں گجر بجا اور مرغ بولا۔ جانا اُس کا اُس روز بھی موقوف رہا تب یہ بہت بڑبڑی اور بے تحاشا رونے لگی کہ کاش کے رات جی نکل جاتا، اور اس سحر کو خدا نہ دکھلاتا +

چھتیسویں داستان دوستی گدھے اور بارہ سنگے کی اور گرفتار ہونا دونوں کا باغبان کے ہاتھ سے

جب سورج چھپا اور چاند نکلا خجستہ نے پتلی کمر بازو اُبھرا بدن نرم لب قد و قامت سرو کا سا۔ گول سُرین چمکتی رانیں سنہری ساقیں بلوریں اشتیاق میں آئی ہوئی حسن قد و قامت آفت کا ٹکڑا تمام قیامت کرے جس کو جھک کر سلام طوطے کے پاس رخصت لینے کو آئی اور کہنے لگی۔ اے

طوطے میں نے بارہا صاحب عربوں کی زبان سے سُنا ہے کہ عبدالعزیز نام ایک بادشاہ نہ شب کو سوتا تھا نہ دن کو آرام کرتا تھا کسی شخص نے پوچھا کہ جہاں پناہ کیا سبب ہے کہ نہ شب کو سوتے ہو نہ دن کو آرام کرتے ہو اُس نے کہا اے عزیز اگر شب کو سوؤں تو عبادت خدا نہ ہو سکے اور اگر دن کو آرام کروں تو رعیت تباہ ہو جاوے اس واسطے میں نے سونا شب و روز کا اپنے اوپر حرام کیا ہے وہی حال میرا ہوا ہے اور اسی اندیشہ میں پڑی رہتی ہوں اگر یار کے پاس جاؤں تو خاوند سے ہاتھ اُٹھاؤں اور اگر خاوند کے گھر رہوں تو یار کی دوستی سے باز آؤں اس سے بہتر یہی ہے کہ ان دونوں سے کنارہ کروں اور آبرو اور عصمت سے ایک گوشے میں بیٹھ رہوں سو دو رنگی چھوڑ کے یک رنگ ہو جا اے سر موم ہو یا سنگ ہو جا، یہ سنتے ہی طوطا ایک قہقہہ مار کر ہنسا اور کہنے لگا اے خجستہ حرمت ڈھونڈھتی ہے کیا خوب ہر ایک چیز کا ایک وقت ہے سُن بی بی مثل مشہور ہے جب لاگ لگی تب لاج کہاں سے سودا ہے یہ عاشق کیا پاس آبرو کا سُنتا ہے اے دیوانے جب دل دیا تو پھر کیا؟ لے بی بی اب کیا سوچتی ہے خیر تیرا کلام بھی اُس دراز گوش کی طرح ہوا کہ بے محل گانا اٹھا اور آپ پکڑا گیا خجستہ نے پوچھا اُسکی نقل کیونکر ہے بیان کر۔

حکایت طوطا کہنے لگا کہ کہنے والوں نے یوں کہا ہے کہ کسی وقت میں ایک گدھا کسی بارہ سنگے سے دوستی رکھتا تھا اور وہ دونوں ایک ہی جنگل میں چرا کرتے تھے۔ اتفاقاً کسی رات دونوں مل کر بہار کے موسم میں کسی باغ میں چرنے گئے جب پیٹ بھر چکا تب گدھا بارہ سنگے سے کہنے لگا اے بھائی اب جی چاہتا ہے کہ دل کھول کر گائیے اور خوشی کیجیے، کیونکہ باد بہار سے مغز معطر ہو رہا ہے اور چاندنے سہرونے دل کو سرور بخشا ہے یہ سُنکر گوزن کہنے لگا کیا خوب یہ وہی بات ہے کہ گدھے کو خشکہ بھائی اپنی فکر کر اور اگر کچھ کہتا ہے تو اپنے پالان اور دھوبی کے باندھنے کا کہہ یہ کیا بکتا ہے۔ یقین جان کہ کوئی آواز تیری آواز سے بدتر نہیں۔ گدھے کو گانے سے کیا کام اس باغ میں ہم تم چوری سے آئے ہیں اگر تو اس وقت ملہار گائے گا تو باغبان چونک اُٹھے گا اور کتنے لوگوں کو بھی پکارے گا تو پھر تو آپ بھی باندھا جاویگا اور مجھے بھی نتھوا دیگا۔ یہ بھی ویسا ہی قصہ ہے کہ جیسا اُن چوروں نے نادانی سے مدہ اُٹھایا اور پکڑے گئے۔

نقل سُنا ہے کہ کسی شب کو کئی چور باہم ہو کر ایک دولتمند کے گھر چوری کرنے گئے اُس کے مکان دلچسپ میں ایک قرابہ شراب سے بھرا ہوا پاکر آپسمیں کہنے لگے اب جو ہوگی سو ہو بالفعل اس جگہ شراب پیجیے تا کہ چوری کا وقت بھی قریب پہنچے بعد اُسکے اسباب بموافق اپنی باربرداری کے چرائیے اور گھر جا کر اُس اسباب دزدی کو غنیمت سمجھیے یہ بات ٹھہرا کر آدھی رات تک

میخواری کیا کیئے اور خوش خوش جو ہیں نشہ میں آکر غوغا کرنے لگے اور اسباب چرانے لگے غرض عالم نشہ میں چوری کچھ کرتے تھے اور کچھ باندھتے تھے۔ اتنے میں صاحب خانہ چونکا اور اپنے لوگوں کو جمع کرکے اُن سبھوں کو باندھ لیا یہ سنکر سپر دراز گوش نے کہا استغفر اللہ تو کیا جانتا ہے میں شہر کا رہنے والا ہوں گا گانے پر مرتا ہوں اور تو بیچارہ جنگلی اس مزے سے کیا واقف جو کچھ ہو میں گیت گاؤں گا تجھے سننے سے کیا فایدہ ہوگا باوجود اس حکایت سننے کے گدہے نے اُس کا کہنا نہ مانا اور منہ آسمان کی طرف پسار کر ملار بے تال گانے لگا اتنے میں باغبان چونکا اور کئی شخصوں کو بلوا کر اُن دونوں کو چوبیحا کیا۔ طوطے نے یہ کہانی تمام کی اور کہا اے کدبانو جو کوئی وقت کے بھونڈی کام نہیں کرتا سو

تصویر گدہے اور دراز گوش کی اور گدہے کا آسمان کی طرف منہ اٹھا کر الاپنا اور باغبان کا چونکنا اور اُن دونوں کو چوبیحا کرنا

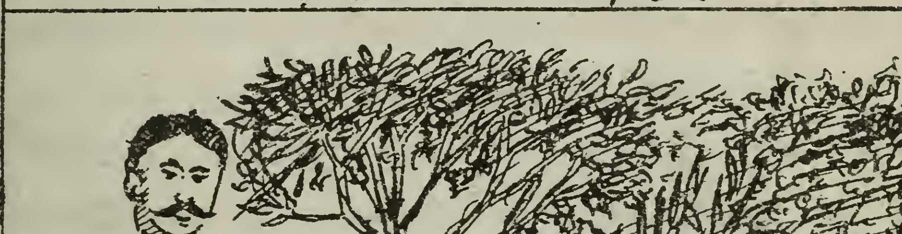

یہی دیکھتا ہے۔ بی بی لازم ہے کہ ہر کوئی ہر ایک وقت کو دریافت کرتا رہے بہتر یہی ہے کہ اب جا اور اپنے اس نا امید کی اُمید بر لا خجستہ نے یہ سنتے ہی چاہا کہ اپنے تئیں اُس کے پاس پہنچاوے اتنے میں صبح ہوئی اور مرغ نے بانگ دی۔ جانا اُس کا اُس روز بھی موقوف رہا تب اُس نے یہ بیت پڑھی اور رونے لگی **فرد** اس مہ جبین سے میرے مجھے کیوں جدا کیا ملے

صبح کینہ جو یہ ستم تو نے کیا کیا :۔

سینتیسویں داستان عاشق ہونا ایک بادشاہ کا شاہ روم کی لڑکی پر اور حکم قتل دینا اُسکی لڑکی کو

جب آفتاب چھپا اور ماہتاب نکلا خجستہ یاس سے بھری ہوئی رخصت لینے طوطے کے پاس گئی اور کہنے لگی اے طوطے میں ہر ایک شب تیرے پاس آتی ہوں اور احوال اپنی بیقراری کا سُناتی ہوں۔ پر کچھ نمک کا حق ادا نہیں کرتا اور مجھے ٹھنڈے جی سے رخصت نہیں کرتا ہے وائے نصیب رباعی کہتی ہوں جناب حق میں ڈرتے ڈرتے ۔ مدت گذری دعائیں کرتے کرتے ، قدرت ہے اُسی کو یہ کہ مجھ سا محروم ۔ منہ یار کا دیکھ لیوے مرتے مرتے ۔ اور اس قدر نمک میرے دل ریش پر مت چھڑک اور اتنا مجھ ستائی ہوئی کو نہ ستا۔ لازم ہے کہ اب رخصت دے طوطا کہنے لگا کہ خجستہ آج کی شب جس طرح سے بنے اُس طرح سے جا اور اپنے معشوق کو گلے لگا ابیات جہاں کے جو ہیں سبھی کار و بار ۔ وے حاصل عمر ہے وصل یار ۔ شب و روز پی ل کے باہم شراب ۔ مہ و مہر کو رشک کر کر کباب ۔ اگر سوائے میرے اس احوال سے اور کوئی آگاہ ہو تو بھی ویسی ہی تدبیر کرنا۔ جیسے روم کی شہزادی نے ساتھ اُس پاکدامنی کے کی تھی کدبانو نے پوچھا کہ اسکی حکایت کیونکر ہے :۔

حکایت طوطا کہنے لگا ایک بادشاہ روم کی بادشاہت کے قریب رہتا تھا اتفاقاً ایکدن اُس کے وزیر نے کہا اے جہاں پناہ روم کا بادشاہ ایسی ایک لڑکی خوبصورت رکھتا ہے فرح عجب طرح کا نور ہے جانفزا ۔ کہ مہ رو پری جس کے ہو تھک رہا ۔ اگر وہ اپنی بیٹی جناب عالم پناہ کو بیاہ دے تو کیا خوب ہو۔ بادشاہ نے وزیر کے اس سخن کو سُنکر نہایت پسند کیا اور ایک ایلچی کے ہاتھ مع سوغات اُس لڑکی کی طلب کا پیغام روم کے بادشاہ کو بھیجا جس وقت اُس نامہ بر نے یہ پیغام پہنچایا اور اُس بادشاہ سے جا کر کہا اُسی وقت وہ ایلچی پر خفا ہوا اور کہنے لگا کہ اے نامہ بر تیرے بادشاہ نے مجھ کو کیا سمجھا جو اس ڈھب کا پیغام بھیجا اگر میں اپنی بات پر آتا ہوں تو اُس کی سلطنت خاک میں ملاتا ہوں تجھے کیا کہوں دور ہو سامنے سے بہتر یہی کہ پھر ادھر منہ نہ کرنا خبردار خبر اسی میں ہے۔ وہ بیچارہ اُسکی خفگی سے تھرا گیا اور وہاں سے ناامید پھرا حسن اُسے دیکھ غصہ میں یہ ڈر گیا ۔ کہے تو جیتے ہی جی مر گیا ۔ اُسی طرح پچھلے پاؤں بھاگ کر اپنے بادشاہ کے پاس آیا اور وہاں کی واردات بیان کرنے لگا۔ یہ بات بادشاہ کو نہایت ناگوار معلوم ہوئی اُسی گھڑی ایک فوج قہار اپنے ہمراہ لیکر چڑھ گیا اور اُسکے ملک کو ایک آن میں تاخت و تاراج کیا ۔

تصویر اسجگہ کی کہ بادشاہ روم نے اپنی لڑکی اُس سے بیاہ دی اور رسم آرسی مصحف ہو رہا ہے

جب وہ تنگ آیا ناچار اپنی لڑکی بیاہ دی اور اُس لڑکی کو خاوند کے ساتھ رخصت کیا غرض وہ بادشاہ اُس شاہزادی کو لیکر اپنے شہر گیا اور اُس سے عیش و عشرت کرنے لگا بعد کتنے دنوں کے شہزادی اپنے بیٹے کی جدائی سے کہ پہلے خاوند سے ایک لڑکا رکھتی تھی اور اُس کو نانا پاس چھوڑ آئی تھی۔ بن دیکھے اُس کے بیقرار ہوئی اور رونے لگی اور بہت غم کرنے لگی۔ آخر یہ بات اپنے جی میں ٹھہرائی کہ کسی بہانہ سے اس کو اپنے پاس بلوا لیئے اسی خیال میں رہتی تھی کہ اتنے میں بادشاہ نے اُسے ایک ڈبہ جواہر کا نہایت بیش قیمت بھرا ہوا دیا۔ تب اُس نے تجویز کی کہ اب اس بہانے سے بادشاہ کے روبرو ذکر کرکے لڑکے کو بلوا لیئے تب بادشاہ سے کہنے لگی کہ آپ نے سُنا ہوگا کہ میرے باپ کے پاس ایک ایسا غلام عقلمند ہے۔ دانا جواہر شناس کہ تعریف سے باہر ہے وہ عیب و ہنر جواہر کا خوب جانتا ہے اگر وہ اس وقت یہاں ہوتا تو اس جواہر کو دریافت کرتا اور اچھا بُرا پہچان دیتا بادشاہ نے کہا کہ اگر اُس غلام کو تیرے باپ سے مانگوں تو وہ مجھے دے یا نہ دے کہا باباجان نے اُسکو

بچپن سے فرزند کی طرح پرورش کیا ہے اگر تم کو اس کی تمنا ہے اور اُسے بلوانا منظور ہے تو ایک سوداگر ہیں اپنی طرف سے بھیجوں اور کچھ اپنی نشانی دوں اور بہتری کا امیدوار اُس لڑکے کو کردں تو اس سبب سے شاید جہاں پناہ اُسے بھیجدیں اور وہ بھی خوشی سے آوے چنانچہ بادشاہ نے اُسکے کہنے کے بموجب ایک سوداگر نہایت مالدار کو واسطے تجارت کے روم کی طرف بھیجا جس وقت وہ تاجر بادشاہ سے بموجب فرمانے کے مال و اسباب واسطے سوداگری کے لیکر چلا اُس وقت شہزادی نے بادشاہ سے چھپ کر کہا اے سوداگر وہ لڑکا غلام نہیں ہے میرا بیٹا ہے ایک خط میرا اُسے دیجیو اور بادشاہ روم سے میرا پیغام کہیو کہ میں لڑکے کی جدائی سے نہایت غم میں ہوں بہانے سے غلام کے اُس کو بھیجدو جب تیرے ساتھ آوے بخوبی لے آئیو مگر یہ پردہ نہ کھولیو آخرکار وہ سوداگر گیا اور کتنے دن کے بعد اُس لڑکے کو لے آیا اور اُس بادشاہ کے حوالے کیا۔ بادشاہ نے جو اُس لڑکے کو خوبصورت اور ہنرمند پایا تو نہایت خوش ہوا اور اُس تاجر کو ایک خلعتِ فاخرہ بخشا اور اُس غلام کو اپنے پاس رکھا اور مال اُسکی اُسے دور سے دیکھ لیتی اور اُس کے سلام پیام سے اپنا جی خوش کرتی اتفاقاً ایکدن بادشاہ شکار کھیلنے گیا اور شہزادی نے فرصت پاکر اُس لڑکے کو محل میں بلوا کر اپنے گلے لگایا اور اُس کا سر اور منہ چوما اور گذشتہ جدائی

تصویر سوداگر کا شاہزادی کے لڑکے کو روم سے لاکر بادشاہ کے حوالہ کرتا

کا غم اپنا اُس سے کہا یہ خبر خبرداروں نے اسی طرح بادشاہ کو پہنچائی۔ کہ آج شہزادی نے جہاں پناہ کے پیچھے اُس غلام کو محل میں طلب کیا اور اپنے برابر بٹھلایا یہ خبر وحشت اثر سنتے ہی بادشاہ

نہایت اپنے جی میں آزردہ ہوا اور کہنے لگا ایسی عورت سے ڈریئے کہ دیدے پر دیوار بناتی ہے۔ مکر
کر کے اپنے یار کو روم سے بلایا ہے۔ اللہ رے کلیجہ پھر آپ جلد شکارگاہ سے محل میں داخل ہوا اور
ایک کرسی جواہر نگار پر متفکر ہو کر بیٹھ رہا اس حالت میں شہزادی نے جو بادشاہ کو دیکھا تو اپنے
فہم سے دریافت کیا اور کہا کہ آج مزاج مبارک پر ملال معلوم ہوتا ہے یہ کیا سبب ہے تب
بادشاہ نے کہا کیا خوب تم اپنے معشوق کو روم سے بلوا کر ہم بستر ہو اور مجھ سے بے وفائی کرو یہ کیا
شوخی اور بے شرمی ہے چاہتا تھا کہ اُسے ہلاک کرے پر عاشق معشوق کو کب مار سکے پھر اپنے
جی میں کہنے لگا کہ بی بی کے بدلے غلام کو ماریئے یہ ٹھیرا کر ایک جلاد کو اشارہ کیا اور کہا کہ اسی
گھڑی اس کے سر کو جدا کر یہ سنتے ہی اُس لڑکے کو جلاد نے پکڑا اور قتل گاہ میں بٹھلا کر پوچھا کہ
اے اجل گرفتہ تو جانتا تھا کہ بادشاہ کی بیگم ہے اس سے دوستی کرنے لگا تو کیونکر بچوں گا اور تیرا قدم
کیونکر بڑھا جو تو محل بادشاہی میں گیا اُس نے کہا تو ایسی بات نہ کہہ وہ میری سگی ماں ہے جب
میرا باپ فوت ہوا تب اُس نے اسے شوہر کیا اور مارے شرم کے میرا احوال اُس سے نہ کہا میں
جھوٹ نہ کہوں گا مار یا چھوڑ بیت قابو میں ہوں میں تیرے گو اب جیا تو پھر کیا ؎ خنجر تلے کسی
نے ٹک دم لیا تو پھر کیا۔ اس بات کے سنتے ہی جلاد کو رحم آیا اور اُس کے قتل سے باز رہا
اور اپنے جی میں کہنے لگا کہ اگر یہ بات بادشاہ پر کھلی کہ وہ اُس کا بیٹا ہے تو نے کیوں مارا اور
شاہزادی کی خاطر اُس لڑکے کو مجھ سے وہ طلب کرے اور میں اُس کو اُس کے پاس جیتا نہ پہنچاؤں
گا تو میں بھی اسی طرح دوسرے کے ہاتھ سے مارا جاؤں گا۔ اسی اندیشہ کو دل میں جگہ دے
کر بادشاہ سے عرض کی جہاں پناہ سلامت اُس کشتنی کو وہاں جا کے ماروں گا جہاں پانی
کا نام بھی نہ ہوگا غرض اس بہانے سے وہ اُس کو بادشاہ سے لے کر اپنے گھر گیا اور چھپا
رکھا بعد دو دن کے بادشاہ کی جناب میں آ کر عرض کی عالم پناہ سلامت اُس کا سر قدم مبارک
پر نثار ہوا۔ بارے اس بات کے سنتے ہی تھوڑی سی آتش غضب بادشاہ کی ٹھنڈی ہوئی
پر شاہزادی کا اعتبار اُٹھ گیا۔ اور اُس کی کوکھ میں اور بھی محبت کی آگ بھڑکی حسن
کلیجہ پکڑ ماں تو لیس رہ گئی۔ کلی کی طرح سے بیکس رہ گئی + بے اختیار ہو کر جی سے کہنے لگی
یہ کیا ہوا ادھر بیٹا موا اُدھر خاوند چھوٹا قضائے کار ایک دن ایک بڑھیا جو اُس کے
محل میں رہتی تھی۔ اُس نے پوچھا اے بی بی اس جوانی پر یہ کس کا غم کھاتی ہے۔ جو اس
طرح سے آٹھوں پہر مسند پر منہ ڈھانپ کے پڑی رہتی ہے تب اُس نے سارا احوال اُس سے

کہا کہ یہ کیا ماجرا مجھ پر گذرا اُس نے عرض کی اے شہزادی خاطر جمع رکھ میں ایک بہانے سے تیرے بادشاہ کو تجھ پر مہربان کر دوں گی اور محل میں لے آؤنگی شہزادی نے کہا اے مادر مہربان اگر اس درد کی دوا کریگی تو میں تیرے دامن و جیب کو جواہر سے بھر دونگی آخر کار ایک دن اُسی پیرزال نے بادشاہ کو تنہا دیکھ کر پوچھا اے شہنشاہ میں تجھے کچھ اور دنوں سے آج دُبلا دیکھتی ہوں کیوں واری جاؤں خیر تو ہے بیت تجھے نت رکھے خوش مرا کردگار ، تری اس جوانی پہ بڑھیا نثار ۔ بادشاہ نے کہا اے ماما نیکبخت میں وہ درد بے درمان رکھتا ہوں کہ جس کا بیان نہیں کر سکتا۔ چنانچہ وہ درد یہ ہے۔ کہ شہزادی نے روم سے اُس کو بلایا کہ جس پر عاشق ہوئی تھی اور میں نے اُسے قتل کیا پر شہزادی کو نہیں مار سکتا۔ خدا جانے یہ بات جھوٹ ہے یا سچ۔ اور وہ میری معشوقہ ہے اگر بے تصفیہ مار ڈالوں اور پھر جھوٹ نکلے تو بدنامی اور جی کی بے قراری علاوہ ہو یہ عقدہ باعث دلبستگی میری کا ہے یہ بات سنتے ہی وہ پیرزال کہنے لگی کہ بادشاہ سلامت تم اس کی فکر نہ کرو۔ میرے پاس ایک ایسا تعویذ ہے کہ اُسکو سوتے کی چھاتی پر رکھدو وہ اپنا سب جی کا احوال خود بخود کہہ دے سو وہ نقش میں تمہیں لکھدیتی ہوں تم شہزادی کے سینے پر دھر دیکھو اُس کے جی میں جو ہوگا سو سب آپ سے آپ کہہ دیگی بادشاہ نے کہا کہ تعویذ جلد لا۔ بڑھیا نے وہ تعویذ اُسی گھڑی بادشاہ کو لا دیا اور آپ شہزادی کے پاس جا کر کہا کہ آج تو سر شام سے جھوٹ موٹ سو رہیو اے لڑکی جس وقت بادشاہ تیری چھاتی پر تعویذ کو رکھے تو اُس وقت سوتوں کی طرح سے جو تیرا احوال ٹھیک ہو سو بخوبی کہہ دینا حاصل کلام جب پہر رات گئی۔ بادشاہ نے اُس نقش کو بادشاہزادی کے سینے پر جونہی رکھا وہیں اُس نے اپنے خاوند سے پہلے خاوند کا اور اُس لڑکے کا احوال ایک ایک کہہ دیا بادشاہ نے جو یہ بات سُنی اُسے جگا کر نہایت مہربانی کی اور سینے سے لگا کر شہزادی سے کہا جانی کس واسطے یہ راز پہلے ہی مجھ سے نہ کہا وہ گھبرا کر بولی میں نے کونسی بات چھپائی ہے بادشاہ نے کہا کہ وہ تیرا سگا بیٹا تھا۔ تو نے غلام کیوں بتلایا تب اُس نے آنکھیں نیچی کر کے عرض کی کہ مجھے شرم معلوم ہوتی ہے کہتی کیونکر یہ سنتے ہی بادشاہ نے اُسی گھڑی اُس جلّاد کو بلا کر کہا کہ جلدی اُس لڑکے کو میرے پاس لے آ گر مار ڈالا ہے تو اُس کی گور کہاں ہے بتلا۔ اُس نے کہا جہاں پناہ میں نے اُسے تا حال نہیں مارا وہ خدا کے فضل سے جیتا جاگتا موجود ہے یہ بات سنتے ہی بادشاہ نہایت خوش ہوا اور اُسی وقت لڑکے کو بلوا کر اُس کی ماں کے حوالے کیا اُس ناامید نے لڑکے کو گود میں لے کر درگاہ الٰہی میں سجدۂ شکر ادا کیا طوطے نے یہ کہانی

تمام کرکے کہا۔ اے کدبانو اگر تجھ کو بھی کوئی کام مشکل پڑے تو تو بھی اسی طرح سے بیان کرنا خیر اب جا اور اپنے معشوق سے مل خجستہ نے یہ سنتے ہی چاہا کہ اپنے تئیں اُس کے پاس پہنچاوے اتنے میں پو پھٹی اور مرغ نے بانگ دی جانا اُسکا اُس روز بھی موقوف رہا تب یہ فرد پڑھی اور سونے لگی

اے سحر یہ یقین ہوا مجھ کو وصل کی شب میں اب نہ دیکھوں گی

اڑتیسویں داستان آنا میمون کا گھر میں اور مارا جانا خجستہ کا

اتنے میں میمون شوہر اُس کا سفر سے آیا اور مینا کے پنجرے کو خالی دیکھکر کہنے لگا کہ میری مینا کہاں اُڑ گئی خجستہ کہنے بھی نہ پائی تھی کہ طوطے نے عرض کی پیرو مرشد ہماری بندگی لیجیے اور آپ اِدھر تشریف لائیے اور ہم جو کچھ کہیں آپ اُس پر دھیان لگائیے احوال مینا اور بی بی خجستہ کا مجھ سے پوچھیے میمون نے کہا کیا کہتا ہے طوطا بولا مینا کو آپ کی بیگم صاحبہ نے گردن مروڑکے مار ڈالا اور مجھے بھی وہی راہ دکھایا چاہتی تھیں۔ خدا کے فضل سے میں نے ایک تدبیر سے اپنی جان اور آپ کی بی بی کی عصمت بچائی وہ بیچاری خیر خواہی سے نثار ہوگئی۔ کس واسطے کہ آپ کی بی بی صاحبہ نے ایک جوان یار کیا تھا اور اُس کے پاس جانا چاہتی تھیں۔ اُس نے بے تامل نصیحت کرکے منع کیا۔ اسواسطے وہ ماری گئی میں نے حکایت اور داستان میں آجتک لگا رکھا۔ اپنی جان بھی بچائی اور اُسکو بھی جانے نہ دیا اب آپ مالک ہیں۔ میمون نے کہا سچ ہے طوطا کہنے لگا مجھے اپنے پیدا کرنے والے کی قسم ہے بی بی جی نے ایک نوجوان یار کیا تھا۔ اُسکے واسطے وہ مرتی تھی اسبات کے سنتے ہی وہ تاب نہ لاسکا ایک ہی تلوار میں خجستہ کا کام تمام کیا۔ قصہ میمون اور خجستہ کا تمام ہوا۔ واللہ اعلم بالصواب۔ جھوٹ سچ کہنے والا جانے اللہ تعالیٰ نے جیسی میری حرمت رکھی ویسی ہی سب کی رکھے؛ آمین

تمت

ہر ایک قسم کی کتابیں ملنے کا پتہ
جے ایس سنت سنگھ اینڈ سنز تاجران کتب لاہور
چوک متی مسجد یو بلڈنگ

ورکشاپ کورس نمبر (۱) باتصویر
یہ کتاب ایسے لوگوں کیلئے مفید ہے
جو پہلے ہی باقاعدہ طور پر کسی ٹیکنیکل کالج یا ورکشاپ میں رہ کر
ٹیکنیکل انجینیروں کے ماتحت رہ کر
سے محروم ہیں
اس کتاب کا مطالعہ
ورکشاپ کا علمی و عملی کام سیکھنے سے محروم رہے ہیں اور
"اپرنٹس شپ" کا موقعہ ملا ہے اور ان کے
"ورکشاپ فورمین" کے عہدہ پر فائز ہونے
ایسی تمام کمی کو پورا کر سکتا ہے
بن سکتا ہے
جے ایس سنت سنگھ اینڈ سنز پبلشرز و تاجران کتب چوک متی۔ لاہور

[illegible]

Ṭūṭī-nāmah
Ṭotā kahānī

PK
6550
T818
1801